

# مضامین پیر جی

مرتب  
پیر جی سید مشتاق علی شاہ

پیر جی سید عبد المتین محلہ گو بند گڑھ گلی نمبر ۸ مکان نمبر ۳۶/سی، کالج روڈ  
گوجرانوالہ، پنجاب، پاکستان، فون نمبر: 0333-8182910

## جملہ حقوق بحق مرتب و ناشر محفوظ ہیں

## فہرست مضامین

صفحہ	مضمون
	عرض مرتب
16۵5	۱..... پیر جی پر دو حدیثیں گھڑنے کا الزام اور اس کا جواب
60۵17	۲..... مسئلہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم اور غیر مقلدین حضرات
64۵61	۳..... وجہ تالیف انتصار الحق
112۵65	۴..... سیف محمدی پر ایک نظر
140۵113	۵..... احادیث نبویہ صلی اللہ علیہ وسلم اور فقہ حنفیہ پر ایک نظر
144۵141	۶..... درایت محمدی پر ایک نظر

نام کتاب	..... مضامین پیر جی
جمع و ترتیب	..... پیر جی سید مشتاق علی شاہ
کیپوزنگ	..... ماہیگر فکس 0333-8276791
ٹائٹل	..... حافظ محمد مجاہد
صفحات	..... 144
تاریخ طبع اول	..... مئی 2018ء
قیمت	.....
پرینس	.....

## لئے کے پتے

- 1..... پیر جی عبدالستین محلہ گوبند گڑھ گلی نمبر ۸ مکان C/36 گوجرانوالہ
- 2..... مکتبہ الفرقان اردو بازار گوجرانوالہ
- 3..... مکتبہ امام اہل سنت مرکزی جامع مسجد گوجرانوالہ عقب شیرانوالہ باغ
- 4..... مکتبہ اہل سنت و الجماعت مرکز اہل سنت چک 87 جنوبی سرگودھا

## عرض مرتب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

محترم قارئین کرام! ہم نے اس کتاب سے پہلے بھی کئی کتابیں شائع کی ہیں۔ جن میں سے بعض کے نام یہ ہیں:

① امام ابوحنیفہ پر اعتراضات کے جوابات ② فقہ حنفی پر اعتراضات کے جوابات ③ فتاویٰ الفقہ بجواب حقیقت الفقہ ④ آفتاب محمدی بجواب شمع محمدی ⑤ فتاویٰ عالمگیری پر اعتراضات کے جوابات ⑥ ہشتی زیور پر اعتراضات کے جوابات ⑦ ہدایہ پر اعتراضات کا علمی جائزہ۔ رسالہ جیریجی وغیرہ۔

یہ تمام کتابیں عوام اور خواص نے بہت پسند فرمائیں۔ یہ کتاب جو آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ ہمارے چھ مضامین پر مشتمل ہے یہ مضامین آج سے تقریباً بیس یا پچیس سال قبل کے لکھے ہوئے ہیں۔ مگر ان کی اشاعت کا وقت اب آیا ہے۔ شائع اس لیے نہیں ہوئے تھے کہ میرا خیال تھا کہ ان میں اضافہ کروں اور اچھی طرح سیٹ کروں۔ مگر موقعہ ہی نہ مل سکا۔ اب صحت بہت خراب رہنے لگی ہے اس لیے میں نے اسی طرح ان کو شائع کرنا مناسب سمجھا۔ امید ہے کہ اس حالت میں بھی ان سے لوگوں کو فائدہ ضرور ہوگا۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو قرآن و سنت کی صحیح معنی میں اتباع نصیب فرمائے آمین۔ اگر کتاب میں کوئی غلطی نظر آئے تو ہمیں اطلاع فرمائیں۔ ان شاء اللہ درست کر دی جائے گی۔ ہم قرآن و سنت کے خلاف کوئی بات نہیں مانتے۔ والسلام

سید مشتاق علی

## پیر جی پردودھ شیش گھڑنے کا الزام اور اس کا جواب

### مرتب

پیر جی سید مشتاق علی شاہ

پیر جی سید عبدالستین محلہ گوہنڈ گڑھ، گلی نمبر ۱۸ کان نمبر ۳۶/۱ کا لچ روڈ

گوجرانوالہ، پنجاب، پاکستان

فون نمبر: 0333-8182910

## پیر جی سید مشتاق علی پر دو حدیثیں گھڑنے کا الزام اور اس کا جواب

پہلا الزام:

مولانا محمد داؤد ارشد غیر مقلد لکھتے ہیں:

گو چرا نوالہ میں ایک دیوبندی مناظر اعظم پیر مشتاق علی ہے۔ جو آئے دن اہل حدیث کے خلاف کوئی نہ کوئی کتاب پھر کر کرتا رہتا ہے۔ یہ نالائق بھی وضع احادیث سے متم ہے۔ راقم نے ضمیمہ (سبیل الرسول ص ۳۲۲، ۴۲۸) میں اس کی وضع کردہ دو (۲) روایات کی نشان دہی کر دی ہے۔ (حدیث اور اہل تقلید جلد اول ص ۳۱ سطر ۲۵-۲۳-۲۳)

جواب:

داؤد ارشد کو چاہیے تو یہ تھا کہ اعتراض جب اپنی اس کتاب میں کر رہے ہیں تو ثبوت بھی اسی کتاب میں نقل کرتے۔ تاکہ ناظرین کو تحقیق کرنے کے لیے الگ سے نئی کتاب نہ خریدنی پڑتی۔ لگتا ہے داؤد ارشد نے اپنی کتاب فروخت کرنے کے لیے ایسے کیا ہے بہر حال ہم نے حکیم محمد صادق سیالکوٹی کی کتاب جس پر تحقیق و افادات داؤد ارشد کے ہیں۔ ناشر اس کا نعمانی کتب خانہ حق شریٹ اردو بازار لاہور (پاکستان) ہے۔ بازار سے خریدی جب قابل اعتراض بات کو چیک کیا تو جھوٹ کے علاوہ کچھ نہ تھا۔

میری حیرت کی انتہا نہ رہی کہ غیر مقلد ایسا کیوں کرتے ہیں خاص کر داؤد ارشد تو اس مشن میں آگے آگے ہیں۔ دھوکہ دینا، قطعہ برید کرنا، جھوٹ بولنا، نقلی کتابوں میں تحریف کرنا ان کا شغل ہے۔ یہاں پر بھی انہوں نے یہی کام کیا ہے۔ اصل بات یہ تھی کہ حکیم صادق سیالکوٹی غیر مقلد نے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ اور فقہ حنفی کے خلاف ایک کتاب سبیل الرسول کے نام سے لکھی۔ اس میں فقہ حنفی کے ایکس (۲۱) مسائل کو حدیث کے خلاف ثابت کرنے کی ناکام کوشش کی جس میں سے ایک مسئلہ (مرد و عورت کی نماز کا امتیاز) تھا۔ مناظر اسلام حضرت مولانا محمد امین صفدر اور کاؤڑی رحمہ اللہ نے اس کا مختصر جواب ”سبیل الرسول پر ایک نظر“

کے نام سے لکھا تھا۔ پیر جی صاحب نے اس کو مجموعہ رسائل جلد دوم میں شامل کر کے شائع کر دیا۔ داؤد ارشد نے یہ مضمون سبیل الرسول پر ایک نظر کے جواب میں لکھا ہے۔ حضرت اوکاڑوی رحمہ اللہ کے اس رسالہ سے جہاں اہل سنت کو بہت فائدہ ہوا۔ وہاں غیر مقلدین کو بھی اس کتاب یعنی سبیل الرسول کی اصلاح کا موقع مل گیا اور انہوں نے نئے سرے سے اس کو دوبارہ سیٹ کیا ہے اور ان کو اس کی تخریج و تحقیق کرنی پڑی۔ حکیم صاحب نے جو احادیث گھڑی تھیں ان پر پردہ ڈالنے کے لیے داؤد ارشد نے یہ کام کیا ہے۔

داؤد ارشد کی بوکھلاہٹ:

ص ۳۱۹ پر لکھتے ہیں: حضرت حکیم صاحب نے سبیل الرسول پر ایک نظر ص ۲۱۲ پر دلائل وبراہین سے ثابت کیا تھا۔

جواب:

محترم سبیل الرسول پر ایک نظر تو مولانا محمد امین اوکاڑوی رحمہ اللہ کی کتاب تھی جسے پیر جی نے مرتب کر کے شائع کیا ہے آپ نے ایسے حکیم صاحب کی کتاب بنا دیا حکیم صاحب کی کتاب کا نام صرف سبیل الرسول ہے۔

ص ۳۱۹ پر ۱۸ پیر جی کے متعلق لکھتے ہیں: پہلے تو ادھر ادھر کی فضول بھرتی کی ہے۔ آخر میں دلائل نقل کرتے ہیں:

جواب:

محترم مولانا صاحب! مجموعہ رسائل جلد دوم ص ۸۹ سے لے کر ص ۱۰۲ تک کل ۱۴ صفحات میں حکیم صاحب کا جواب ہے۔ آپ کے ذمہ تھا کہ پیر جی کے جواب کا مکمل جواب دیتے یہ آپ نے نہیں کیا اور نہ ہی آپ مکمل مضمون کا جواب دے سکتے ہیں۔ آپ نے اپنی دوسری کتابوں میں بھی یہی کیا ہے۔ جسے آپ نے فضول بھرتی کہا ہے۔ وہ تو اللہ تعالیٰ کا قرآن ہے۔ پیر جی نے ص ۸۹ سطر ۸ پر قرآن کی آیت فَاغْتَرَبُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ نقل کی ہے۔

آپ نے پیر جی کی پہلی دلیل ص ۸۹ ہی سے نقل کی ہے جو سطر نمبر ۱۹ سے شروع ہوتی ہے اور پیر جی نے حکیم صاحب کا جواب بطور ۳ سے شروع کیا ہے۔ سطر ۳ سے لے کر سطر ۱۸



تک جو عبارت ہے۔ اس کو آپ نے ادھر ادھر کی فضول بھرتی کہا ہے۔ آپ اللہ تعالیٰ سے توبہ کریں، معافی مانگیں۔ آپ نے قرآن کی توہین کی ہے۔ ہم ناظرین سے گزارش کرتے ہیں کہ وہ مجموعہ رسائل جلد دوم ص ۸۹ سطر نمبر ۱۸ کو بار بار ملاحظہ فرمائیں۔ اور غور سے دیکھیں کہ اس میں وہ قرآن کی آیت لکھی ہے یا نہیں اور ان سطروں میں جو لکھا ہے وہ قرآن وحدیث سے ثابت ہے یا نہیں۔ فیصلہ خود کریں۔

ہم نے یہاں پر صرف وضع حدیث کا جواب دینا ہے۔ مکمل مسئلہ پر بحث نہیں کرنی۔ اس لیے اصل موضوع کی طرف آتے ہیں۔ آپ کا الزام مجموعہ رسائل جلد دوم ص ۹۲ سطر ۱۰، ۱۱، ۱۲ کی عبارت پر ہے۔

عبارت نقل کرنے میں داؤدارشد کی خیانت:

داؤدارشد لکھتے ہیں:

اسی طرح ائمہ اربعہ کا اجماع اس پر ہے کہ عورت سینے پر ہاتھ باندھے اور اس اجماع کی بنیاد وہی قاعدہ ہے جو حدیث میں آگیا ”لانہ استرلہا“ کہ اس میں ستر کا زیادہ اہتمام ہے۔ (سبیل الرسول پر ایک نظر ص ۹۲)

ناظرین اب ”سبیل الرسول پر ایک نظر“ کی مکمل عبارت ملاحظہ فرمائیں:

اسی طرح ائمہ اربعہ کا اجماع اس پر ہے کہ عورت سینے پر ہاتھ باندھے۔ (فقہ علی مذاہب اربعہ، درمختار ج ۱ ص ۳۲۷، عالمگیری ج ۱ ص ۷۷) اور اس اجماع کی بنیاد وہی قاعدہ ہے جو حدیث میں آگیا ”لانہ استرلہا“ (شرح فتاویٰ ج ۱ ص ۷۳) کہ اس میں ستر کا زیادہ اہتمام ہے۔

ناظرین آپ نے سیرجی کی مکمل عبارت ملاحظہ فرمائی۔ سیرجی نے فقہ کی چار مشہور کتابوں کے حوالہ سے یہ مسئلہ بیان کیا تھا۔ کتاب الفقہ علی مذاہب اربعہ، درمختار، فتاویٰ عالمگیری، شرح فتاویٰ۔ مگر داؤدارشد نے خیانت کرتے ہوئے فقہ کی کتابوں کے نام عبارت میں سے نکال دیے۔ اگر یہ حرکت نہ کرتے تو عوام کو دھوکہ کیسے دیتے۔ ہر شخص سمجھ جاتا کہ سیرجی نے تو فقہاء کی عبارت نقل کی ہے اور یہ عربی جملہ ”لانہ استرلہا“ حدیث نہیں ہے بلکہ

فقہاء کا قول ہے۔ اور فقہاء نے یہ قاعدہ احادیث سے ہی اخذ کیا ہے۔ خود داؤدارشد ص ۳۲۲، سطر ۱۶ پر اس بات کا اقرار کر رہا ہے، لکھتا ہے: واضح رہے کہ فقہاء احناف نے مرد و عورت کے ہاتھ باندھنے کی جگہ کی وضاحت کرتے ہوئے کہا ہے کہ عورت سینے پر باندھے ”لانہ استرلہا“ دیکھئے (الجزا اوراق ج ۱ ص ۳۰۳، فتاویٰ شامی ج ۱ ص ۳۸۷، حلبی کبیر ص ۳۰۱، نور الايضاح ص ۲۵۹، بنایہ و لحاوی بحوالہ السعایہ ج ۲ ص ۱۵۶ و شرح فتاویٰ ج ۱ ص ۷۳، و نماز مسنون ص ۳۲۰ وغیرہم) (ضمیمہ سبیل الرسول ص ۳۲۲)

ناظرین جو بات سیرجی نے لکھی تھی وہ ہی داؤدارشد نے کہی ہے۔ سیرجی نے ص ۹۷ پر علامہ عبدالحی کھنوی کے السعایہ کے حوالہ سے بھی یہ الفاظ نقل کیے ہیں پھر ص ۹۷، ۹۸ پر امام نووی کے حوالہ سے یہ الفاظ نقل کیے ہیں پھر ص ۹۸ پر المغنی ابن قدامہ کے حوالہ سے یہ الفاظ نقل کیے ہیں کہیں بھی ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب نہیں کیا۔ اصل میں یہاں پر بات اصول اور بنیادی قاعدہ کی ہو رہی ہے۔ عربی الفاظ کی نہیں۔ سیرجی نے ص ۹۵ سطر ۱۶ پر لکھا ہے۔ دوسرا قاعدہ اس حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسرا قاعدہ ارشاد فرمایا کہ عورت کی نماز کے مسائل میں سب سے زیادہ اہمیت ستر کی ہے۔ اس لیے جس حالت میں ستر زیادہ ہوگی وہی نماز عورت کی خدا کو زیادہ محبوب ہوگی اور ذریعہ مغفرت بنے گی۔ اس حدیث کی روشنی میں علمائے اہل سنت کہتے ہیں اصل میں عورت کے ستر کا مسئلہ ہے نماز میں جتنا بھی عورت کا ستر ہوگا بہتر ہے۔ اس حدیث کو پیش نظر رکھ کر مرد و عورت کا فرق واضح ہو گیا۔

اس عبارت سے معلوم ہوا کہ علماء نے عورت کے ستر کے مسئلہ کا ذکر حدیث سے لیا ہے اور اپنی کتب میں جب اس مسئلہ کو بیان کیا تو عربی الفاظ میں اس قاعدہ کو ذکر کر دیا۔ یعنی یہ قاعدہ کہ اصل میں اس مسئلہ میں عورت کے ستر کا مسئلہ ہے۔

داؤدارشد نے اردو عبارت سے صرف عوام کو دھوکہ دیا ہے اہل علم تو بات کو سمجھتے ہیں۔ سیرجی صاحب نے فقہاء کی عبارت کا خلاصہ اردو میں ذکر کیا ہے۔ لکھتے ہیں: اور اس اجماع کی بنیاد وہی قاعدہ ہے جو حدیث میں آگیا۔ اس عبارت سے صاف واضح ہے کہ

یہاں پر حدیث کے الفاظ نقل کرنا مقصد نہیں کیونکہ بات اجماع کی ہو رہی ہے حدیث ہوتے ہوئے اجماع کی ضرورت نہیں ہوتی۔ حدیث میں آگیا کا مطلب یہ ہے کہ عورت کے ستر کا مسئلہ حدیث میں آگیا نہ کہ یہ الفاظ حدیث میں آگئے۔ یعنی حدیث میں جو الفاظ ہیں ان سے یہ قاعدہ نکلتا ہے۔ ”لانه استقر لہا“ اور یہ بات شرح نقایہ ج ۳ ص ۷۳ کے حوالہ سے ذکر کی ہے۔

دواؤ دارشہد نے بھی شرح نقایہ ج ۳ ص ۷۳ کے حوالے سے اس کو تسلیم کر لیا ہے۔ ہم ناظرین کو دعوت دیتے ہیں کہ وہ پہلے جیری کی مضمون ج ۸۸ سے شروع ہو کر ص ۱۰۲ تک ہے پڑھیں پھر دواؤ دارشہد کا مضمون پڑھیں آپ پر حق واضح ہو جائے گا اور بدوعورت کی نماز میں جو فرق ہے وہ بھی معلوم ہو جائے گا اصل میں جھوٹی حدیثیں گھڑنا غیر مقلدین کا کام ہے۔ اہل سنت کا نہیں۔ حضرت مولانا محمد امین صفدر اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ نے سبیل الرسول پر ایک نظر ص ۱۱، ۱۲، ۱۳ پر حکیم صادق سیالکوٹی کے چار جھوٹ لکھے تھے۔ ان کے متعلق دواؤ دارشہد نے کوئی کلام نہیں کیا۔

دوسرے الزام کا جواب:

مولانا دواؤ دارشہد صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

راقم نے ضمیمہ (سبیل الرسول ص ۳۲۸، ۳۲۹ میں اس کی وضع کردہ دو روایات کی نشان دہی کر دی ہے۔ (حدیث اور اہل تقلید جلد اول ص ۳۱)

جواب:

ہم نے ضمیمہ سبیل الرسول ص ۲۳۸ جب دیکھا تو وہاں پر کوئی بات نظر نہ آئی ہم نے خیال کیا کہ دواؤ دارشہد کو صفحہ نمبر گنتے میں دھوکہ لگا ہوگا۔ ہم نے ص ۳۳۸ کو دیکھا تو وہاں پر یہ الزام مل گیا۔ اگر ہماری جگہ دواؤ دارشہد ہوتا تو اس بات کا چنگڑ بنا دیتا کہ دیکھو یہ جھوٹ ہے۔ میں چیلنج کرتا ہوں کہ ص ۲۳۸ پر حوالہ نکال کر دکھاؤ غیرہ وغیرہ۔ مگر ہم کہتے ہیں کہ دواؤ دارشہد معصوم نہیں ہے غلطی ہو سکتی ہے کوئی بات نہیں۔ اب ہم اصل الزام کی طرف آتے ہیں۔ حضرت اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ نے سبیل الرسول پر ایک نظر کے ص ۱۲۵ پر نمبر ۳ پر لکھا ہے۔

(ب) تیمم دوسرے بے کرنا۔ ایک ضرب چہرے کے لیے دوسری دونوں ہاتھوں کندھوں اور بغلوں تک کے لیے۔

(ابوداؤد ج ۱ ص ۵۱، نسائی ج ۱ ص ۶۰، طحاوی ج ۱ ص ۶۶، مسند احمد ج ۳ ص ۲۶۳)

اس عبارت پر اعتراض کرتے ہوئے دواؤ دارشہد نے لکھا ہے:

ثالثاً: آپ نے جو حدیث ”ب“ کے تحت بیان کی ہے یہ جناب کا کھلا افترا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر بہتان ہے ہم آپ کو چیلنج کرتے ہیں کہ مذکورہ الفاظ سے اگر آپ یہ حدیث ان کتب سے ثابت کر دیں تو آپ کو بطور انعام یہ کتب دی جائیں گی۔ ان شاء اللہ مگر یاد رکھو پیر مشتاق کو کجا پوری دنیا کے خفی الخلفے اگلے پھیلے اکٹھے ہو جائیں تب بھی اس کو ثابت نہیں کر سکتے۔ (ضمیمہ سبیل الرسول ص ۳۲۸، ۳۲۹)

جواب:

حکیم صاحب نے سبیل الرسول ص ۲۵۲، ۲۵۳ پر (نوٹ: سبیل الرسول تین قسم کی ہے ایک ۳۰/۲۰ ص ۱۶ ساز کی جو سب سے پہلے شائع ہوئی۔ دوسری ۳۶/۲۳ ص ۱۶ ساز کی۔ تیسری ۲۶/۲۰ ص ۸ ساز کی جو دواؤ دارشہد کی تحقیق کے ساتھ شائع ہوئی ہے۔ اس لیے صفحات کا فرق ہے۔) تیمم کا مسئلہ ذکر کیا تھا۔ اس کا جواب مولانا محمد امین صفدر اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ نے سبیل الرسول پر ایک نظر ص ۱۲۲ تا ۱۳۱ میں دیا۔ یہ سارا مضمون حضرت اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ کا ہے۔ جیری نے تو صرف اس کو شائع کیا ہے۔ بہر حال حضرت اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ کا ہو یا جیری کا آپ کا الزام بالکل غلط ہے۔ قارئین کرام اصل بات یہ تھی کہ تیمم کے مسئلہ میں حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے مختلف روایات مروی ہیں جن میں مرفوع بھی ہیں موقوف بھی متصل بھی ہیں، مرسل بھی یعنی کسی قسم کی ہیں مگر میں سب کی سب حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کی ان روایات میں الفاظ کی کسی کمی بھی ہے کسی میں ایک ضرب کا ذکر ہے اور کسی میں دوسرے کا پھر کسی روایت میں کہوں تک کا ذکر ہے۔ کسی میں کندھوں اور بغلوں تک کا ذکر ہے۔ کسی میں نہیں ہے۔ بہر حال حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے مختلف روایات مروی ہیں اس کا انکار کوئی غیر مقلد نہیں کر سکتا اور نہ دواؤ دارشہد کر سکا ہے۔

حکیم صادق سیالکوٹی نے صرف اپنے مطلب کی روایت لے کر یعنی ایک ضرب والی نقل کردی اور دوسرے کے مسئلہ کو حدیث کے خلاف کہہ دیا اور حنفیوں کی دلیل دوسرے ضرب والی کا ذکر تک نہیں کیا۔ حکیم صاحب کی اس غلط حرکت کا پردہ چاک کرتے ہوئے حضرت اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ نے حکیم صاحب پر گرفت فرمائی ہے۔

حضرت اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کی حدیث کے تین طرق کا ذکر کیا اور (۱) (ب) (ج) کر کے ان کی نشان دہی فرمائی کہ حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے تیس کے متعلق یہ تین قسم کی احادیث مروی ہیں۔ حکیم صاحب نے صرف ایک قسم کی نقل کی اور دو کا ذکر تک نہیں کیا۔

پھر غیر مقلدین کے اصول کے مطابق ان سے مطالبہ کیا کہ آپ کہتے ہیں کہ ہم صرف قرآن و سنت کی بات مانتے ہیں اور کسی کی نہیں مانتے مگر یہاں پر آپ نے اس بات پر عمل نہیں کیا۔ اس واسطے حضرت اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے۔

حکیم صاحب کا فرض تھا کہ وہ پہلے اس حدیث کے مکمل طرق نقل کرتے پھر ایک طرق کو قبول اور دوسریوں کے رد کرنے کی وجہ کی حدیث صحیح سے بیان کرتے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہو کہ فلاں طرق قبول کر لینا کہ وہ صحیح ہے اور فلاں فلاں دو طرق حدیثوں کے رد کر دینا کہ ”ضعیف ہیں لیکن حکیم صاحب نے نقل میں خیانت سے کام لیا ایک طریق بتایا اور دو کو چھپایا۔ (سبیل الرسول پر ایک نظر ص ۱۲۵)

حضرت اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے مروی تین روایات کا ذکر فرمایا۔ داؤد ارشد نے کہا ہے کہ دوسری نمبر والی روایت جھوٹ ہے۔ حالانکہ خود داؤد ارشد نے ص ۳۴۹ سطر نمبر ۹ میں یہ بات تسلیم کی ہے۔ لکھتے ہیں ناسی اور لحادی کا حوالہ بھی بغیۃ المعنی ج ۱ ص ۱۵۵ سے دیکھ کر بیان کر دیا اور اصل کتب کی مراجعت کی توفیق نہ ملی۔

ناظرین کرام! داؤد ارشد کے اعتراض کا جواب تو اس عبارت سے خود بخود ہو گیا ہے۔ اگر بالفرض حضرت اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ یا میر جی نے اصل کتابیں نہیں دیکھیں اور بغیۃ المعنی پر اعتماد کرتے ہوئے یہ حوالہ نقل کر دیا تھا تو وہ تو بری الذمہ ہو گئے۔ ان کی نیت پر حملہ کرنا اور

ان پر حدیث گھڑنے کا الزام لگانا کتنا بڑا جرم ہے کیا اس بات کی قرآن و حدیث میں اجازت ہے۔ کیا ایک عالم دین جو اپنے ساتھ ہمیشہ اہل حدیث کا لقب لگانے کو فخر سمجھتا ہے اس نے ایسا کر کے کتنی احادیث کی مخالفت کی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو ہدایت دے۔

باقی رہی یہ بات کہ بغیۃ المعنی کے حوالے سے کیوں نقل کیا اس کا جواب یہ ہے کہ جیسا آپ نے اس بحث میں صفحہ ۳۴۹ پر سطر نمبر ۱۱ میں اور اس پوری کتاب میں کی جبکہ علامہ زبیلی حنفی پر اعتماد کرتے ہوئے حوالے دیے ہیں اور اسی بحث میں آپ نے حافظ ابن حجر عسقلانی شافعی رحمۃ اللہ علیہ پر اعتماد کرتے ہوئے ان کی الدرایہ کے حوالے دیے ہیں کیونکہ جب کتب حدیث میں تینوں کتابیں ایک ہی فن کی ہیں اور تینوں کا موضوع بھی ایک ہی ہے اور ایک ہی کتاب کی تخریج پر مشتمل ہیں۔ وہ فقہ حنفی کی مشہور زمانہ کتاب ہدایہ صاحب ہدایہ نے جو احادیث نقل فرمائیں ہیں ان کی تخریج پر یہ تینوں کتابیں ہیں۔ ناظرین کی معلومات میں اضافہ کے لیے ہم یہاں پر ان کے متعلق کچھ تفصیل کرتے ہیں۔

(۱)..... علامہ زبیلی حنفی کی نصب الرایۃ فی تخریج احادیث الہدایہ ۵ جلدوں میں حدیث کی مشہور کتاب ہے جس میں ہر قسم کی ہزاروں احادیث موجود ہیں۔ علامہ زبیلی کی وفات ۶۲۳ ہجری ہے۔ حافظ ابن حجر عسقلانی شافعی رحمۃ اللہ علیہ ان کی وفات سے ۱۱ سال بعد پیدا ہوئے۔

(۲)..... حافظ ابن حجر عسقلانی شافعی المتوفی ۸۵۲ ہجری نے بھی ہدایہ کی احادیث کی تخریج فرمائی ہے جو الدرایہ کے نام سے مشہور ہے۔ یہ ۵ جلدوں میں ہے اور ہدایہ کے حاشیہ پر بھی موجود ہے۔

(۳)..... حافظ حدیث علامہ زین الدین ابوالعدل قاسم بن قسوط بغمصری حنفی المتوفی ۸۷۹ھ آپ حافظ ابن حجر عسقلانی شافعی، علامہ بدر الدین عینی حنفی، حافظ ابن الہمام حنفی وغیرہ کے شاگرد ہیں۔ آپ بہت بڑے محدث گزرے ہیں۔ تخریج حدیث پر آپ کا بہت کام ہے۔ آپ نے بھی ہدایہ کی احادیث کی تخریج فرمائی ہے۔ اس کا صحیح نام منیۃ الالمعی فی ما فات من تخریج احادیث الہدایہ للزیلعی ہے۔ داؤد ارشد نے



بغیۃ المعنی غلط لکھا ہے۔ ناظرین بات دور چلی گئی۔ میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اگر بالفرض بیرجی نے منیۃ الالمعی کے حوالہ سے ایک بات نقل فرمائی ہے اور وہ منیۃ الالمعی میں موجود بھی ہے اور خود داؤد ارشد اس کو تسلیم بھی کر رہے ہیں۔ پھر حدیث گھڑنے کا الزام تو کسی طرح بھی درست نہیں ہے زیادہ سے زیادہ آپ یہ کہہ سکتے ہیں کہ منیۃ الالمعی کے مصنف کو حوالہ دینے میں غلطی لگ گئی تھی اور ایسی چیزیں مصنفین ہی ہوتی رہتی ہیں جن کو اہل علم جانتے ہیں جن لوگوں نے منکرین حدیث کی کتابیں پڑھی ہیں۔ وہ اس بات سے بخوبی واقف ہیں داؤد ارشد اگر بیان الخطاء للبخاری امام ابی حاتمہ رازی کی پڑھ لیتے تو یہ بات نہ کرتے۔ میں نے یہ تمام باتیں تو صرف اس حوالہ سے کی ہیں کہ اگر بیرجی یا مولانا داؤد کو منیۃ الالمعی پر اعتماد کر کے کوئی حوالہ نقل کریں تو مجرم اور داؤد ارشد خود نصب الراہی۔ الدرایہ جیسی کتب پر اعتماد کر کے حوالے نقل کرے تو صحیح..... ہے عجیب معیار ہے.....

باقی یہ روایت سنن ابوداؤد و کتاب الطہارات باب التیمم میں موجود ہے۔ ہم سنن ابوداؤد ج ۱ ص ۵۱ مترجم علامہ وحید الزماں غیر مقلد مطبوعہ اسلامی اکادمی اردو بازار لاہور سے اس کا ترجمہ نقل کرتے ہیں ناظرین ملاحظہ فرمائیں۔

”عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ نے روایت ہے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ پاک مٹی سے نماز فجر کے لیے تیمم کیا، تو انہوں نے مٹی پر ہاتھ مار کر منہ پر ایک دفعہ پھیر لیا۔ پھر دوبارہ مٹی پر ہاتھ مار کر اپنے تمام ہاتھوں پر پھیر لیا، یعنی کندھوں تک اور نیچے سے بغلوں تک۔“

حضرت داؤد کو منیۃ نے جس بات کا حوالہ دیا ہے وہ اس میں موجود ہے۔ جس سے داؤد ارشد کے اعتراض کی حقیقت کھل کر واضح ہو جاتی ہے کہ اعتراض صرف تعصب کی بنا پر کیا گیا ہے اور کوئی وجہ نہیں۔ باقی ہا ابوداؤد کے علاوہ دوسری کتابوں کا مسئلہ ان میں یہ روایت نہیں ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ بھی داؤد ارشد کی علم حدیث اور اصول حدیث سے بے خبری کی دلیل ہے یا پھر جان بوجھ کر عوام کو دھوکہ دینے کے لیے ایسا کیا ہے۔ اصول حدیث کا یہ ضابطہ ہے کہ تمام اشیاء میں اشتراک ضروری نہیں ہوتا اگر ایک چیز میں بھی

اشتراک واقع ہو جائے تو آپ اس کا حوالہ دے سکتے ہیں کہ یہ بات اس حدیث میں بھی ہے حضرت داؤد کو منیۃ نے اسی اصول کے تحت دیگر کتب حدیث کے حوالے دیئے ہیں اور صاحب منیۃ الالمعی نے بھی، صاحب منیۃ الالمعی تو خود بہت بڑے محدث اور اصولی ہیں اس لیے انہوں نے نسائی اور طحاوی کا حوالہ دے دیا۔ حضرت داؤد کو منیۃ محدثین کے اصول سے اچھی طرح باخبر تھے۔ انہوں نے بھی ان دونوں کا حوالہ دے دیا۔ اور مسند احمد میں بھی حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کی روایت موجود ہے۔ اس لیے اس کا ذکر بھی کر دیا۔ ابوداؤد کی روایت تو گندرجکی انسائی کی ملاحظہ فرمائیں۔

نسائی کتاب الطہارات باب الاختلاف فی کیفیت التیمم میں حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کی روایت موجود ہے۔ جس کے الفاظ اس طرح ہیں ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تیمم کیا تو چہروں بازوؤں کا کندھوں تک مسح کیا۔ اس میں چہرے اور کندھوں کا ذکر موجود ہے۔ اور ابوداؤد کی روایت جو اوپر گزری اس میں بھی چہرے اور کندھوں کا ذکر موجود ہے۔ دو چیزوں میں اشتراک پایا گیا۔ نسائی کے بعد طحاوی سے بھی ملاحظہ فرمائیں۔ طحاوی کتاب الطہارات باب صفة التیمم کیف ہی میں حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

جب آیت تیمم نازل ہوئی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھا پھر ہم نے ایک ضرب منہ کے لیے ماری ایک دونوں ہاتھوں یعنی مونڈھوں تک اور پھر نیچے۔

(طحاوی مترجم جلد اول ص ۱۵۹ ترجمہ مولانا عبدالستار ٹوکی)

دیکھئے طحاوی میں یہ حدیث موجود ہے اور اس میں دوسری جگہ اس کا ذکر بھی ہے۔ اور مونڈھوں اور بغلوں کا بھی اب مسند احمد میں بھی ملاحظہ فرمائیں۔

مسند احمد مترجم جلد نمبر ۸ ص ۸۷ مسند الکوفیین جس میں حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کی روایات بھی موجود ہیں۔ حدیث نمبر ۱۸۵۹ میں یہ الفاظ موجود ہیں۔ حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ نے روایت ہے کہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے تیمم کے متعلق پوچھا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ایک ضرب دونوں ہاتھوں کے لیے اور ایک ضرب



چہرے کے لیے لگائی جائے۔

اس حدیث کی تخریج کرنے والے نے لکھا ہے صحیحہ ابن حبان (۱۳۰۳)  
وصحیحہ ابن خزیمہ (۲۹۷) وقال الترمذی حسن صحیح قال الالبانی  
صحیح ابو داؤد ۲۲۷، الترمذی (۱۴۴)

مسند احمد میں حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کی ایک دوسری روایت بھی موجود ہے جس میں  
یہ الفاظ بھی آتے ہیں۔ فَمَسَحُوا بِهَا وَجُوهُهُمْ وَآيَدِيَهُمْ إِلَى الْمَنَاجِبِ وَمِنْ  
بُطُونِ آيَدِيَهُمْ إِلَى الْأَتَاظِ اور اپنے چہروں اور کندھوں تک ہاتھوں پر انہیں پھیر لیا اسی  
طرح ہاتھوں کے باطنی حصے پر بغلوں تک اسے پھیر لیا۔ (مسند احمد مترجم ص ۸۸)

ناظرین ہم نے یہ ثابت کر دیا کہ حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کی روایت مسند احمد میں  
بھی ہے اور اس میں دو ضربوں کا ذکر ہے۔ حضرت اوکاڑوی رحمہ اللہ نے جو اختلاف  
حضرت عمار رضی اللہ عنہ کی روایت میں بتایا تھا وہ تو ثابت ہو گیا۔ اب رہی یہ بات کہ دو ضربوں  
والی میں کندھوں اور بغلوں کا ذکر ہونا چاہیے تھا۔ یہ آپ کی اصولی حدیث سے بے خبری  
ہے اگر ہم اس طرح کرنا چاہیں تو کر سکتے ہیں آپ کی کتابوں میں بھی بہت سے  
مقامات پر ایسا ہوا ہے۔ حضرت اوکاڑوی رحمہ اللہ کا منشاء صرف یہ ثابت کرنا تھا کہ حضرت  
عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے مختلف الفاظوں کے ساتھ مختلف روایات مروی ہیں۔ انہوں نے  
ہر ایک طریق کی کوئی عربی عبارت نقل نہیں کی تھی کہ آپ کہیں کہ یہ ہی عربی عبارت  
دکھائیں۔ باقی ضد کا علاج کسی کے پاس نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اور ہمیں قرآن و  
سنت پر صحیح طریقہ سے عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہم سب کا خاتمہ ایمان پر  
فرمائے۔ آمین (از سید مشتاق علی)

# مسئلہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم

اور غیر مقلدین حضرات

جمع و ترتیب

پیر جی سید مشتاق علی شاہ

ناشر

پیر جی سید عبدالستین محلہ گوبند گڑھ، گلی نمبر ۸ مکان نمبر ۳۶/۱ کالج روڈ

گوجرانوالہ، پنجاب، پاکستان

فون نمبر: 0333-8182910

## جملہ حقوق بحق مرتب و ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب	.....	مسئلہ حیات النبی ﷺ اور غیر مقلدین حضرات
جمع و ترتیب	.....	پیر جی سید مشتاق علی شاہ
کمپوزنگ	.....	ماہیر گرافکس 0333-8276791
ٹائٹل	.....	حافظ مجاہد
صفحات	.....	44
تعداد	.....	100
تاریخ طبع اول	.....	مئی 2018ء

### لئے کے پتے

- 1..... پیر جی عبدالستین محلہ گوند گڑھ گلی نمبر ۸ مکان نمبر C/36 گوجرانوالہ
- 2..... مکتبہ الفرقان اردو بازار گوجرانوالہ
- 3..... مکتبہ امام اہل سنت مرکزی جامع مسجد گوجرانوالہ عقب شیرانوالہ باغ
- 4..... مکتبہ اہل سنت والجماعت مرکز اہل سنت چک 87 جنوبی سرگودھا

## فہرست مضامین

صفحہ	عنوان
5	سید نذیر حسین محدث دہلوی کا حوالہ
5	فتاویٰ علما کے حدیث کا حوالہ
6	فتاویٰ علما کے حدیث کا دوسرا حوالہ
6	فتاویٰ ستاریہ کا حوالہ
7	فتاویٰ ستاریہ کا دوسرا حوالہ
8	فتاویٰ ستاریہ کا تیسرا حوالہ
9	نواب صدیق حسن خان کا حوالہ
9	سید احمد حسن دہلوی کا حوالہ
10	نواب صدیق حسن خان کا دوسرا حوالہ
10	نواب صدیق حسن خان کا تیسرا حوالہ
11	عون الودود حاشیہ الوداد کا حوالہ
12	حکیم محمد اشرف سندھو کا حوالہ
13	مولانا محمد اسماعیل سلفی کا حوالہ
14	مولانا محمد اسماعیل سلفی کا دوسرا حوالہ
15	مولانا محمد اسماعیل سلفی کا تیسرا حوالہ
15	مولانا محمد اسماعیل سلفی کا چوتھا حوالہ
15	علامہ وحید الزماں کا حوالہ
16	علامہ وحید الزماں کا دوسرا حوالہ
16	علامہ وحید الزماں کا تیسرا حوالہ
16	علامہ وحید الزماں کا چوتھا حوالہ
16	علامہ وحید الزماں کا پانچواں حوالہ
17	نواب صدیق حسن خان کا چوتھا حوالہ
17	نواب صدیق حسن خان کا پانچواں حوالہ
18	نواب صدیق حسن خان کا چھٹا حوالہ
18	مفتی عبدالستار کا حوالہ
19	مفتی عبدالستار کا دوسرا حوالہ
19	فتاویٰ ستاریہ کا حوالہ
19	مفتی عبدالقہار کا حوالہ
19	فتاویٰ ستاریہ کا حوالہ

صفحہ	عنوان
19	مشتی عبدالستار کا حوالہ
26	مولانا محمد صادق سیالکوٹی کا حوالہ
26	حافظ محمد گوندلوی کا حوالہ
27	حافظ محمد گوندلوی کا دوسرا حوالہ
27	حکیم نجم مصصام کا حوالہ
27	حکیم نجم مصصام کا دوسرا حوالہ
27	مولانا محمد عظیم کا حوالہ
28	مولانا عبدالعزیز رحیم آبادی کا حوالہ
28	مولانا احمد حسن دہلوی کا حوالہ
28	مولانا محمد یوسف سنت پوری کا حوالہ
29	مولانا محمد یوسف سنت پوری کا دوسرا حوالہ
29	فتاویٰ عزیزی کا حوالہ
29	تقریر کبیر کا حوالہ
30	قاضی شوکانی کا حوالہ
31	عبداللہ بن محمد بن عبدالوہاب نجدی کا حوالہ
32	فتاویٰ نذیریہ کا حوالہ
33	علامہ مسیح اعظم آبدی کا حوالہ
33	مولانا افضل الرحمن ہری پوری کا حوالہ
33	مولوی رحیم بخش کا حوالہ
33	مولانا اعطاء اللہ صغیف کا حوالہ
33	علمائے نجد کا حوالہ
35	مولانا اسماعیل سلفی کی کتاب حیات النبی ﷺ کا حوالہ
35	محمد بن سید درویش کا حوالہ
37	علامہ قسطلانی کا حوالہ
38	محمد بن اسماعیل امیر صنعانی کا حوالہ
39	قاضی عباس کا حوالہ
39	علامہ سبکی کا حوالہ
39	حافظ ابن تیم کا حوالہ
39	علامہ سیہودی کا حوالہ
39	امام شافعی کا حوالہ
40	مولانا عبدالغفور غزنوی کا حوالہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

۱..... شیخ الکمل فی الکمل حضرت مولانا سید محمد نذیر حسین محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۱۳۲۰ھ/۱۹۰۰ء کا فتویٰ:

اور حضرات انبیاء علیہم السلام اپنی قبر میں زندہ ہیں۔ خصوصاً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں، کہ جو عند القبر درود بھیجتا ہے، میں سنتا ہوں، اور دور سے پہنچایا جاتا ہوں۔

(فتاویٰ نذیریہ ج ۵۲، مطبوعہ اکادمی کشمیری بازار لاہور)

۲..... فتاویٰ علمائے حدیث کا حوالہ:

فتاویٰ علمائے حدیث جلد پنجم ص ۲۲۳ ناشر مکتبہ سعیدیہ خانیوال (ملتان) میں ہے:

سوال: میری ایک حنفی دیوبندی سے بحث چل رہی ہے۔ اس نے تین حدیثیں پیش کر کے ثابت کیا ہے کہ تمام نبی اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور نمازیں پڑھتے ہیں۔ پھر اس نے دعویٰ کیا ہے کہ کوئی اہل حدیث عالم ان تینوں حدیثوں کو ان کے راویوں کو غلط ثابت نہیں کر سکتا۔ (عبدالغفور، گوجرانوالہ)

جواب: انبیاء علیہم السلام برزخ میں زندہ ہیں۔ یہ زندگی برزخی نہ کہ دنیوی، (حیات نبوی سے کیا مراد ہے اس کی تفصیل تسکین الصدور ص ۲۶۷ پر دیکھیں۔ مشتاق) انبیاء علیہم السلام برزخ میں زندہ ہیں۔ بلکہ سب لوگ زندہ ہیں۔ اسی لیے وہاں تعظیم و تہذیب کی صورت میں ہے۔ حدیث "الانبیاء احياء في قبورهم يصلون" حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے۔ (فتح الباری) اور علامہ ذہبی نے اس کو مکرر قرار دیا ہے۔ (علامہ ذہبی کے اعتراض کا مفصل جواب تسکین الصدور ص ۲۸۵ طبع سوم میں دیکھئے۔ مشتاق) اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی نماز پڑھنے کی روایت کا تعلق بھی عالم برزخ سے ہے نہ کہ دنیا سے اور یہ حدیث مسلم میں ہے۔ اور قبر کے پاس درود پڑھنے سے آپ سنتے ہیں۔ اس حدیث کو حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے فتح الباری میں لکھا ہے۔ اس کی سند جید ہے۔ مگر اس میں ایک راوی عبدالرحمن بن اعرج ہے جو مجہول الحال ہے۔ مگر درود قبر کے پاس سننے میں بحث نہیں ہے۔ (الاعتصام ج ۲۰ ص ۲۶)

۳..... فتاویٰ علمائے حدیث جلد پنجم ص ۳۰۵، ۳۰۶، ناشر مکتبہ سعیدیہ خانیوال (ملتان):

بائیں ہمہ ائمہ کا اس پر اتفاق ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کے پاس جا کر صرف یہ کرے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر اور آپ کے دونوں خلفاء ؓ پر درود و سلام بھیجے۔ کیونکہ سنن اربعہ میں ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ”جو شخص مجھ پر سلام کہتا ہے اللہ تعالیٰ میری روح کو لوٹا دیتا ہے۔ اور میں اس کے سلام کا جواب دیتا ہوں۔“ یہ ایک جید اسناد حدیث ہے۔

سماع سلام و ارسال درود:

نیز ابن ابی شیبہ اور دارقطنی کی روایت میں ہے کہ ”جو شخص میری قبر کے پاس آ کر سلام کرتا ہے، میں اس کو مستجاب ہوں اور جو کوئی مجھ پر درود بھیجتا ہے وہ مجھ کو پہنچا دیا جاتا ہے۔“

اس کی اسناد کی قدر کمزور ہے لیکن دوسرے شواہد سے اس کی تقویت ہوتی ہے کیونکہ اہل سنن نے مختلف اسنادوں سے روایت کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”جمہد کی رات اور جمعہ کے دن مجھ پر کثرت سے درود بھیجو کیوں کہ تمہارا درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے۔“ صحابہ ؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہمارا درود آپ پر کس طرح پیش کیا جائے گا جب کہ آپ کی ہڈیاں یوسیدہ ہو چکی ہوں گی؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے زمین پر انبیاء کا گوشت کھانا حرام کر دیا ہوا ہے۔“ نسائی وغیرہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ ”اللہ تعالیٰ نے میری قبر پر کچھ فرشتے مقرر کر رکھے ہیں جو مجھ کو میری امت کا سلام پہنچاتے ہیں۔“

۴..... فتاویٰ ستاریہ جلد اول ص ۱۵۲، ناشر مکتبہ ایوبیہ حدیث محل اے ایم نمبر اکراچی نمبر ۱:

مسئلہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم:

سوال (۲۲۷): لوگوں میں مشہور ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے وجود باوجود کے

ساتھ اپنی قبر میں زندہ ہیں۔ اگر روضہ کے قریب کوئی التجا یا درود پڑھا جائے تو حضور بنفس نفس سنتے ہیں۔ کہاں تک صحیح ہے؟

جواب (۲۳۷): اہل قبور سے عام اس کے کہ انبیاء ؓ ہوں اولیاء ؓ بغرض جلب منفعت یا دفع حضرت التجا یا فریاد کرنا قطعاً حرام اور شرک ہے۔ ہر ایک کی فریاد اور التجا کا سننے والا وہی اکیلا وحدہ لا شریک لہ ہے۔ نبی ؐ کی زندگی ایسی ہی جیسی کہ حدیث میں آئی ہے۔ چنانچہ ابن ماجہ میں ابوہریرہ ؓ سے مروی ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ”إِنَّ اللَّهَ حَرَّمَ عَلَى الْآرِضِ أَنْ تَكُنَّ لَأَنْبِيَاءِ فَتَنِي اللَّهُ حَتَّى يَزُفَ.“ یہ معنی ہیں زندگی کے کہ انبیاء ؓ کا جسم اللہ تعالیٰ نے مٹی پر حرام کر دیا ہے اور ان کو مٹی میں کھاتی اور روح ہر ایک کی زندہ ہے۔ فرق اتنا ہے کہ انبیاء ؓ کی روح اور جسم دونوں صحیح و سالم رہتے ہیں اور ارووں کی صرف روح اور موجود اس حدیث رَدَّ اللَّهُ عَلَيَّ زَوْجِي انبیاء ؓ کے جسم میں روح آتی جاتی ہے۔ اور جس طرح کی زندگی اور حیات النبی مولود ہے اور بدعتی لوگ سمجھ ہوئے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حاضر و ناظر ہیں اور ہماری کل مرادیں پوری کرتے ہیں اور مجلس مولود میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لاتے ہیں۔ چنانچہ اسی خیال باطل کے مطابق وہ قیام تعطیل سے بجا لاتے ہیں جو قطعاً حرام اور شرک ہے۔ تو یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر صریح بہتان اور جہنم میں جانے کا سامان ہے۔ کیونکہ قرآن و حدیث سے ہرگز ایسا ثابت نہیں۔ ہاں صرف اتنا کہنا کہ اگر آپ کی قبر پر جا کر درود و سلام پڑھا جائے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سنتے ہیں۔ بے شک ٹھیک ہے۔

۵..... فتاویٰ ستاریہ جلد چہارم ص ۹۱، ناشر مکتبہ ایوبیہ حدیث محل، اے ایم نمبر اکراچی نمبر ۱:

سوال (۵۵۹): کیا فرماتے ہیں کہ علمائے دین اس بارے میں کہ جس طرح عام مردوں کی لاش خراب ہو جاتی ہے کیا ایسا طرح انبیاء ؓ کی لاش خراب ہو جاتی ہے اور تمام انبیاء ؓ حیات ہیں کہ نہیں؟

② جو شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجے اور یہ درود فرشتے لے جا کر



آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سنا تے ہیں یا نہیں؟

⑥ جو شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر پر جا کر سلام کرتا ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خود اس کو جواب دیتے ہیں یا نہیں؟

جواب (۵۵۹): الجواب بعون الوهاب، صورت مسئلہ میں واضح یاد رکھو:

① انبیاء علیہم السلام کا جسم مرنے کے بعد خراب نہیں ہوتا۔ بلکہ بعینہ صحیح سالم رہتا ہے۔ چنانچہ حدیث شریف میں ہے: "إِنَّ اللَّهَ حَرَّمَ عَلَى الْأَرْضِ أَنْ تَأْكُلَ أَجْسَادَ الْأَنْبِيَاءِ"، یعنی اللہ تعالیٰ نے زمین پر حرام کر دیا ہے کہ اجساد انبیاء علیہم السلام کو کھائے (یعنی خراب کرے) انبیاء کو برزخی زندگی حاصل ہے۔

② ہاں فرشتے درود نبوی علیہم السلام کو پہنچاتے ہیں۔

③ جو شخص آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر پر جا کر سلام کہتا ہے اس کا سلام آپ صلی اللہ علیہ وسلم خود سنتے ہیں۔ یہاں سے نہیں سنتے کیوں کہ فرشتے پہنچانے کے لیے اللہ نے مقرر فرمائے ہیں۔ فقط عبد القہار غفرلہ

۶..... فتاویٰ ستارہ جلد چہارم ص ۱۱، ناشر مکتبہ ایوبیہ حدیث محل، اے ایم نمبر اکراچی نمبر ۱:

سوال (۵۹۸): کیا شفاعت یا سفارش برحق ہے؟

① کیا نبی علیہ السلام اپنی قبر مبارک میں اس سے کہہ سکتے ہیں یا سنتے ہیں؟

② کیا درود شریف فرشتے پہنچاتے ہیں یا کہ خود اللہ تعالیٰ؟

③ یا انبیاء علیہم السلام یا خود نبی علیہ السلام اپنی قبر مبارک میں کس حالت میں ہیں؟

(حافظ محمد خاں سرگودھا)

جواب (۵۹۸): الجواب بعون الوهاب، صورت مسئلہ میں واضح ہو کر:

① شفاعت برحق ہے۔ قرآن مجید میں ہے وَلَا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ عِنْدَهُ إِلَّا لِمَنْ أَذِنَ لَهُ حدیث میں ہے وَهِيَ نَائِلَةٌ مِّنْ مَّاتٍ لَا يَشْرُكُ بِاللَّهِ شَيْئًا یعنی اللہ تعالیٰ جس کے لیے اجازت فرمائے گا۔ اسی کے حق میں سفارش کی جائے گی اور قبول ہوگی اور نبی علیہ السلام نے

فرمایا میری شفاعت اس کے حق میں ہوگی جو شرک نہ ہو۔ ہاں شفاعت کبریٰ عام ہے۔

① قبر والے کسی کی بھی آہ و پکار نہیں سنتے (یہاں انبیاء علیہم السلام کے علاوہ کی بات ہے کیوں کہ آگے عبارت میں انبیاء علیہم السلام کے سننے کا خود اثبات کر رہے ہیں۔ عام مردوں کے سننے کے متعلق غیر مقلدین کیا نظریہ رکھتے ہیں وہ ہم آئندہ کی مضمون میں ذکر کریں گے۔ ان شاء اللہ) (سید مشتاق علی) قرآن مجید میں ہے وَمَا أَنْتَ بِمَسْمُوعٍ مِّنْ فِي الْقُبُورِ ہاں نبی علیہ السلام کی قبر پر جا کر درود و سلام پڑھا جائے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سنتے ہیں۔ جیسا کہ احادیث سے ثابت ہے۔

② فرشتے درود و سلام پہنچاتے ہیں۔ حدیث میں ہے: إِنْ لِلَّهِ مَلَكَةٌ سَيَّحِينَ الْخ ③ انبیاء علیہم السلام اپنی اپنی قبر میں ٹھیک اور صحیح حالت میں ہیں، ان کے جسموں کو زمین خراب نہیں کرتی۔ "إِنَّ اللَّهَ حَرَّمَ عَلَى الْأَرْضِ أَنْ تَأْكُلَ أَجْسَادَ الْأَنْبِيَاءِ" فقط (عبد القہار غفرلہ، اذی الحجۃ ۱۳۸۲ھ)

۷..... نواب صدیق حسن خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۱۳۰۷ھ غیر مقلد، احوال برزخ پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں

وجملہ اموات از مؤمنین و کفار از حصول علم و شعور و ادراک و سماع و عرض اعمال ورد جواب رزائر برابر اند تخصیص بانبیاء و صلحاء نیست

اور تمام مردے عام اس سے کہ وہ مومن ہوں یا کافر علم، شعور، ادراک، سننے اعمال کے پیش ہونے اور زیارت کنندہ کے سلام کا جواب دینے میں برابر اور یکساں ہیں اس میں حضرات انبیاء علیہم السلام اور صلحاء کی کوئی تخصیص نہیں ہے۔

(دلیل الطالب ص ۸۸۶، بحوالہ تسکین الصدور ص ۲۰۹)

۸..... مولانا سید احمد حسن دہلوی رحمۃ اللہ علیہ غیر مقلد (مصنف احسن التفسیر) لکھتے ہیں:

ومذهب اهل السنة اثبات عذاب القبر خلافا للخوارج والمعتزلة

وبعض المرجئة فانهم نفوا ذلك واحاديث الباب ترد عليهم ثم المذهب عند اهل السنة الجسد بعينه بعد اعادة الروح اليه وما قيل ان السوال في القبر يقع على البدن فقط وقال بعضهم يقع على الروح فقط فيرد عليهم قوله صلى الله عليه وسلم تعاد روحه في بعض الروايات اه  
ترجمہ:

اہل سنت کا مذہب یہ ہے کہ وہ عذاب قبر کو تسلیم کرتے ہیں بخلاف خوارج، معتزل اور بعض مرجعہ کے کہ وہ اس کی نفی کرتے ہیں لیکن عذاب قبر کے باب کی حدیثیں ان کے خلاف پڑتی ہیں پھر اہل سنت کے نزدیک عذاب جسد غرضی کو ہوتا ہے۔ مگر اعادہ روح کے بعد باقی جن لوگوں نے یہ کہا ہے کہ قبر میں سوال صرف بدن سے ہوتا ہے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد جو بعض روایتوں میں آتا ہے کہ اس کی روح اس کی طرف لوٹائی جاتی ہے ان اقوال کو رد کرتا ہے۔

(تسکین الرواۃ فی تخریج احادیث مشکوٰۃ جلد ۱ ص ۲۱، ۲۲، بحوالہ تسکین الصدور ص ۱۷۳)

۹..... نواب صدیق حسن خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

احادیث متواترہ اندر آئے کہ عودی کند روح بسوئے بدن وقت سوال و اس تعلق ہمیشی ماند اگرچہ جسد جاں پریدہ و متفرق و منقسم گردد و سوال بدن بلا روح قول طائفہ است و جمہور انکارش کردہ اند و دیگر در برابر ایشان گویند کہ سوال روح را بلا بدن است و اس غلط فاش است و در تہ قبر ابدال اخصاص نہ باشد۔

(التفہیم فی شرح اثبات التثبیت ص ۲۲، طبع ۱۲۹۲ بحوالہ تسکین الصدور ص ۱۷۳)

۱۰..... غیر مقلدین کے مجدد نواب سید صدیق حسن خان بن اولاد حسن خان قنوجی لکھتے ہیں:

الْقَوْلُ إِلَى اللَّهِ بِأَهْلِ الْفَضْلِ وَالْعِلْمِ هُوَ فِي التَّحْقِيقِ تَوَسُّلٌ بِأَعْمَالِهِمْ

الصَّالِحَةِ وَمَرَاتِبُهُمُ الْفَاضِلَةُ إِذْ لَا يَكُونُ الْفَاضِلُ إِلَّا بِأَعْمَالِهِ فَإِذَا قَالَ الْقَائِلُ اَللَّهُمَّ إِنِّي أَتَوَسَّلُ إِلَيْكَ بِالْعَالِمِ الْفَلَائِي فَهُوَ بِإِعْتِبَارِ مَا قَامَ بِهِ مِنَ الْعِلْمِ اهل علم وفضل کا توسل حقیقت میں ان کے اچھے اعمال اور اعلیٰ خصوصیات کا توسل ہے، کیوں کہ اچھے اعمال ہی کی وجہ سے ان کو فضیلت حاصل ہوئی ہے، جب کوئی شخص کہتا ہے۔ بار خدا یا میں فلاں عالم کا وسیلہ لیتا ہوں تو یہ وسیلہ اس کی علمی خدمات کا وسیلہ ہے۔

(التَّوَسُّلُ بِسَيِّدِ الرُّسُلِ ص ۱۲)  
..... مشہور غیر مقلد عالم حضرت مولانا ابوالحسنات محمد بن عبداللہ بن نور الدین افغانی عون الودود شرح الہوداؤن ص ۱۰۵ میں لکھتے ہیں:

وانه حتى قبره ان الله حرم على الارض ان تأكل اجساد الانبياء وقد ذهب جماعة من المحققين الى ان رسول الله صلى الله عليه وسلم حتى بعد وفاته وانهم يسر بطاعات امته والانبياء لا يبلون مع ان مطلق الادراك كالعلم والسماع ثابت لسائر الموتى و ورد النص في كتاب الله في حق الشهداء وانهم احياء يزقون وان الحيزة فيهم متعلقة بالجسد فكيف بالانبياء والمرسلين وعند مسلم عن النبي صلى الله عليه وسلم قال مراث بموسى ليله اسرى عند الكتيب الاحمر وهو قائم يصلي في قبره.

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قبر مبارک میں زندہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے زمین پر حرام کر دیا ہے کہ انبیاء علیہم السلام کے اجسام کو کھاسکے اور محققین کی ایک جماعت کا عقیدہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بعد وفات کے زندہ ہیں اور اپنی امت کی نیکیوں سے خوش ہوتے ہیں اور انبیاء علیہم السلام سڑتے گتے نہیں بلکہ باوجودیکہ مطلق اور اک جیسے جاننا اور سنانا تمام مردوں کے لیے ثابت ہے اور شہیدوں کے بارے میں قرآن مجید میں موجود ہے کہ وہ زندہ ہیں ان کو رزق دیا جاتا ہے اور ان کی حیات جسمانی ہے پس کس طرح انبیاء اور رسولوں کے لیے حیات جسمانی ثابت نہ ہو جن کا مقام بہت بلند ہے (یعنی ان کے لیے تو یقیناً ثابت ہے) اور صحیح مسلم میں ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں میں موسیٰ علیہ السلام کے پاس معراج والی

رات میں سرخ ریت کے ٹیلے کے پاس سے گزرا تو وہ قبر میں نماز پڑھ رہے تھے۔

۱۲..... مشہور غیر مقلد عالم حضرت مولانا حکیم محمد اشرف صاحب سندھو کا عقیدہ ان کی کتاب معیاس حقیقت: بجواب معیاس حقیقت سے ہم پیش کرتے ہیں اس کتاب کا ص ۴۲۶ تا ۴۲۷ ملاحظہ فرمائیں، لکھتے ہیں:

چنانچہ یہ حقیقت حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا کے بیان سے واضح ہے:

”كنت ادخل بيتي الذي فيه رسول الله صلى الله عليه وسلم واني واضح لثوبى واقول انما هو زوجى وابى فلما ادفن عمر معهم فوالله مادخلته الا وانا شتدده على ثيابى حياء من عمر. (مشکوٰۃ دفن الميت)

ترجمہ: میں جب کبھی اپنے حجرے کے اس حصہ میں داخل ہوتا جو پردہ کی آڑ سے قبر اطہر کے مخصوص کرنے کی غرض سے لگا رکھا تھا۔ تو یہ خیال کرتی ہوں کہ میرے خاوند محترم اور شفیع اباجان ہی تو ہیں، کپڑے وغیرہ کا عام حالات سے زیادہ احتیاط نہ کرتی۔ مگر جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی ان کے ساتھ دفن ہو گئے تو خدا کی قسم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے رعب و دبدبہ اور حیا سے متاثر پورے احتیاط (شدت) سے کپڑا سنبھال (چادر اوڑھ) کر داخل ہوتی۔

حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا کا بیان اس امر کا ثبوت ہے کہ انہوں نے قبور مطہرہ اور اپنی اقامت گاہ کے درمیان پردہ کی حد فاصل لگا رکھی تھی۔

جب تک تو فاروقی مرتد نہ بنا، صدیقہ ویسے ہی بلا تکلف پردہ اٹھا کر قبر اطہر والے حصے میں داخل ہو جاتی۔ جیسا کہ بلا تکلف اپنے سکونتی حصہ میں ہوتیں۔ مگر جب فاروقی مرتد تعمیر ہو گیا تو اب قبور مطہرہ کے حصہ میں داخل ہونے کا قصد کرتیں تو پردہ کی آڑ اٹھانے سے بیشتر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے رعب و دبدبہ سے متاثر پوری احتیاط سے کپڑا پلیٹ کر داخل ہوتی۔

عہد خیر القرون میں زیارت کا عام رواج ہی تھا:

صحابہ رضی اللہ عنہم چون کہ براہ راست جمال انور سے مستعین تھے۔ اس لیے ان کو قبر اطہر کی زیارت کا کچھ زیادہ خیال نہ ہوا۔ چنانچہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا بیان اور حضرت قاسم رضی اللہ عنہ کی درخواست کے واضح الفاظ اس کا ثبوت ہیں۔

رہا درود و سلام کا مسئلہ تو اس کے متعلق یہ مقدس ہستی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان فیض ترجمان سے خود اپنے کانوں بارہا سن چکی تھیں کہ شرقا غربا و شمالا و جنوبا جس حصہ ارض (زمین) میں کوئی مسلمان (رہتی دنیا تک کا امتی) درود و سلام عرض کرتا ہے یا کرے گا، اللہ تعالیٰ اسی وقت اس کا درود و سلام ہم تک پہنچا دیتے ہیں اور ہم اس درود و سلام کا جواب اسی وقت لوٹا دیتے ہیں۔

نصرف یہی بلکہ اللہ تعالیٰ کو درود و سلام کی آواز اس درجہ محبوب ہے کہ اس کی تلاش و سماعت کے لیے فرشتوں کی مخصوص و انتقاد جماعت مقرر و مامور فرما رکھی ہے جو روئے زمین پر ہر آن درود و سلام کی تلاش و جستجو میں رواں دواں چکر کاٹتے پھر رہے ہیں کہ جہاں کہیں کسی امتی کو درود و سلام کی سعادت سے بہرہ ور ہوتے دیکھیں فوراً تقیر اطہر پر عرض کر دیں۔ چنانچہ احادیث کے الفاظ یہ ہیں:

ما من احد يسلم على اى احد الا الله على روحى حتى ارد عليه السلام.

(مشکوٰۃ باب صلوة النبی صلی اللہ علیہ وسلم)

ترجمہ: جو مسلمان ہم پر درود و سلام عرض کرتا ہے عین اسی وقت اللہ تعالیٰ من و عن ہم تک پہنچا دیتے ہیں اور ہم درود و سلام عرض کرنے والے کو جواب بھی دے دیتے ہیں۔

ان الله ملائكة سياحين فى الارض يبلغونى من امتى السلام (حوالہ مذکور)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کی مخصوص تعداد اس پر مامور فرما رکھی ہے کہ وہ دن رات درود و سلام پڑھنے والوں کی تلاش میں رواں دواں رہتی ہے۔ جہاں کوئی درود و سلام پڑھنے والا ان کو مل جاتا ہے اس کا درود و سلام فوراً ہم تک وہ پہنچا دیتے ہیں۔

۱۳..... مولانا محمد اسماعیل سلفی اور ان کے شاگرد مولانا محمد سلیمان کیلانی صاحب کا عقیدہ ملاحظہ ہو:

مولانا ایک حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں:

۸۶۸. وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ أَحَدٍ يُسَلِّمُ عَلَيَّ إِلَّا رَدَّ اللَّهُ عَلَيَّ رُوحِي حَتَّى آرَدَ عَلَيْهِ السَّلَامَ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ



وَالْيَهُمُّ فِي الدَّعْوَاتِ الْكُبْرَى.

۸۶۸: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے کوئی بھی مجھ پر سلام کہے تو اللہ تعالیٰ میری روح کو واپس فرماتے ہیں، میں اس کے سلام کا جواب دیتا ہوں۔ (۱) (ابوداؤد، معونات، کبیرہ بیہقی)

(مشکوٰۃ شریف مترجم مولانا اسماعیل سلفی ج ۱ ص ۳۲۲)

(۱) روح کی واپسی کا مطلب کیا ہے؟

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی برزخی زندگی بالکل اسی طرح ہے جیسے کوئی آدمی سویا ہوا ہو، سونے والا نہ تو کچھ بولتا ہے نہ سنتا ہے مگر جب بیدار ہو جاتا ہے تو سب کچھ کرتا ہے بالکل اسی طرح جب فرشتے درود کی خبر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے گوش گزار کرتے ہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اسی طرح بیدار ہو جاتے ہیں جیسے سونے والا بیدار ہو جاتا ہے اور اسی انتباہ کو یہاں روح لوٹانے سے تعبیر کیا ہے ورنہ ایسا نہیں ہے کہ آپ کی روح مبارک کو جسم سے بار بار کھینچا اور بار بار لوٹایا جاتا ہے۔

مولانا اسماعیل سلفی ایک حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں:

(۱) درود فرشتے پہنچا دیتے ہیں:

یہ حدیث ضعیف ہے اس حدیث کو ابوبکر بن ابی شیبہ نے بھی اپنی مصنف میں روایت کیا ہے اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت میں اس کی تائید کرتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے کچھ سیر کرنے والے فرشتے ہیں وہ مجھ کو میری امت کا سلام پہنچاتے ہیں اور یہ حدیث فصل دوم میں پہلے گزری ہے اور اس باب میں حضرت حسن بن علی کی حدیث بھی ہے جو حسن سند سے بیان کی گئی ہے کہ تم جہاں کہیں بھی ہو مجھ پر درود بھیجو تمہارا درود مجھ کو پہنچ جاتا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ درود بہر صورت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں پہنچ جاتا ہے۔ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک پر پڑھا جائے تو آپ خود اس کو سن لیتے ہیں اور اگر دور سے پڑھا جائے تو فرشتے پہنچا دیتے ہیں اور سلام کا جواب بہر حال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دیتے ہیں۔ امت کی کیا خوش قسمتی ہے کہ آج بھی آپ کے سلام سے مستفیض ہو رہے

ہیں۔ اگر ساری عمر کے سلاموں کا جواب ایک دفعہ بھی مل جائے تو اس پر ساری دنیا قربان کی جاسکتی ہے۔ چہ جائیکہ آپ ہر سلام کا جواب علیحدہ علیحدہ فرمائیں۔ فداہ ابی وادی وصلى الله عليه وسلم۔ (مشکوٰۃ شریف مترجم مولانا اسماعیل سلفی ج ۱ ص ۳۲۲)

مولانا اسماعیل سلفی ایک حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں:

جمعہ کے دن درود و کثرت سے پڑھنا:

اس کو احمد بن خزیمہ اور ابن حبان نے بھی روایت کی ہے۔ اس حدیث میں دلالت ہے کہ جمعہ کے روز درود و کثرت سے پڑھنا چاہیے کیوں کہ درود ویسے بھی بڑی بابرکت چیز ہے اور جمعہ کے روز اس کا اجر اور بھی زیادہ ہو جاتا ہے۔ انبیاء علیہم السلام کی قبر میں زندگی ثابت ہے لیکن وہ زندگی دنیا کی طرح نہیں بلکہ برزخی زندگی ہر ایک کو حاصل ہے خواہ کافر ہو یا مسلمان لیکن اس برزخی زندگی میں آپس میں بے حد فرق ہے شہید کی زندگی اور دوسرے مسلمانوں کی زندگی سے اعلیٰ و ارفع ہے اور شہید کو کچھ رعایتیں ایسی دی جاتی ہیں جو اوروں کو نہیں ملتیں اور نبیوں کی زندگی ان سے بھی بدرجہا اعلیٰ و ارفع ہے اور ان کو بعض ایسی خصوصیتیں دی جاتی ہیں جو شہیدوں کو بھی نہیں ملتیں۔ انبیاء علیہم السلام کے جسم قبر میں محفوظ رہتے ہیں اور روح بھی محفوظ رہتی ہے اور روح کا تعلق جسم سے کامل تر صورت میں ہوتا ہے۔

(مشکوٰۃ شریف مترجم ج ۱ ص ۹۰۱، حاشیہ نمبر ۲)

۱۴..... علامہ وحید الزماں غیر مقلد لکھتے ہیں:

فیعنی بعد وفات کے تو وہ اپنی قبروں میں زندہ ہیں کلام اور سلام سنتے ہیں اعمال ان کی امت کے ان پر پیش کیے جاتے ہیں درود و کثرت سے ان کے سامنے پڑھا جاتا ہے وہ خوش ہوتے ہیں دعا کرتے ہیں اگرچہ باقی اہل قبور بھی رہنا ہے مذہب صحیح اہل سنت و جماعت سنتے ہیں مگر یہ سننا ان کا صرف روحانی ہے۔ (یہ علامہ کا اپنا خیال ہے۔ ڈیردی) اور انبیاء علیہم السلام کی حیات روحانی اور جسمانی دونوں طرح ہے مگر اس میں اور دنیا کی حیات میں ایک فرق دقیق ہے جس کو ہر شخص نہیں سمجھ سکتا نہ اس کے بیان کی یہاں گنجائش ہے۔ (سنن ابوداؤد و شریف، مترجم و نوادہ حضرت علامہ وحید الزماں ناشر اسلامی اکادمی، ۱۷، اردو بازار لاہور ج ۱ ص ۳۹۹)



علامہ وحید الزماں کا دوسرا حوالہ:

نیز لکھتے ہیں: انک لا تسمع الموتی تو مَرَدوں کو (یعنی کافروں کو) اسلام نہیں قبول کر سکتا اس آیت سے سماع موتی کی نفی نہیں نکلتی جیسے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے خیال کیا کیوں کہ سماع سے یہاں سماع اجابت مراد ہے جیسے (قرآن مجید میں ہے) و اسمع غیر مسمع میں اور متعدد احادیث میں سماع موتی ثابت ہے جیسے اوپر (ج ۳ ص ۱۵۰ میں) گزر چکا اور ابجدیث کے بڑے بڑے امام جیسے ابن تیمیہ اور ابن قیم ہیں اسی کے قائل ہیں صرف حنفیہ اور معتزلہ نے اس کا انکار کیا ہے مجمع البحار میں ہے انک لا تسمع الموتی کا معنی یہ ہے کہ تو ان جاہلوں کو نہیں سمجھا سکتا جن کو اللہ تعالیٰ نے جاہل بنایا ہے تو یہ آیت اس حدیث کے خلاف نہ ہوگی۔ (لغات الحدیث ج ۳ ص ۱۶۳ مادہ سم)

۱۵..... نواب صدیق حسن خان صاحب فرماتے ہیں:

وجملہ اموات از مؤمنین و کفار در حصول علم و شعور و ادراک و سماع و عرض اعمال و رد جواب بر زائر برابر اند تخصیص بہ انبیاء و صلحاء نیست (دلیل الطالب ص ۸۴۰)

تمام مردے مومن ہوں یا کافر حصول علم، شعور، ادراک، سماع و عرض اعمال اور زیارت کرنے والے کے سلام کے جواب کو لوٹانے میں برابر یکساں ہیں ان امور میں انبیاء علیہم السلام و صلحاء امت کی تخصیص نہیں۔

نواب صدیق حسن خان کا دوسرا حوالہ:

نیز نواب صاحب ایک سوال کے جواب میں لکھتے ہیں:

در شرع شریف معرفت بغاسل خود و سماع کلام او ثابت است سیوطی در کتاب شرح الصدور باحوال الموتی فی القبور گفتہ باب معرفۃ المیت بمن یغسلہ ویجہزہ لو سماعہ، ما یقال فیہ و ما یقال لہ. الخ.

(دلیل الطالب ص ۸۲۸)

علامہ وحید الزماں کا دوسرا حوالہ:

نیز لکھتے ہیں: ”اور خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو کوئی میری قبر کے پاس آ کر درود پڑھتا ہے تو میں سن لیتا ہوں اور جو کوئی دور سے پڑھتا ہے تو فرشتے مجھ کو لاکر پہنچاتے ہیں۔ (لغات الحدیث ج ۳ ص ۴۰ کتاب د)

علامہ وحید الزماں کا تیسرا حوالہ:

نیز لکھتے ہیں: ”اہل حدیث کے پیشوا حافظ ابن قیم نے صراحۃً سماع موتی ثابت کیا ہے اور بے شمار حدیثوں سے جن کو امام سیوطی نے شرح الصدور میں ذکر کیا ہے مَرَدوں کا سماع ثابت ہوتا ہے اور سلف کا اس پر اجماع ہے صرف حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے اس کا انکار منقول ہے اور ان کا قول شاذ ہے۔ (لغات الحدیث ج ۳ ص ۱۶۶ س)۔

علامہ وحید الزماں کا چوتھا حوالہ:

نیز لکھتے ہیں: ”اس حدیث میں یہ اشکال ہے کہ دوسری حدیثوں سے ثابت ہے کہ انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں پھر روح پھیر دینے سے کیا مراد ہے اس اشکال کو اس طرح رفع کیا گیا کہ گوا نبیاء علیہم السلام اپنی اپنی قبروں میں زندہ ہیں مگر ان کی ارواح مقدسہ اپنے پروردگار کی بارگاہ کی طرف متوجہ ہیں دنیا کی طرف ان کی توجہ نہیں ہے جب کوئی ان کو سلام کرتا ہے اس وقت ان کی روح ادھر متوجہ ہوتی ہے تو روح سے اس کا متوجہ کرنا مراد ہے۔“ (لغات الحدیث ج ۲ ص ۶۳ کتاب ر)

علامہ وحید الزماں کا پانچواں حوالہ:

نیز لکھتے ہیں: ”معلوم ہوا کہ مَرَدے اپنی قبروں میں ہمارا سلام اور کلام سنتے ہیں لیکن وہ ہم کو پناہ جواب نہیں سنا سکتے۔ اہل حدیث کا قاطبہ (یعنی سب کا) یہی قول ہے صرف حنفیہ اور معتزلہ نے سماع موتی کا انکار کیا ہے ان کے انکار سے کیا ہوتا ہے اور توجہ ہے ان ابجدیث پر جو لوگوں کو تو ابوحنیفہ کی تقلید سے منع کرتے ہیں اور خود جب چاہتے ہیں ابوحنیفہ کے مقلد بن جاتے ہیں سماع موتی کی نفی میں ان کے قول سے استدلال کرتے ہیں اور احادیث صحیحہ کو بالائے طاق رکھ دیتے ہیں۔ (لغات الحدیث ج ۳ ص ۱۵۰ س)

شرح شریف میں مردہ کا اپنے غسل دینے والے کو پہچانا اور اس کی کلام سننا ثابت ہے امام سیوطی نے اپنی کتاب شرح الصدور میں ایک باب قائم کیا ہے کہ مردہ کا اپنے غسل اور کفن دینے والے کو پہچانا اور مردہ کا سننا اس بات کو جو اس کے بارے میں کہی جائے یا اس کے حق میں کہی جائے۔

نواب صدیق حسن خان کا تیسرا حوالہ:

نیز نواب صاحب نے حیات انبیاء و سماع انبیاء علیہم السلام کی احادیث کو صحیح و ثابت تسلیم کیا ہے۔ (دیکھئے نزول الابرار یا علم المائوس من الادب والادکار ص ۱۶۱ تا ۱۳۲)

فرشتہ درود بھیجنے والے کا نام اور اس کا والد کا نام بھی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے عرض کرتا ہے:

نواب صاحب فرماتے ہیں:

اقول مشال ذلك ان الملك يقول مثلاً ان صديق بن حسن يصلي عليك ويسلم وان ولده فلان وفلان يصلون ويسلمون عليك اللهم ارزقنا وتقبل منا وصل علينا. (نزل الابرار ص ۱۶۲)

میں (نواب) کہتا ہوں اس کی مثال یوں ہے کہ فرشتہ یوں کہے کہ نواب صدیق بن حسن آپ پر صلوٰۃ و سلام عرض کر رہا ہے اور اس کا بیٹا فلان و فلاں بھی آپ پر درود و سلام بھیج رہے ہیں اے اللہ ہمیں درود و سلام کہنا نصیب فرما اور ہم سے قبول فرما اور ہم پر رحمت نازل فرما۔

۱۶..... مولانا عبدالستار دہلوی امام غریب اہل حدیث کا حوالہ:

ایک حدیث جس میں آتا ہے ”جب کہ زندہ کو قبر میں رکھ دیا جاتا ہے اور اس کے ساتھی اس سے پیٹھ پھیر کر جانے لگتے ہیں تو وہ ان کی جوتیوں کی آہٹ سنتا ہے“ کے متعلق فرماتے ہیں۔ ”اس وقت مردے کی سننے کی وجہ یہ ہے کہ جہاں لوگ اس کو دفن کر کے واپس ہوئے فوراً ہی وہ فرشتے مکر و نکیر آ جاتے ہیں ان کو جواب دینے کے لیے میت کی روح اس کے بدن میں لوٹادی جاتی ہے وہ اس کو اٹھا کر بٹھاتے ہیں اور سوال و جواب شروع کرتے ہیں

جیسا کہ سنن کی روایت میں اس کی تشریح موجود ہے۔

(نصرۃ الباری ترجمہ صحیح بخاری کتاب الجنائز یا جنازوں پارہ ص ۱۹۳ بحوالہ صحیفہ اہل حدیث چند روزہ کراچی ۱۶، ربیع الثانی ۱۳۸۱ھ مطابق ۲۸ ستمبر ۱۹۶۱ء)

مولانا عبدالستار دہلوی کا دوسرا حوالہ:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کہ میت کو (چار پائی پر) رکھ دیا جاتا ہے اور لوگ اپنے کندھوں پر اسے اٹھا لیتے ہیں تو میت اگر نیک ہوئی ہے تو وہ کہتی ہے مجھے آگے لے چلو الخ کے متعلق مفتی عبدالستار صاحب لکھتے ہیں ”معلوم ہوا جب جنازہ اٹھا کر لے جاتے ہیں تو اس وقت بھی اس کی روح واپس آ جاتی ہے اس کی کیفیت ہمیں معلوم نہیں (اور) نہ ہم اس کی آواز سنتے ہیں بس جس طرح اللہ کے رسول صادق و صدوق صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمادیا ۱۲ منہ عنہ (نصرۃ الباری ص ۱۹۷ پارہ نمبر ۵)

مولانا عبدالستار دہلوی کا تیسرا حوالہ:

فتاویٰ ستاریج ص ۱۵۳، ناشر مکتبۃ البیہ حدیث محل اے ایم جناح روڈ کراچی نمبر ۱، میں سوال ص ۲۴ کے جواب میں آخری ٹکڑا یوں ہے۔ صرف اتنا کہنا کہ اگر آپ کی قبر پر جا کر درود و سلام پڑھائے تو آپ سنتے ہیں بے شک ٹھیک ہے۔

مفتی عبدالقہار صاحب لکھتے ہیں (۲) ہاں فرشتے درود بھیجتے ہیں (۳) جو شخص آپ کی قبر پر جا کر سلام کہتا ہے اس کا سلام آپ خود سنتے ہیں یہاں سے نہیں سنتے کیوں کہ فرشتے پہنچانے کے لیے اللہ نے مقرر فرمائے ہیں۔ فقط عبدالقہار غفرلہ

(فتاویٰ ستاریج ص ۹۱)

نیز لکھتے ہیں ”ہاں نبی ﷺ کی قبر پر جا کر درود و سلام پڑھا جائے تو آپ سنتے ہیں جیسا کہ احادیث سے ثابت ہے۔ (فتاویٰ ستاریج ص ۱۱، ذی الحجہ ۱۳۸۲ھ)

مفتی عبدالستار صاحب اپنی کتاب ہیئۃ الخوئل والوسئلہ و رسالہ تحقیق سماع موتی میں لکھتے ہیں:

فصل چوتھی سماع موتی کے بیان میں:

سماع موتی یعنی مردے سنتے ہیں یا نہیں اس کے متعلق دوندہ ہیں (۱) یہ کہ سنتے

ہیں (۲) یہ کہ نہیں سنتے۔

نمبر اول میں پھر دو فریق ہیں۔ (۱) یہ کہ سنتے ہیں لیکن وہ کسی زندہ آدمی کی اعانت کسی طرح نہیں کر سکتے بلکہ خود زندوں کے محتاج ہیں اگر زندہ آدمی ان کے لیے دعا مانگے، ان کی طرف سے صدقہ و خیرات کرے تو اس کا ثواب ان کو پہنچتا ہے یعنی مردوں کو زندوں سے نفع ملتا ہے نہ کہ زندوں کو مردوں سے۔ اس عقیدہ والوں کے اقرار قرآن و حدیث میں بہت ہیں اور یہ مذاہب اہل حدیث یعنی فرقہ ثعلبی کا ہے جس کی تفصیل آئندہ آوے گی ان شاء اللہ

(۲) یہ کہ سنتے ہیں اور ان سے فیض حاصل ہوتا ہے اسی وجہ سے ان کی قبروں پر سجدہ کرتے ہیں، قرآن پڑھتے ہیں، پھول چڑھاتے ہیں، نذر و نیاز کرتے ہیں، منتیں مانگتے ہیں، طلب حاجات کرتے ہیں، ہاتھ جوڑے کھڑے رہتے ہیں، طواف کرتے ہیں۔ بڑی تعظیم و تکریم سے ان کا نام لیتے ہیں، مجاور بن کر بیٹھتے ہیں، چراغ جلی جلاتے ہیں، قبروں کو پختہ بناتے ہیں، اس کو اپنا قلمبھیختے ہیں، ان کے نام کی تسبیح رولتے ہیں، ان کی قبروں کو پیچھے نہیں دیتے، اسباب نہیں رکھتے دیتے، طرح طرح کی خوشبوؤں سے اس قبر کو مزین کرتے ہیں، دھونی مارتے ہیں، کئی کئی منزلوں سے پیدل سفر کر کے آتے ہیں، اس کی بحیثیت چڑھاتے ہیں، غلاف اڑھاتے ہیں، اس سے برکت حاصل کرتے ہیں، اُن قبر والوں کو اپنے لیے مشکل کشا سمجھتے ہیں، اللہ کی جناب میں شفیق اور ان کو حالت قبر میں دعا کرنے والے خیال کرتے ہیں، خدا سے بھی زیادہ رتبے دیتے ہیں، قبروں کو عید گاہ ملے ٹھیلے بناتے ہیں حالانکہ یہ جملہ امور شرک و بدعت ہیں۔ اس قسم کے عقیدہ والوں کے پاس نہ تو کوئی آیہ کریمہ ہے اور نہ کوئی پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث ہے نہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا کوئی قول و فعل نہ ائمہ مجتہدین کا قول و فعل بلکہ نہ الا الذی نہ الا الذی یعنی نہ تو اہل حدیث ہیں اور نہ کچے حنفی ہیں بلکہ اَوَّلَیْقَ کَاذِبَہِمْ بَلْ هُمْ أَصْحَابُ یعنی اس قسم کے لوگ جانوروں کے مانند ہیں بلکہ ان سے بھی زیادہ گمراہ۔ اُس لیے کہ جانور مرفوع اہلکم ہیں بے عقل ہیں، اللہ کی تسبیح کرتے ہیں اور یہ حضرت انسان یا وجوداشراف المخلوقات ہونے کے اور امت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم میں داخل ہونے کے پھر اس کو اتنی بھی خبر نہیں کہ کیا کام جائز ہیں اور کیا کام حرام ہیں

اس لیے فرمایا اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے نَعْمَ رَدَّدَتْهُ سَائِلِیْنِ یعنی پھر لوٹا یا ہم نے اس انسان کو نیچے سے نیچے والے طبقہ جہنم کے میں کہ جہاں پر کوئی بد سے بد حیوان بھی نہیں جائے گا اس لیے کہ اعمال شریک و کفر یہ بدیعہ کرتا ہے، اللہ و رسول کی شریعت اور احکام کو نہیں معلوم کرتا۔ اس کے متعلق بھی قدرے تفصیل دو نمبر میں آئے گی ان شاء اللہ۔

(۳) اس اعتقاد کے لوگ ہیں جو کہتے ہیں کہ مردے نہیں سنتے اور صرف سوال و جواب کے وقت یا یہ کہ پیغمبر صاحب صلی اللہ علیہ وسلم کا مجروح ہو یہ دونوں دو نمبر کے معتقدین ایک ہی امام کے ماننے والے اور ایک ہی مذہب کے نام لیا ہیں اور سماع موتی میں ہر فریق دوسرے کا مخالف اور سخت دشمن حتیٰ کہ اسلام کے دائرہ سے ایک دوسرے کو نکالنے والا۔ جو علماء اس امر کے قائل ہیں کہ مردے مطلقاً نہیں سنتے ان کے پاس قرآن و حدیث سے کوئی دلیل اس امر کی نہیں ہے کہ مردے نہیں سنتے اور جہاں کہیں کلام اللہ یا حدیث رسول اللہ میں اس کا ذکر آیا ہے کہ مردے نہیں سنتے اس سے مراد سماع قبول یا سماع انتفاع ہے یعنی ایسا سنانا کہ جس سے کچھ فائدہ حاصل ہو اس لیے کہ غرغره کے وقت توبہ کا دروازہ بند ہو جاتا ہے۔ لہذا غیر مسلم کو اسلام نصیب نہیں دیتا اور مسلمیت موجود حدیث انْقَطَعَ عَنْہُ عَمَلُہُ کے کسی کے لیے باعث نجات نہیں ہو سکتی نہ نبوی کام میں نہ اخروی میں۔ اصل غرض عدم سماع سے شاعر کی یہی ہے کما هو مصرح فی کتب التفسیر و الحدیث چنانچہ اس بات کا فیصلہ خود علماء حنفیہ سے اس نمبر کی تفصیل میں مذکور ہوگا ان شاء اللہ۔ البتہ اس قسم کے معتقدین اپنے مذہب کی کتابوں کے ضرور پابند ہیں، مگر بیچ

تفصیل نمبر ۱:

یعنی یہ کہ مردے سنتے ہیں لیکن وہ کسی زندہ آدمی کی کسی قسم کی اعانت نہیں کر سکتے بلکہ خود زندوں کے محتاج ہیں اگر زندہ آدمی ان کے لیے دعا مانگے، ان کی طرف سے صدقہ و خیرات کرے تو اس کا ثواب ان کو پہنچتا ہے یعنی مردوں کو زندوں سے نفع ملتا ہے۔

(۱) صحیح بخاری مطبوعہ ثعلبی ص ۱۸۳ میں ہے حَدَّثَنِي نَافِعُ بْنُ أَبِي عَمْرٍةَ أَخْبَرَهُ قَالَ أَطَّلَعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى أَهْلِ الْقَلْبِ فَقَالَ هَلْ وَجَدْتُمْ مَا



وَعَدَكُمْ وَبُخَّخَ قَلِيلَ لَهْ تَدْعُوا أَمْوَالًا قَالُوا مَا أَتَيْتُمْ بِأَسْمَعٍ مِنْهُمْ وَلَكِنْ لَا يُجِيبُونَ یعنی کہا ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور (ان کفار کے جوہر کی لڑائی میں مارے گئے تھے اور گرے میں ڈال دیئے گئے تھے) پس فرمایا (ان کفار کی طرف متوجہ ہو کر) کیا پایا تم نے جو وعدہ کیا تھا تم سے تمہارے رب نے سچا، پس کہا گیا آپ کے لیے کلام کرتے ہیں آپ مردوں سے۔ فرمایا: آپ نے نہیں ہو تم زیادہ سننے والے ان سے (فرق صرف اتنا ہے) کہ وہ جواب دینے کی طاقت نہیں رکھتے۔

فائدہ: یہ حدیث بڑی پختہ دلیل ہے اس امر پر کہ مردے سننے میں خواہ نیک ہوں یا بد، لیکن سننا اس امر کو مسترد نہیں ہے کہ جیسا دنیا میں سننے تھے ویسا ہی سننے ہوں بلکہ اپنے اپنے اعتبار سے سماعت سے لیکن سماعت ضرور ہے جیسے ایک شخص سخت بیمار ہے کہ چار پائی سے اٹھ نہیں سکتا اس سے کوئی کہے کہ مجھ کو پانی پلا دے تو وہ بیمار کلام تو سن لے گا مگر اس کو اٹھ کر پانی نہیں پلا سکتا اس لیے کہ خدا نے اس کو سننے کی تو توفیق دے رکھی ہے لیکن اٹھ کر پانی پانے کی طاقت نہیں دی۔ یا مرنے والا آدمی مرتے وقت دوسروں کی حرکات و سکنات، کلام و گفتگو کو سننا اور معلوم کرتا ہے لیکن خود کچھ نہیں بول سکتا اور نہ کہہ سکتا ہے۔

قسطانی شرح بخاری میں ہے: وَلَكِنْ لَا يُجِيبُونَ أَيْ لَا يَقْبِضُونَ عَلَى الْجَوَابِ هَذَا يَدُلُّ عَلَى وَجُودِ حَيَوَةٍ فِي الْقَبْرِ صَلَاحُ مَعَهَا التَّغْدِيبُ لِأَنَّهُ بِمَا تَبَيَّنَتْ سَمَاعُ أَهْلِ الْقَلْبِ كَلَامَهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتَوْبِيخُهُ لَهُمْ ذَالَ عَلَى إِذْكَاهُمْ بِحَاشَةِ السَّمْعِ

یعنی اہل قبور جواب دینے پر قادر نہیں اور یہ اس امر پر دال ہے کہ قبر میں حیات ہوتی ہے۔ (ومن آتی وجہ سخاں) اور اہل قبر عذاب کی بھی صلاحیت رکھتا ہے اس لیے کہ جب اہل قلب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام اور ڈانٹا سننے تھے تو یہ اس امر پر دال ہے کہ ان کے حواس میں سننے کا دار اک بھی تھا۔

اور حاشیہ بخاری مطبوعہ محمدی میں حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا کی شرح میں ہے:

قَالَ الْكُوفِيُّ سَأَلْتُ وَكَانَ حَدِيثُ مَا أَتَيْتُمْ بِأَسْمَعٍ مِنْهُمْ لَمْ يَنْبُتْ عِنْدَهَا

وَمَذْهَبُهَا يَعْلَمُونَ مَا سَمِعُوا قَبْلَ الْمَوْتِ وَلَا يَسْمَعُونَ بَعْدَ الْمَوْتِ إِنْ تَهَيَّيْ قَالُ الْعِصْنِي فِي عُمْدَةِ الْقَارِي وَأَبْنُ حَجَرٍ فِي فَتْحِ الْبَارِي هَذَا مِنْ عَائِشَةَ رَدَّ عَلَى رَوَايَةِ ابْنِ عَمْرٍو لَكِنْ الْجَمْهُورُ خَالَفُوا وَاقْبَلُوا رَوَايَةَ ابْنِ عَمْرٍو لِمَوَافَقَةِ مَنْ رَوَاهُ غَيْرُهُ وَقَالَ السُّهَيْلِيُّ عَائِشَةُ لَمْ تَحْضُرْ قَوْلَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَغَيَّرَهَا مِمَّنْ حَضَرَ أَخْفَقَ لِلْفَتَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَمَّا الْآيَةُ فَإِنَّهَا كَقَوْلِهِ تَعَالَى أَفَأَنْتَ تَسْمِعُ الصُّمَّ أَوْ تَهْدِي الْعُمْى أَيْ إِنَّ اللَّهَ هُوَ الَّذِي يُسْمِعُ وَتَهْدِي وَقَالَ ابْنُ الزَّيْنِ لَمَعَ صَاحِبَةُ بَيْنَ حَدِيثِ ابْنِ عَمْرٍو وَالْآيَةُ لِأَنَّ الْمَوْتَى لَا يَسْمَعُونَ بَلَا شَكٍّ لَكِنْ إِذَا أَرَادَ اللَّهُ اسْمَاعًا مَا لَيْسَ مِنْ شَائِهِ السَّمَاعُ لَمْ يَمْتَنِعْ كَقَوْلِهِ تَعَالَى إِنَّا عَرَضْنَا الْأَمَانَةَ الْآيَةَ وَقَوْلِهِ قَالَتْ لَهَا وَلِلَّازِ أَنْبِيَا الْآيَةَ

یعنی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اس بات کی قائل ہیں کہ مردے سننے نہیں سننے اور وہ استدلال میں اس آیت کو پیش کرتی ہیں (إِنَّكَ لَا تَسْمِعُ الْمَوْتَى) وہ اس لیے انکار کرتی ہیں کہ حدیث مَا أَتَيْتُمْ بِأَسْمَعٍ مِنْهُمْ والی ان کے نزدیک ان ہی کے ساتھ مخصوص ہے اور مذہب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا یہ تھا کہ اہل قبور جانتے ہیں جو قبل موت سن لیا تھا اور مرنے کے بعد نہیں سننے (کہانی) اور یعنی اور ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ قول عائشہ رضی اللہ عنہا حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث کے خلاف ہے لیکن جمہور نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی مخالفت کی ہے اور ابن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت کو قبول کیا ہے اس لیے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کے غیر سے اسی کے مانند مردی ہے اور کتب میں رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اس وقت حاضر نہیں تھیں کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ قول فرمایا تھا پس غیر ان عائشہ رضی اللہ عنہا کا جو حاضر تھا وہ زیادہ یادداشت رکھنے والا ہے واسطے روایت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اور لیکن آیت (جو خلاف واقع ہوتی ہے حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس کا مطلب یہ ہے) مانند کہہ اللہ تعالیٰ کے کیا پس تو سنا سکے گا بہرہ کو یا راہ دکھا سکے گا انھوں کو یعنی اللہ ہی ایسا کر سکتا ہے (اسی طرح اہل قبور کو اللہ ہی سناتا ہے، آپ کے بس کا یہ کام نہیں ہے) اور کہا ابن تین نے نہیں معارضہ ہے درمیان آیت اور حدیث کے اس لیے مردہ میں خود بنفسہ طاقت سننے کی نہیں ہوتی لیکن جب



اللہ پاک کسی کے سنانے کا ارادہ کرتا ہے جس کی شان سے سنا نہیں پایا جاتا تو کوئی طاقت اس کو نہیں روک سکتی اور یہی بات صحیح ہے مانند کہنے اللہ تعالیٰ کے کہ ہم نے پیش کیا تھا اس امانت کو (یعنی قرآن کو) اوپر پہاڑوں کے اترنے اور مانند کہنے اللہ تعالیٰ کے فرمایا واسطے اس کے اور زمین کے آ جاؤ تم اتر۔

نکتہ یہ تینوں عالم مذہبی ہیں کہ جن کے مذہب میں سماع موتی ثابت نہیں لیکن یہ منصف علماء کا قاعدہ ہوتا ہے کہ وہ حدیث کے آگے اپنے تمام ہتھیار باطلہ ڈال دیتے ہیں اور حق امر کو تسلیم کر لیتے ہیں۔ یہی حال متاخرین میں سے مولوی عبدالحی صاحب کھنوی کا تھا فعفا اللہ عنہم۔ اور یہی بات بعض متقدمین و متاخرین کتب حنفیہ میں پائی جاتی ہے کہ جو بات مذہب حنفیہ کی خلاف حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہوتی ہے اس کی کسی جگہ کلمے لفظوں میں تردید کر دیتے ہیں کہیں اشارہ کر جاتے ہیں، کہیں تحقیق سے کام لیتے ہیں کہیں بوجہ مرض تقلید اس کے خلاف بھی کر جاتے ہیں۔ چونکہ یہ مسلک خلاف مذہب حنفیہ ہے یعنی ان کے ہاں سماع موتی ثابت نہیں اس لیے وہ حضرات اس حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تاویل پیدا کرتے ہیں اور اسی طرح ہر وہ حدیث کہ جس میں سماع موتی ثابت ہو کہیں ضعیف کہہ کر نال دیتے ہیں کہیں مجزؤہ کی قید لگا دیتے ہیں، کہیں خصوصیت بتا دیتے ہیں کہیں صرف سوال و جواب کے وقت کی قید لگا دیتے ہیں۔ لیکن وہ حقیقت انصاف اور عدل کی بات یہی ہے کہ یہ سب امور ان کو اس وجہ سے کرتے پڑتے ہیں کہ ان کے مذہب میں سماع موتی جائز نہیں ہے۔

احادیث کو دیکھیں تو اپنے مطلب میں صاف پاویں کہ سماع موتی ثابت ہے۔ ایک موٹی سی بات ہے کہ اس حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما میں جو علماء حنفیہ خاصہ کی قید لگاتے ہیں کہ یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا خاصہ تھا اس کی دلیل ہم شریعہ پاؤں پہنچتے ہیں کیا ہے؟ ہم یقیناً کہتے ہیں کہ اس کی دلیل علماء حنفیہ شریعہ محمدی سے کچھ نہیں دے سکتے اور جو قول عائشہ رضی اللہ عنہا آیت وغیرہ سے استدلال کر کے کہتے ہیں اس کا وہ مطلب نہیں جیسا کہ تفصیل نمبر ۱۳ میں معلوم ہوگا ان شاء اللہ یہ ایک روایت صحیح بخاری کی اس امر میں نقل کی گئی ہے باقی صحیح مسلم و ترمذی وغیرہ کی

روایتیں اہل قبور پر سلام کرنے کی آچکی ہیں و نیز ان اہل قبور کے جواب دینے کی۔ اور خفق نعال کی جو روایات طرق کثیرہ صریحہ صحیحہ سے کتب حدیث میں مروی ہیں۔ ان احادیث کی تخصّص کوئی آیت یا حدیث نہیں ہے جیسا کہ حنفیہ کرتے ہیں کہ صرف سوال و جواب کے وقت جوئی کی آہٹ معلوم کرتے ہیں پھر نہیں۔ پھر نہیں کے لیے دلیل شرعی چاہیے اور کوئی آیت یا حدیث سوائے رائے یا قیاس کے اس امر میں نہیں ہے اور وہ کسی محقق کے نزدیک مسلم نہیں اور جو علماء حنفیہ ان سلام والی روایتوں کا جواب دیتے ہیں کہ اس سلام کا جواب فرشتے دیتے ہیں، یہ بے ثبوت بات ہے۔ سلام تو کیا جائے اہل قبور کا نام لے کر اور جواب دیں فرشتے، آخر اس کے لیے کون سی دلیل شرعی ہے سوائے قیاس و رائے کے جو کسی مسلم کے نزدیک صریح صحیح احادیث کے مقابلہ میں مقبول نہیں ہو سکتے۔

غرض یہ مسئلہ اپنے بارے میں صاف ہو کر مردے و اہل قبور بتور خدا چاہتا ہے سنتے ہیں۔ اور جو اس کے متعلق سننے کے قائل ہیں وہ تاویلات پیدا کر کے اصل مطلب رگڑتے ہیں اور اس کے سمجھنے کے لیے اتنا غور اور درکار ہے کہ ہر مسلم کے نزدیک ان کا ثواب و عذاب مسلم ہے۔ جب ثواب و عذاب مسلم ہے تو صرف یہ نزاع ہوا کہ آیا روح جسم میں رہتی ہے یا علیحدہ ہوا اس میں تفریق ہے۔ بعض کہتے ہیں صرف سوال و جواب کے وقت لوٹائی جاتی ہے پھر مار دیئے جاتے ہیں یعنی روح کا تعلق بالجسم ایسا نہیں رہتا سو یہ کچھ مضمر نہیں روح خواہ علیین میں رہے یا بحین میں جب ثواب و عذاب ہوگا اور بدن کو وہ تکلیف محسوس ہوگی تو لازمی امر ہے کہ روح و بدن ہر دو کو اس کا احساس ہوگا اور یہی بات از روئے عقل بھی ہونی چاہیے کہ ثواب روح و بدن دونوں کو ہوا سی طرح عذاب بھی اس لیے کہ دنیا میں کاسب ہر دو تھے اور جملہ جزاء بھنا کٹھنہ تَعْمَلُونَ بھی اسی کا موبید ہے۔

پس جب کہ مسلم طور پر ثواب و عذاب کے مستحق ہیں وہ اور قیامت تک ثواب و عذاب کے تعلقات کا حس ان کو معلوم ہوتا ہے تو پھر کون سی چیز ان کو اس امر سے مانع ہے کہ وہ سلام کا جواب نہ دے سکیں یا سماع موتی ثابت نہ ہو یا وجود یک مسئلہ طور پر منکر و نکر کے سوال کے وقت باعین اس کو تسلیم کرتے ہیں۔ بس فیصلہ ہوا بعد تسلیم کون سی حدیث صحیح ایسی آئی ہے کہ

جس میں اس بات کا ذکر ہو کہ وہ پھر نہیں سنتا صرف سوال و جواب کے وقت ہی سنتا ہے حالانکہ احادیث صحیحہ اس بات پر شاہد ہیں کہ وہ سنتا ہے اور اسی واسطے سلام کرنا آیا ہے اور اس کے جواب دینے کی بھی حدیث آچکی ہے اور جو علماء بجائے اہل قبور کے فرشتوں کے جواب دیئے کو تسلیم کرتے ہیں وہ بے دلیل بات ہے شریعت کا مسئلہ نہیں، اپنی طرف کا سن گھڑت جواب ہے۔

۱۷..... مولانا محمد صادق صاحب یالکوٹی کا عقیدہ، جمال مصطفیٰ ص ۲۰۷ لکھتے ہیں:

فرشتے درود پہنچاتے ہیں:

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
 "إِنَّ لِلَّهِ مَلَائِكَةً سَيَّاحِينَ فِي الْأَرْضِ يُبَلِّغُونَنِي مِنْ أَمْعَى السَّلَامِ"  
 "تحقیق اللہ کے کئے فرشتے ہیں پھرنے والے زمین میں پہنچاتے ہیں مجھ کو میری امت کی طرف سے سلام۔" (مشکوٰۃ شریف)

معلوم ہوا کہ جو تبع سنت شیخ رسالت کا پروانہ بڑی محبت اور خلوص سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام کرتا ہے، فرشتے اس کو لے جا کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچا دیتے ہیں۔ اور ایک روایت میں یہ بھی آیا ہے کہ فرشتے اس کا نام بھی لیتے ہیں مثال کے طور پر فرشتے حاضر ہو کر یوں عرض کرتے ہیں۔ یا رسول اللہ عاجز مسکین محمد صادق ابن شمس الدین سیالکوٹ سے یقرنک السلام خدمت اقدس میں سلام عرض کرتا ہے السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا تُحِبُّ وَتَرْضَى

۱۸..... مولانا حافظ محمد صاحب گوندلوی لکھتے ہیں:

اسی طرح قرآن مجید میں ہے انک لا تسمع الموتی (تم مردوں کو نہیں سنا تے) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس آیت سے سماع موتی کی نفی کی ہے مگر جس وقت یا جس لفظ کا اللہ تعالیٰ چاہے پہنچا دے اب تخصیص میں مورد پر اقتصار چاہیے حدیث بخاری میں ہے کہ دفن کے بعد آدمی لوٹتے ہیں تو قبر والا جو توں کی آواز سنتا ہے یہ وقتی خصوصیت ہے اسی طرح

بعض روایتوں میں ہے سلام کو صاحب قبر سنتا ہے اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے مروی ہے اگر آپ کی قبر کے پاس درود پڑھا جائے تو آپ سنتے ہیں۔

(الاصلاح حصہ اول ص ۹۱ باراد لمطبوعہ مجازی پریس لاہور، ۱۳۶۰ھ)  
 نیز لکھتے ہیں: جواب انبیاء علیہم السلام عالم برزخ میں زندہ ہیں یہ زندگی برزخی ہے نہ کہ دنیوی انبیاء علیہم السلام برزخ میں زندہ بلکہ سب لوگ زندہ ہیں اسی لیے تعظیم و تہذیب کی صورت ہے۔ حدیث الانبیاء احياء فی قبورہم یصلون حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے۔ (فتح الباری) اور علامہ ذہبی نے اس کو منکر قرار دیا ہے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی نماز پڑھنے کی روایت کا نقل بھی عالم برزخ سے ہے نہ کہ دنیا سے اور حدیث مسلم میں ہے اور قبر کے پاس درود پڑھنے سے آپ سنتے ہیں اس حدیث کو حافظ ابن حجر نے فتح الباری میں لکھا ہے اس کی سند جدید ہے مگر اس میں ایک راوی عبد الرحمن بن اعرج ہے جو مجہول الحال ہے مگر درود قبر کے پاس سنتے ہیں بحث نہیں۔

(مولانا حافظ گوندلوی الاعتصام جلد نمبر ۳ شمارہ نمبر ۸، بحوالہ فتاویٰ علمائے حدیث ج ۹ ص ۱۲۵ تا ۱۲۶)

۱۹..... مولانا حکیم ایچ مصصام صاحب اپنے ایک نعتیہ کلام جس کا عنوان ہے "سرشار ہو چلیے" میں فرماتے ہیں:

کہاں جد السلام علیکم میں نزدیک روئے دے  
 سنے خود اپنی کنیں سید الاربار ہو چلے  
 (گلدستہ مصصام ص ۱۰۱، ناشر ملک سنز تاجران کتب کارخانہ بازار فیصل آباد)  
 یہی مصصام صاحب ص ۱۱ پر ایک نظم جس کا عنوان ہے "ٹھنڈا پادیتاں" میں لکھتے ہیں:

کہا جد السلام علیک ایہا النبی میں نے  
 آواز اں میریاں رب نے نبی دے کنیں پادیتاں

(گلدستہ مصصام ص ۱۰۱، ناشر ملک سنز تاجران کتب کارخانہ بازار فیصل آباد)  
 ۲۰..... مولانا محمد اعظم صاحب لکھتے ہیں:

"قبر نبوی صلی اللہ علیہ وسلم دفن رحمۃ اللعالمین۔ مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں نماز

دو گانہ تجزیہ المسجد پڑھ کر پھر قبر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر انتہائی ادب اور محبت اور عقیدت سے درود و سلام پڑھے۔ حدیث شریف میں ہے مَاسِمِ اَحَدٍ يَسْلَمُهُ عَلٰى اِلٰهٍ رُوْحِي خَتِي اُرِدْ عَلَيْهِ السَّلَامُ جب کوئی شخص مجھ پر سلام کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ میری روح کو لونا دیتا ہے اور میں اس کے سلام کا جواب اسے لونا دیتا ہوں۔

(رج مننون ص ۵۳، ۵۴، ناشر مدرسہ تعلیم القرآن جامع مسجد رضانیہ اہل حدیث نزد یکم نمبر ۲ فاروق گنج گوجرانوالہ)

۲۱..... مولانا عبدالعزیز رحیم آبادی التوفیٰ ۱۳۳۸ھ/ ۱۹۱۹ء نے حسن البیان ص ۷۲، ۷۳ میں سماع موتی کے مسئلہ میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت سماع موتی والی کو ترجیح دی ہے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت کی تردید کی ہے۔

۲۲..... مولانا احمد حسن دہلوی کے حوالہ:  
مولانا احمد حسن دہلوی تصحیح الرواۃ اور احسن التقائیر میں بھی سماع موتی کے نظریہ کو ترجیح دیتے ہیں۔

۲۳..... مولانا محمد یوسف صاحب سنت پوری غیر مقلد لکھتے ہیں:  
سیدنا فاروق رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں ایک نوجوان عابد زاہد مسجد میں رہتا تھا کسی عورت کی نیت بداس کی طرف ہوئی اور چند روز کی ان تک کوشش سے اس کو اپنے جال میں پھنسا ہی لیا جب اس کو ٹھڑی میں لے جانے کا ارادہ کرتی ہے اس نوجوان کو آیت اِنِّ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا اِذَا مَسَّهُ طَائِفٌ مِّنَ الشَّيْطَانِ تَذَكَّرُوْا فَاِذَا هُمْ مُبْصِرُوْنَ یاد آتی ہے اور بے ہوش ہو کر گر جاتا ہے بہت دیر کے بعد جب ہوش آتا ہے تو پھر یہی آیت پڑھ کر اس پر اس قدر خوف طاری ہوتا ہے کہ اس دفعہ بے ہوشی کے عالم میں روح نقسِ عصری سے پرواز کر جاتی ہے۔ رات کا وقت تھا حضرت فاروق رضی اللہ عنہ کو اطلاع ہوئی۔ لوگوں نے رات ہی میں سپرد خاک کر دیا۔ جب سیدنا فاروق رضی اللہ عنہ کو اطلاع ہوئی تو اس کے باپ سے تعزیت و تسکین کر کے مجمع کثیر کے ساتھ اس نوجوان کی قبر پر نماز جنازہ پڑھ کر اس نوجوان کو خطاب کر کے آواز دی اور کہا وَلَیْکُمْ خَافَ مَعَادَ رَبِّہِ جَنَّتٍ فَوْرًا قَبْرِہِ اَنْدَرِہِ آواز آئی مجھے میرے مالک نے وہ دو جنتیں و دو دفعہ عطا فرمادی ہیں۔ (خطبات محمدی، بحوالہ ابن کثیر و ابن

عساکر) فضائل الشیخین باحادیث رسول المقلین ج ۲ ص ۷۴ (فضائل فاروق) پتہ عام اکبری جامع مسجد صدیق اہلحدیث میاں سانی روڈ محلہ اسلام آباد گوجرانوالہ) تفسیر ابن کثیر عربی ج ۲ ص ۲۹ میں یہ واقعہ حافظ ابن کثیر نے حافظ ابن عساکر کی تاریخ کے حوالہ سے اسی آیت مذکورہ کے تحت نقل کیا ہے۔ یہ آیت سورۃ اعراف آیت نمبر ۲۰۱ پارہ نمبر ۹ پر آتی ہے۔

۲۳..... مولانا محمد یوسف صاحب سنت پوری دوسرا حوالہ:  
نیز مولانا موصوف لکھتے ہیں:

صاحب شمس التواریخ لکھتے ہیں کہ حضرت شیر خدا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی بیماری پرسی کو گئے تو صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے علی! تم ہی مجھے غسل دینا اور تم ہی کفن پہنانا اس سے فارغ ہو کر میرا جنازہ روضہ مطہر کے پاس دروازہ پر لے جانا اگر دروازہ خود بخود کھل جائے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دفن کرنا ورنہ مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کر دینا۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اس ہدایت کے مطابق ہم نے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا جنازہ روضہ مطہرہ اقدس کے دروازہ پر رکھ دیا اور عرض کی یا رسول اللہ! آپ کا یار غار یا بکر آپ کے جوار میں دفن ہونے کا امیدوار ہے اسی وقت دروازہ خود بخود کھل گیا اور یہ آواز آئی ادخلو و ادفنوہ کہ امیر اس کو داخل کرو اور عزت سے دفن کرو۔

(فضائل الثغین ج ۱ ص ۱۱۲ فضائل صدیق)  
نوٹ: یہ واقعہ قنوی عزیزی میں اس طرح آتا ہے۔

پس شیدم گویندہ را کہ میگوید داخل کنید محبوب را بسونے محبوب (واقعہ دفن صدیق اکبر در روضہ مطہرہ) قنوی عزیزی ج ۲ ص ۶۹

”پس بولنے والے کو میں نے سنا کہ کہہ رہا تھا داخل کرو محبوب کو اپنے محبوب کی طرف۔“  
اور امام فخر الدین رازی رحمہ اللہ نے اس طرح نقل کیا ہے:

تفسیر کبیر سورۃ کہف میں ہے اَدْخِلُوْا الْحَبِیْبَ اِلَی الْحَبِیْبِ (دوست کو دوست کی



طرف داخل کرو۔) (ماخوذ ضرب المصدا ص ۱۳۷ تا ۱۶۹ ترم و اضافے کے ساتھ)  
شیخ الحدیث و الشیخ حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

۲۴..... قاضی شوکانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ

وقد ذهب جماعة من المحققين الى ان رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم حي بعد وفاته وانه يسر بطاعات امته وان الانبياء لا يلبون مع ان مطلق الادراك كالعلم والسمع ثابت لساتر الموتى. الى ان قال وورد النص في كتاب الله في حق الشهداء انهم احياء يزقون وان الحيوة فيهم متعلقة بالجسد فكيف بالانبياء والمرسلين وقد ثبت في الحديث ان الانبياء احياء في قبورهم رواه المنذرى وصححه البيهقي وفي صحيح مسلم عن النبي صلى الله عليه وسلم قال مرت بموسى ليلة اسرى بي عند الكتيب الاحمر وهو قائم يصلي في قبره انتهى.

(نیل الاوطار جلد ۳ ص ۲۶۴ طبع مصر)

بے شک محققین کی ایک جماعت اس طرف گئی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی وفات کے بعد زندہ ہیں اور آپ اپنی امت کے طاعات سے خوش ہوتے ہیں اور یہ انبیاء کرام علیہم السلام کے اجسام بوسیدہ نہیں ہوتے حالانکہ مطلق ادراک جیسے علم اور سماع وغیرہ تو یہ سب مردوں کے لیے ثابت ہے (پھر آگے کہا) اور اللہ تعالیٰ کی کتاب میں شہداء کے بارے میں نص وارد ہوئی ہے کہ وہ زندہ ہیں اور ان کو رزق ملتا ہے اور ان کی حیات جسم سے متعلق ہے تو حضرات انبیاء اور مرسلین علیہم السلام کی حیات جسم سے کیوں متعلق نہ ہوگی اور حدیث سے یہ بھی ثابت ہے کہ انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں امام منذری رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو روایت کیا ہے اور امام بیہقی نے اس کی تصحیح کی ہے اور صحیح مسلم میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے معراج کی رات سرخ رنگ کے ٹیلے کے پاس موسیٰ علیہ السلام کو قبر میں کھڑے نماز پڑھتے دیکھا ہے۔

قاضی شوکانی کی اس عبارت سے بھی معلوم ہوا کہ وہ شہدا کی حیات جسمانی کو تسلیم

کرتے ہیں اور یہ بھی فرماتے ہیں کہ حضرات انبیاء علیہم السلام کی زندگی بطریق اولیٰ جسمانی ہے کیوں کہ ان کے اجسام طبعی اپنی حالت پر رہتے ہیں ان میں کسی قسم کا کوئی تغیر و تبدل نہیں ہوتا اور یہ بھی تصریح فرماتے ہیں کہ حضرات انبیاء علیہم السلام کی وفات تو ہوئی ہے لیکن وہ اس کے بعد اپنی قبروں میں زندہ ہوتے ہیں۔

اور دوسرے مقام پر لکھتے ہیں کہ:

انه صلى الله عليه وآله وسلم حي في قبره بعد موته كما في حديث الانبياء احياء في قبورهم وقد صححه البيهقي والف في ذلك جزء قال الاستاذ ابو منصور البغدادى قال المتكلمون المحققون من اصحابنا ان نبينا صلى الله عليه وآله وسلم حي بعد وفاته انتهى ويؤيد ذلك ما ثبت ان الشهداء احياء يزقون في قبورهم والنبي صلى الله عليه وآله وسلم منهم اهـ (نیل الاوطار ج ۵ ص ۱۰۱ طبع مصر)  
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وفات کے بعد اپنی قبر مبارک میں زندہ ہیں جیسا کہ حدیث میں آیا ہے کہ انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور بتیانی نے اس کی تصحیح کی ہے اور اس مسئلہ میں انہوں نے ایک رسالہ بھی لکھا ہے استاذ ابو منصور البغدادی فرماتے ہیں کہ ہمارے اصحاب میں محقق متکلمین کا ارشاد ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وفات کے بعد زندہ ہیں ان کا بیان ختم ہوا اور اس کی تائید یہ بات بھی کرتی ہے کہ شہداء زندہ ہیں اور قبروں میں ان کو رزق دیا جاتا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی شہید ہیں۔

پہلے صحیح روایت کے ساتھ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ ثابت کیا جا چکا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شہید تھے اور حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ سے نظر اور دلالت النص کی دلیل سے بھی یہ ثابت ہو چکا ہے، اور قرآن کریم کی نص سے شہداء کی زندگی ثابت ہے لہذا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیات بھی ثابت ہے کہ آپ قبر مبارک میں زندہ ہیں۔  
۲۵..... عبد اللہ بن محمد بن عبد الوہاب نجدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

والذى نعتقد ان رتبة نبينا صلى الله عليه وسلم اعلى مراتب المخلوقين على الاطلاق وانه حي في قبره حيوة مستقرة ابلغ من حيات



الشهداء المنصوص عليها في التذليل اذ هو افضل منهم بل ارب وانه  
يسمع من يسلم عليه (بحواله اتحاف النبلاء ص ٤١٥ طبع كانبور)  
جس چیز کا ہم اعتقاد کرتے ہیں وہ یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا درجہ مطلقاً  
ساری مخلوق سے بڑھ کر ہے اور آپ اپنی قبر مبارک میں حیات دائمی سے متصف ہیں جو  
شہداء کی حیات سے اعلیٰ و ارفع ہے جس کا ثبوت قرآن کریم سے ہے کیوں کہ آنحضرت صلی  
اللہ علیہ وسلم بلاشبہ شہداء سے افضل ہیں اور جو شخص آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر (عند القبر) سلام  
کہتا ہے، آپ اس کو سنتے ہیں۔

اس سے بھی آفتاب نیروز کی طرح یہ بات ثابت ہوگئی کہ اپنے وقت میں علماء نجد کے  
وکیل اعظم اپنی جماعت کا یہ نظریہ پیش کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی قبر  
مبارک میں دوائی طور پر زندہ ہیں اور آپ کی یہ حیات شہداء کی منصوص حیات سے اعلیٰ و  
ارفع ہے نواب صدیق حسن خان صاحب کا حوالہ پہلے گزر چکا ہے کہ وہ جملہ اموات کے  
لیے ادراک و شعور اور سامع و غیرہ ثابت کرتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ یہ اوصاف سب کے  
لیے ثابت ہیں اور حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کی اس میں کوئی تخصیص نہیں ہے۔

۲۶..... غیر مقلدین حضرات کے شیخ الکل مولانا سید میاں نذیر  
حسین صاحب دہلوی (المتوفی ۱۳۲۰ھ) لکھتے ہیں کہ:

اور حضرات انبیاء علیہم السلام اپنی قبر مبارک میں زندہ ہیں خصوصاً آنحضرت صلی اللہ علیہ  
وآلہ وسلم کہ فرماتے ہیں کہ جو کوئی عند القبر درود پڑھتا ہے میں سنتا ہوں اور دور سے پہنچایا جاتا  
ہے۔ (فتاویٰ نذیریہ جلد ۵ ص ۵۵ ضمیمہ) اہل علم جانتے ہیں کہ حضرت میاں صاحب کی وجہ  
سے ہندوستان میں غیر مقلدین حضرات کو اپنے مقام پر کتنی تقویت اور تائید حاصل ہوئی بلکہ  
انہی کی بدولت ان میں اہل علم، صاحب قلم مدرس اور مصنف قسم کے علماء پیدا ہوئے ہیں اور  
جن کی کتاب معیار الحق غیر مقلدین حضرات کے ہاں بڑی مقبول اور مستند سمجھی جاتی ہے۔  
حضرت میاں صاحب نے اس عبارت میں حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کی اپنی قبر میں  
حیات کے علاوہ یہ بات بھی واضح کر دی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عند القبر سلام

کہنے والوں کا سلام بخش نہیں سنتے ہیں اور دور سے درود شریف آپ کو پہنچایا جاتا ہے۔  
۲۷..... مولانا شمس الحق صاحب عظیم آبادی لکھتے ہیں کہ:

ان الانبياء في قبورهم احياء (عون المعبود جلد ۱ ص ۴۰۶)

حضرات انبیاء کرام علیہم السلام اپنی اپنی قبروں میں زندہ ہیں۔

۲۸..... غیر مقلد عالم مولانا فضل الرحمن صاحب ہری پوری لکھتے  
ہیں کہ:

کل پیغمبروں کے جسم صحیح و سالم ہیں اور قبر شریف میں زندہ ہیں اور جو کوئی قبر کے پاس  
درود بھیجے یا سلام کرے تو آپ خود سن لیتے ہیں اگر دور سے درود بھیجے تو فرشتے آپ تک  
پہنچاتے ہیں اہل حدیث کا یہی اعتقاد ہے۔ (رسالہ درود شریف ص ۱۶)

۲۹..... محدث مولوی رحیم بخش صاحب مرحوم فرماتے ہیں کہ:

تحقیق کی جماعت کا یہی مذہب ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے مرتد  
میں زندہ ہیں اور اس بات کے قائل ہیں کہ امت کی اطاعت کی خبر پا کر خوش ہوتے ہیں۔  
(اسلام کی چودھویں کتاب ص ۳۵)

۳۰..... مولانا محمد عطاء اللہ صاحب حنیف لکھتے ہیں کہ:

انهم احياء في قبورهم يصلون وقد قال النبي صلى الله عليه وسلم من  
صلى على عند قبري سمعته ومن صلى عليّ نالنا بلفته

(التعليقات السلفية على سنن النسائي ج ۱ ص ۲۳۷)  
حضرات انبیاء کرام علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور نماز پڑھتے ہیں اور آنحضرت صلی  
اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص میری قبر کے پاس مجھ پر درود پڑھتا ہے تو میں خود اس کو  
سنتا ہوں اور جو دور سے پڑھتا ہے تو وہ مجھے (بذکر لیا گیا) پہنچایا جاتا ہے۔

۳۱..... علماء نجد جو لوگوں میں وہابی کے نام سے مشہور ہیں اپنا عقیدہ  
یوں بیان کرتے ہیں کہ:

امام الکلام علی حیوة النبی صلی اللہ علیہ وسلم فاعتقادنا فی ذلک

اعتقاد سلف الامة انمتنا وهم الاسوة وهي انه صلى الله عليه وسلم قبض ودفن و زالت عند الحيوة الدنيا الى قوله و اما حيوة البرزخ فهو حي الحيوة البرزخية وكذا الشهداء فلو كان حيا حيوة دنيوية لرفعوا اليه الامر فيما جرى بينهم اه (الدرر السنية في الاجوبة النجدية جلد ۱ ص ۲۶۰ طبع مصر)

بہر حال آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیات کے بارے میں ہمارا وہی اعتقاد ہے جو سلف امت اور ہمارے انکار کا اعتقاد ہے اور وہی اس میں ہمارے مقتدا ہیں وہ یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات ہوئی ہے اور آپ کو دفن کیا گیا اور آپ کی دنیوی زندگی ختم ہو گئی ہے (پھر آگے کہا) اور بہر حال برزخی زندگی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے ثابت ہے، اور آپ حیات برزخیہ کے ساتھ زندہ ہیں اور ایسے ہی شہداء بھی زندہ ہیں، اگر آپ کی زندگی دنیا کی زندگی ہوئی تو اختلافی امور میں سلف آپ کی طرف مراجعت کرتے۔

یعنی دنیوی تکلفی اور حسی زندگی آپ کی ختم ہو چکی ہے لیکن برزخی زندگی آپ کی ثابت ہے نیز علامہ نے کہا ہم ان کا اعتقاد رکھتے ہیں کہ جتنی ضرورت اور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تمام مخلوق کے مراتب سے اعلیٰ ہے وہ اپنی قبر میں حیات برزخیہ سے زندہ ہیں جو کہ حیات شہداء سے افضل و اکمل ہے اور سلام کہنے والے کا آپ سلام سنتے ہیں۔

(الہدیة السنية والنحلة الوهابية النجدية ص ۴۷ طبع مصر)  
محمد بن عبد الوہاب رحمہ اللہ نجدی اور ان کے پیروکار مسلک حنبلی ہیں جو مقلدین بنی کا ایک فرقہ ہے۔ حافظ ابن تیمیہ رحمہ اللہ اور حافظ ابن قیم رحمہ اللہ کی تحقیق پر اعتماد کرتے ہیں اور ان کو اپنا پیشوا تسلیم کرتے ہوئے ان کی کتابوں کی خوب نشر و اشاعت کرتے ہیں محمد بن عبد الوہاب رحمہ اللہ باوجود مقلد اور حنبلی ہونے کے سطحی ذہن کے آدمی تھے اور تو حید و سنت کی خوب داعی تھے ان سے وقتی مصلحت کے پیش نظر کچھ عوامی غلطیاں سرزد ہو چکی تھیں جن کی وجہ سے وہ عوام میں خاصے بدنام ہو گئے اور علما شامی اور حضرت مدنی جیسے بزرگ بھی اس سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے لیکن ان کے بارے میں صحیح نظریہ

وہی ہے جو علامہ آلوسی اور حضرت گنگوہی کا ہے \* لخصیل مقام آخر اگر میر نے اپنی سیاسی بقاء کے لیے ان کو بہت بدنام کیا اور ہندوستان کے اہل بدعت نے ان کے بدنام کرنے میں خوب خوب حصہ لیا اور جنگ آزادی میں شریک مجاہدین اسلام کو وہابیت کے بے خطا ہتھیار سے ان ظالموں نے گھائل کیا۔

۳۲..... مولانا محمد اسماعیل صاحب سلفی لکھتے ہیں اہل سنت کے دونوں مکاتب فکر اصحاب الرائے و اہل حدیث کا اس امر پر اتفاق ہے کہ شہداء اور انبیاء زندہ ہیں برزخ میں وہ عبادات تسبیح و تہلیل فرماتے ہیں الی قول انبیاء کی زندگی کے متعلق سنت میں شواہد ملتے ہیں۔ صحیح احادیث میں انبیاء علیہم السلام کے متعلق عبادات وغیرہ کا ذکر آتا ہے۔ (حیات النبی ﷺ ص ۲۷)

۳۳..... علامہ ابن عابدین الشامی کے تلمیذ اور علماء نجد کے مسلک کے روح رواں الشیخ محمد بن السید درویش رحمہ اللہ (المتوفی ۱۴۲۶ھ) لکھتے ہیں:

فائدہ: حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کی حیات برزخی ہے (حسی ہونے میں) حیات دنیوی کے مشابہ نہیں ہے اور نہ وہ نیند کے مشابہ ہے اور نہ وہ باقی مخلوق کی حیات کی طرح ہے بلکہ اللہ تعالیٰ ان کے اجسام مبارک کو بوسیدہ ہونے اور فنا ہونے سے محفوظ رکھتا ہے اور ان پر ان کے ارواح کی روشنی بعض اوقات محفوظ طریقے سے لوٹا تا ہے کسی مقصد کے لیے اور بہت سی احادیث وارد ہیں جو اس پر دلالت کرتی ہیں مثلاً ایک یہ ہے کہ امت کی طرف سے صلوة و سلام آپ پر پیش کیا جاتا ہے اور مثلاً بعض احادیث میں آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی روح مبارک لوٹا تا ہے تاکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سلام کہنے والے کے سلام کا جواب دیں اور مثلاً بعض میں آتا ہے جس نے دور سے سلام کہا اس کو فرشتے پہنچاتے ہیں اور جس نے قریب سے سلام کہا تو اس کو آپ خود سنتے ہیں اور مثلاً بعض روایات میں آتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا گیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر کیسے صلوة و سلام عرض کیا جائے گا جب کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم (مرنے کے بعد) بوسیدہ ہو جائیں گے (معاذ اللہ) تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے زمین پر حرام کر دیا ہے کہ وہ حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کے اجسام کو کھائے تو یہ سب احادیث آپ صلی

اور مکلف امت کے کندھے پر ڈال دیا گیا آپ پران کا رنق کرنا باقی نہ رہا۔  
موصوف باوجود بخدی ذہن رکھنے کے یہ بھی تحریر فرماتے ہیں کہ:

ثم ان كثيرًا من الصالحين يقول انه يرى النبي صلى الله عليه وآله وسلم يقظة ولا ينكر هذا منهم وانما هي رؤية روحانية لا جسمانية ولذلك يراه البعض دون البعض في المكان الواحد ولو كان جسمه لراه كل احد لان رؤية الجسم لا تتوقف على صلاح وتقوى بل راه الكفار في حياته صلى الله تعالى عليه وسلم وشار الخلق وخيارهم الخ (ص ۲۹۹)

پھر بہت سے نیک لوگ یہ کہتے ہیں کہ انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بیداری میں دیکھا ہے اور ان سے اس کا انکار نہیں کیا جاسکتا کیوں کہ یہ روحانی رؤیت ہے جسمانی نہیں اور یہی وجہ ہے کہ ایک ہی جگہ میں بعض آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھتے ہیں اور بعض نہیں دیکھتے اگر یہ رؤیت جسمانی ہوتی تو ہر ایک آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھتا کیوں کہ جسم کو دیکھنا صلاح اور تقویٰ پر موقوف نہیں جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زندہ تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کافر بدارتیک سبھی دیکھتے تھے۔

موصوف کا یہ کہنا کہ یہ رؤیت روحانی ہے جسمانی نہیں اس میں بھی کلام ہے کیوں کہ یہ رؤیت روحانی بھی نہیں ہوتی صرف مثال ہوتی ہے (اور یہیں سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حاضر و ناظر سمجھنے والے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مراد میں مانگنے والے مغالطہ میں پڑے ہیں جس کا حقیقت سے قطعاً کوئی تعلق نہیں ہے جس بزرگ کی مثال ہوتی ہے اس کو علم تک نہیں ہوتا کہ ہماری مثال کہاں گئی؟ کیا کر آئی؟ اور کیا کہہ آئی؟ اس کی بقدر ضرورت بحوالہ بحث ہم نے بحمد اللہ تعالیٰ تفریح الخواتم میں کر دی ہے۔)

چنانچہ علامہ محمد بن محمد القسطلانی رحمہ اللہ (توفی ۹۲۳ھ) لکھتے ہیں کہ:

فما رآه من الشكل ليس هو روح المصطفى ولا شخصه بل هو مثال له

علی التحقیق (المواهب اللدنیہ مع الشرح للزرقانی جلد ۵ ص ۲۹۲)  
دیکھنے والا جو شکل مبارک دیکھتا ہے تو وہ نہ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روح

اللہ علیہ وسلم کی اور دیگر تمام حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کی حیات پر دلالت کرتی ہیں لیکن اسی طرح جس طرح بیان ہوا نہ جیسا کہ ہماری (حسی اور تکلفی) زندگی ہے کیوں کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم دیگر اموات کی طرح تھے کہ روح مبارک جسم اطہر میں نہ تھی اور جسم سے خارج ہو گئی اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی ہماری (محسوس اور تکلفی) زندگی کی طرح ہوتی تو جب حضرات صحابہ کرام علیہم السلام نے خلافت کے مسئلہ پر اختلاف کیا تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان سے اس سلسلہ میں خطاب فرماتے ارخ

(اسی المطالب ص ۲۹۸ فی احادیث مختصر المراتب طبع مصر)  
تسکین الصدور میں ہی بقدر ضرورت اس کی بحث موجود ہے کہ جو حضرات اس حیات کو جسمانی اور دنیوی کہتے ہیں ان کی مراد یہ ہے کہ روح مبارک کا اسی جسم اطہر سے تعلق ہوتا ہے جو دنیا میں تھا اور جو حضرات اس کو برزخی کہتے ہیں ان کی مراد یہ ہے کہ وہ حیات اہل دنیا کے لیے محسوس نہیں ہے اور اسی کو علماء عقائد نو من الحیاء کے تعبیر کرتے ہیں لیکن اس پر دونوں فریق متفق ہیں کہ دور سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر صلوٰۃ و سلام پیش کیا جاتا ہے اور نزدیک سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم خود بنفس نفس سننے میں اور جواب دیتے ہیں اس میں حیات جسمانی یا حیات برزخی سے تعبیر کرنے والوں میں کسی کا کوئی اختلاف نہیں ہے۔ رہا موصوف کا یہ کہنا کہ اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات ہماری زندگی کی طرح ہوتی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت صحابہ کرام علیہم السلام میں خلافت کے مسئلہ کا اختلاف رفع فرما دیتے اور ان سے خطاب فرماتے تو اس میں کلام ہے۔

نمبر ۱..... اولاً: اس لیے کہ مسئلہ خلافت میں حضرات صحابہ کرام علیہم السلام کا اختلاف آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس نہ ہوا تھا وہ اختلاف سقیفہ بنو ساعدہ میں ہوا تھا۔  
نمبر ۲..... ثانیاً: جمہور علماء کی تحقیق کے رو سے روح کا اعادہ قبر میں ہوتا ہے پہلے نہیں ہوتا اور بات بھی حیات فی القبر کی ہو رہی ہے۔

نمبر ۳..... ثالثاً: امت کے جملہ اختلافات و نزاعات کا فیصلہ آپ اپنی تکلفی زندگی میں کرتے رہے۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہو گئی تو ان اختلافات کا رنق کرنا زندہ



مبارک ہوتی ہے اور نہ جہاں اطہر بلکہ تحقیق کے رو سے وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مثال ہوتی ہے۔

اور خود موصوف رحمۃ اللہ علیہ کی ایک واضح عبارت اس پر دلالت کرتی ہے چنانچہ وہ لکھتے ہیں کہ:  
ومن ذلك ما وقع لسيدنا الرفاعي رضي الله عنه حين زار النبي صلى الله تعالى عليه وسلم وانشد عند الحجرة الشريفة البيتين المشهورين وهما

في حالة البعد وروحي كنت ارسليها

تقبل الارض عنى وهى نائبتى

وهذه دولة الاشباح قد حضرت

فامدد يمينك كى تحظى بها شفتى

فمثلت له اليد الشريفة وقبلها والخبر المذکور مشہور من قبل الامام المذکور اھ (اسنی المطالب ص ۲۹۹، ۳۰۰)

اور اسی سلسلہ کی ایک کڑی وہ ہے جو ہمارے سردار سید (احمد) الرفاعی رحمۃ اللہ علیہ کے لیے واقع ہوئی جب کہ انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کی اور حجرہ شریف کے پاس یہ دو مشہور شعر پڑھے۔

دوری کی حالت میں میں اپنی روح کو بھیجا کہ تھارے میں مجھ سے قبول کرتی اور وہ میری نائب تھی اور یہ (امثال و) اشباح کی دولت ہے جو بلاشبہ حاضر ہے پس اپنا دایا تھہ بڑھائیں تاکہ میرے ہونٹ لطف اندوز ہوں۔ اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہاتھ مبارک مثالی طور پر ان کے سامنے ظاہر ہوا اور انہوں نے اس کو بوسہ دیا اور یہ خبر امام سید احمد رفاعی کی طرف سے مشہور ہے۔

پہلے تو مجھ اور کرامت خرق عادت فعل کا نام ہے اور پھر ہونے کی مثالی طور پر تو اس کے ماننے میں ہرگز کوئی تامل نہیں ہونا چاہیے ہاں اگر کوئی شخص مشہور امور کو بھی تسلیم نہ کرے اور صرف اپنی عقل پر اعتماد کرتا رہے تو اس کا معاملہ ہی الگ ہے۔

۳۳..... مشہور غیر مقلد عالم محمد بن اسماعیل الامیر الصغانی (المتوفی ۱۱۸۲ھ) اپنے مناسک الحج میں لکھتے ہیں:

وسلم عليه والوزيرين عنده  
وزره كما زرنا لنحصد عقبه  
وبلغته عنا لا عدت سلما  
فانت رسول للرسول بعنائه  
من كان متابلا لسلامنا  
فانا بمبلاغ السلام سبقناه

(مناسک الحج والعمرة ص ۸۷ طبع مصر)

اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے دو وزیروں (حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما) کو سلام کہہ..... اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کر جیسا کہ ہم نے کی تاکہ ہم حقاً اپنی کھیتی کو کاٹ سکیں۔

اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہمارا سلام پہنچا دے تجھے اللہ تعالیٰ سلامت رکھے..... سو تو جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف ہمارا قاصد ہے جس کو ہم نے بھیجا ہے۔ اور جو شخص ہمارا اسلام پہنچائے گا..... پس بے شک ہم سلام پہنچانے میں اس پر سبقت لے گئے ہیں۔

قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ، علامہ سبکی رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ابن القیم رحمۃ اللہ علیہ، مورخ سمہودی رحمۃ اللہ علیہ اور امام سخاوی رحمۃ اللہ علیہ نقل کرتے ہیں:

واللفظ الاول

وعن سليمان بن سحيم رأيت النبي صلى الله عليه تعالى عليه وسلم في النام فقلت يا رسول الله هؤلاء الذين يأتوك فيسلمون عليك انفقہ سلامهم قال نعم وارد (الشفاء ج ۲ ص ۶۴، وشفاء السقام ص ۲۸ وكتاب الروح ص ۱۳ ووفاء الوفاء ج ۲ ص ۲۰۵، والنقل البديع ص ۱۲۰)

یعنی ان سحیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے خواب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سوال کیا۔ یا رسول اللہ یہ لوگ جو آپ

ورد بھیجے تو فرشتے آپ تک پہنچا دیتے ہیں، الہمدیہ کا یہی اعتقاد ہے اگرچہ یہ زندگی دنیا کی ہی نہیں جس میں کھانے پینے کا احتیاج ہو اور شوکانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس مسئلہ کو نیل الاوطار میں بہت عمدہ لکھا ہے۔ اھ (ترجمہ مشکوٰۃ جلد ۱ ص ۲۰۱ باب الجمعہ)

اس عبارت سے بھی معلوم ہوا کہ علماء کرام جہاں دنیا کی زندگی کی نفی کرتے ہیں تو اس سے مراد یہ ہوتی ہے کہ دنیوی کھانے اور پینے کی حاجت نہیں ہوتی نہ یہ کہ روح کا جسم سے تعلق اور اتصال اور اس کی وجہ سے ادراک و شعور اور قوت سماع نہیں ہوتی کیوں کہ یہ امور تو بہر حال ثابت ہیں اور ان کا انکار ماکابرہ اور سینہ زوری ہے۔

الغرض ذمہ دار غیر مقلدین حضرات بھی جملہ مقلدین حضرات کے ساتھ اس امر پر متفق ہیں کہ حضرت انبیاء کرام علیہم السلام وفات کے بعد اپنی قبور اور برزخ میں زندہ ہیں اور اس میں کسی کا اختلاف نہیں ہے اور امام بیہقی وغیرہ نے اس مسئلہ پر صرف باب ہی قائم نہیں کیا بلکہ مستقل رسالہ اور کتاب لکھ کر اس کو اجاگر کیا ہے اور اسی طرح دیگر کتب حدیث، شروح حدیث اور کتب فقہ و سیر وغیرہ میں اس مسئلہ پر خاصا مواد اور دلائل موجود ہیں جن سے انصاف و دیانت کی دنیا میں علمی طور پر اغماض اور اعراض نہیں کیا جاسکتا۔

(بحوالہ تسکین الصدور ص ۲۲۲ تا ۲۷۱)

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آتے ہیں اور آپ کو سلام کہتے ہیں کیا آپ ان کے سلام کو سمجھتے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہاں اور میں ان کو جواب بھی دیتا ہوں۔

مؤلف شفاء الصدور ص ۸۶ میں اس پر یہ اعتراض کرتے ہیں کہ یہ خواب ہے اور خواب شرعاً حاجت نہیں پھر اس کی سند میں عبدالرحمن بن ابی الرجال ہے تقریباً ۲۲۸ میں ہے۔ صدوق ربما اخطأ ولینہ ابو حاتمہ (محصلہ) الجواب بلاشبہ نرے خواب پر دین کے بارے اعتقاد نہیں کیا جاسکتا لیکن یہ خواب ان صحیح احادیث کے عین مطابق ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ثابت ہیں اور عبدالرحمن بن ابی الرجال کو امام احمد، ابن معین، مفصل غلامی اور دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں اور ابوداؤد دان کو یسبہ بن ابی ہاشم کہتے ہیں اور ابوزرعہ ان کو اشبہ (یعنی ثقہ راویوں کے مشابہ) کہتے ہیں اور ابو حاتم کہتے ہیں کہ وہ عبدالرحمن بن زید بن اسلم کی طرح ہیں اور ابن حبان ان کو کتاب الثقات میں لکھتے ہیں اور کہتے ہیں ربما اخطأ (تہذیب الہذیب ج ۹ ص ۱۶۹) جمہور کی توثیق کے بعد صرف ربما اخطأ کے جملہ سے ان کو ضعیف قرار دینا کوئی معنی نہیں رکھتا ویسے کون راوی ایسا ہے جس سے کبھی بھی خطا اور دہم نہ ہوا ہو الام من شاء اللہ تعالیٰ والعصمة بیدہ

اس سے معلوم ہوا کہ علماء نجد کے نزدیک آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روح مبارک کا جسد اطہر سے ایسا تعلق اور اتصال ہے جس کے سبب عند القبر سلام کہنے والے کا سلام آپ خود سن لیتے ہیں، اور اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ علماء نجد بھی آپ کی حیات برزخی کے قائل ہیں اور دور دراز سے قاصد کے ذریعہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک اور حضرات شیخین رحمۃ اللہ علیہ تک سلام پہنچانے کے بھی قائل ہیں۔

۳۵..... مولانا عبدالغفور صاحب غزنوی امرتسری رحمۃ اللہ علیہ مشکوٰۃ شریف کی ایک حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں:

کہ تو معلوم ہوا کہ کل پیغمبروں کے جسم زمین کے اندر سمجھ و سالم ہیں اور روح تو سب کی سلامت رہتی ہے پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مع جسم صحیح و سالم ہیں اور قبر شریف میں زندہ ہیں اور جو کئی قبر کے پاس درود یا سلام بھیجے تو آپ خود سن لیتے ہیں اگر دور سے

## مسئلہ سماع موتی کے بارے میں آیات مبارکہ

یہ آیات اس لیے درج کی جا رہی ہیں کہ بعض لوگ سماع موتی کے مسئلے میں بعض آیات سے غوام کو دھوکہ دیتے ہیں۔

### آیت نمبر ۱:

صَمُّهُمْ عَمٰی فَمَهْمُ لَا یَرْجِعُوْنَ ۝

بہرے ہو گئے اندھے ہیں سو وہ نہیں لوٹیں گے۔ (پارہ نمبر ۱ سورۃ البقرہ، آیت نمبر ۱۸)

### آیت نمبر ۲:

وَجَعَلْنَا لَهُمْ سَمْعًا وَابْصَارًا وَاَفْنَدْنٰهُمَا اَفَنٰی عَنْهُمْ سَمْعَهُمْ وَلَا ابْصَارَهُمْ وَلَا اَفْنَدْنٰهُمْ مِنْ شَیْءٍ اِذْ كَانُوْا یُحٰدِثُوْنَ بِآیٰتِ اللّٰهِ وَحَاقَ بِهِمْ مَا كَانُوْا یَسْتَهْزِءُوْنَ ۝ اور ہم نے انہیں کان اور آنکھیں اور دل دیئے تھے پھر نہ تو ان کے کان ہی کام آئے اور نہ ان کی آنکھیں ہی کام آئیں اور نہ ان کے دل ہی کچھ کام آئے کیونکہ وہ اللہ کی آیتوں کا انکار ہی کرتے رہے اور جس عذاب کا وہ ٹھٹھا کرنا کرتے تھے ان پر آن پڑا۔

(پارہ نمبر ۲۶، سورۃ الاحقاف، آیت نمبر ۲۶)

### آیت نمبر ۳:

وَلَقَدْ ذَرٰنَا لِجَهَنَّمَ کَثِیْرًا مِّنَ الْجِنِّ وَاِلٰی سَمْعِهِمْ لَا یَفْقَهُوْنَ بِهَا وَلَهُمْ اَعْمٰی لَا یُبْصِرُوْنَ بِهَا وَلَهُمْ اَذٰنٌ لَا یَسْمَعُوْنَ بِهَا اُولٰٓئِکَ کَانَ لَعَنَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ اُولٰٓئِکَ هُمُ الْغٰفِلُوْنَ ۝

اور ہم نے دوزخ کے لیے بہت سے جن اور آدمی پیدا کیے ہیں ان کے دل ہیں کہ ان سے سمجھتے نہیں اور آنکھیں ہیں کہ ان سے دیکھتے نہیں اور کان ہیں کہ ان سے سنتے نہیں وہ ایسے ہیں جیسے چوپائے بلکہ ان سے بھی گمراہی میں زیادہ ہیں۔ میں لوگ غافل ہیں۔

(پارہ نمبر ۹ سورۃ الاعراف، آیت نمبر ۱۷)

### آیت نمبر ۴:

اَوَلَمْ یَهْدِیْ لِلَّذِیْنَ یَشْرُوْنَ الْاَرْضَ مِنْۢ بَعْدِ اَهْلِهَا اِنْ لَّوْ شَاءَ اَصْبٰنَاهُمْ بِذُنُوْبِهِمْ وَنَطْبَعُ عَلٰی قُلُوْبِهِمْ فَمَهْمُ لَا یَسْمَعُوْنَ ۝

کیا ان لوگوں پر جو زمین کے وارث ہوئے ہیں وہاں کے لوگوں کے ہلاک ہونے کے بعد یہ ظاہر نہیں ہوا کہ اگر ہم چاہیں تو انہیں ان کے گناہوں کے سبب سے بچا لیں اور ہم نے ان کے دلوں پر مہر لگا دی ہے پس وہ نہیں سنتے۔ (پارہ نمبر ۹ سورۃ الاعراف، آیت نمبر ۱۰)

### آیت نمبر ۵:

کَتَبَ فِصْلَتَ اٰیٰتِهٖ قَرٰنًا عَرَبِیًّا لِّقَوْمٍ یَّعْلَمُوْنَ ۝ بَشِیْرًا وَنَذِیْرًا فَاَعْرَضَ اٰكْثَرُهُمْ فَمَهْمُ لَا یَسْمَعُوْنَ ۝

کہ جس کی آیتیں عربی زبان میں علم والوں کے لیے واضح ہیں خوشخبری دینے والی ڈرانے والی ہے پھر ان میں سے اکثر نے تو منہ ہی پھیر لیا پھر وہ سنتے بھی نہیں۔ (پارہ نمبر ۲۳، سورۃ حم السجدہ، آیت نمبر ۴)

### آیت نمبر ۶:

وَلَا تَكُوْنُوْا کَاذِبِیْنَ قَالُوْا سَمِعْنَا وَهُمْ لَا یَسْمَعُوْنَ ۝

اور ان لوگوں کی طرح نہ ہو جنہوں نے کہا ہم نے سن لیا اور وہ سنتے نہیں۔

(پارہ نمبر ۹، سورۃ الانفال، آیت نمبر ۲)

### آیت نمبر ۷:

وَاِذَا تُتْلٰی عَلَیْهِ اٰیٰتُنَا وَلٰی مُسْتَكْبِرًا کَانَ لَمْ یَسْمَعْهَا کَانَ فِیْٓ اُذُنَیْهِ وَقَرًا فَبَشِّرْهُ بِعَذَابٍ اَلِیْمٍ ۝

اور جب اس پر ہماری آیتیں پڑھی جاتی ہیں تو تکبر کرتا ہو مانند موز لیتا ہے جیسے اس نے شای نہیں گویا اس کے دونوں کان بہرے ہیں سواے دردناک عذاب کی خوشخبری دے۔

(پارہ نمبر ۲۱، سورۃ لقمان، آیت نمبر ۷)



يَسْمَعُ آيَاتِ اللَّهِ تَنْتَلِي عَلَيْهِ ثُمَّ يُصِرُّ مُسْتَكْبِرًا كَأَن لَّمْ يَسْمَعْهَا فَبَشِيرَةٌ  
بِعَذَابٍ إِلِيمٍ ۝

جو آیات الہی سنتا ہے جو اس پر پڑھی جاتی ہیں پھر ناحق تکبر کی وجہ سے اصرار کرتا ہے  
گویا کہ اس نے سنا ہی نہیں پس اسے دردناک عذاب کی خوشخبری دے دو۔

(پارہ ۲۵، سورۃ الجاثیہ آیت نمبر ۸)

أَمْ تَحْسَبُ أَنَّ أَكْثَرَهُمْ يَسْمَعُونَ أَوْ يَعْقِلُونَ إِنْ هُمْ إِلَّا كَالْأَنْعَامِ بَلْ هُمْ  
أَضَلُّ سَبِيلًا ۝

یا تو خیال کرتا ہے کہ اکثر ان میں سے سنتے یا سمجھتے ہیں یہ تو محض چوپایوں کی طرح ہیں  
بلکہ ان سے بھی زیادہ گمراہ ہیں۔ (پارہ ۱۹، سورۃ الفرقان آیت نمبر ۳۴)

وَمَا آتَتْ بِهَدْيٍ الْعُمِّي عَن صَلَاتِهِمْ إِنْ تُسْمِعُ إِلَّا مَنْ يُؤْمِنُ بِآيَاتِنَا فَهُمْ  
مُسْلِمُونَ ۝

اور نہ تو انہوں کو ان کی گمراہی دور کر کے ہدایت کر سکتا ہے تو ان ہی کو سنا سکتا ہے جو  
ہماری آیتوں پر ایمان لائیں سو ہی مان بھی لیتے ہیں۔

(پارہ ۲۰، سورۃ النمل، آیت نمبر ۸۱، پارہ ۲۱، سورۃ الروم، آیت نمبر ۵۳)

وَقَالُوا لَوْ كُنَّا نَسْمَعُ أَوْ نَعْقِلُ مَا كُنَّا فِي أَصْحَابِ السَّعِيرِ  
اور کہیں گے کہ اگر ہم نے سنا یا سمجھا ہوتا تو ہم دوزخیوں میں نہ ہوتے۔

(پارہ ۲۹، سورۃ الملک، آیت نمبر ۱۰)

مولانا سید نذیر حسین محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے جب حنفی مسلک چھوڑا اور کھل کر اپنے  
اصلی روپ میں آئے تو نواب قطب الدین محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے مسئلہ تقلید اور دوسرے  
مسائل پر ایک کتاب تئویر الحق لکھی۔

نواب محمد قطب الدین رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

لا مذہبوں نے نہ مانا اور لا مذہبی میں زیادہ مصر ہوئے اور نشست و برخاست سید  
صاحب (کے) پاس زیادہ رکھنے لگے اور سید صاحب کو ایسا اور غلاما یا اور اپنے ساتھ ساتھ  
سید بھی ان کی ممنونی و مشکوری میں لٹو بن کر ان کی حمایت کرنے لگے اور کہنے لگے کہ میں تو  
میں بائیس برس سے ایسا ہی تھا، پر کسی کو معلوم نہ تھا اور میں کیا کروں مجھ کو تو بوٹی سمجھتی ہے۔  
تب فقیر نے مسنون استخارہ کے بعد دوسرے ایک تئویر الحق اور دوسرا توفیر الحق لکھا۔

(مقدمہ حقۃ العرب و انجم ص ۷۶، ۷۷)

اس وقت تئویر الحق کا جو نسخہ ہمارے سامنے ہے اس کے ۲۶ × ۸/۲ سائز کے ۱۱۲  
صفحات ہیں اس کے صفحہ اول پر یہ تاریخ درج ہے۔ تاریخ بنفم ماہ ربیع الثانی ۱۲۸۳ ہجری،  
یوم یک شنبہ اور آخری صفحہ پر بھی یہی سن درج ہے۔ تئویر الحق کے دو باب ہیں پہلے باب  
میں مسئلہ تقلید بیان کیا ہے اور دوسرے باب میں چودہ مسئلے بیان کیے ہیں۔ پہلا مسئلہ بحث  
قتلین، دوسرا مسئلہ نماز فجر روشنی میں ادا کرنا، تیسرا مسئلہ نماز ظہر کا وقت، چوتھا مسئلہ آخری  
وقت ظہر، پانچواں مسئلہ جمع بین الصلاتین، چھٹا مسئلہ رفع یدین، ساتواں مسئلہ بسم اللہ ہر  
سورہ کا جز ہے یا نہیں۔ آٹھواں مسئلہ بسم اللہ بخفی پڑھنا، نوواں مسئلہ قرآن خلف الامام، دسواں  
مسئلہ جہری نماز میں سورۃ فاتحہ کا پڑھنا، گیارہواں مسئلہ سری نماز میں سورۃ فاتحہ کا پڑھنا،  
بارہواں مسئلہ آمین آہستہ کہنا، تیرہواں مسئلہ ناف کے نیچے ہاتھ باندھنا، چودھواں مسئلہ تین  
رکعات وتر۔ یہ نسخہ مطبع محمدی کا مطبوعہ ہے۔

ضروری وضاحت:

غیر مقلدین کی طرف سے کہا جاتا ہے کہ تنویر الحق شاہ محمد اسماعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب الحق الصریح اور تنویر العینین کے رد میں لکھی گئی تھی۔

جواب:

یہ بات بالکل غلط ہے۔ جن حضرات نے شاہ اسماعیل شہید کی یہ دونوں کتابیں پڑھیں ہیں اور پھر تنویر الحق بھی پڑھی ہو وہ تو یہ بات بالکل نہیں کہہ سکتا یہ صرف ایک دھوکہ ہے جو عوام کو دیا جاتا ہے تاکہ عوام یہ خیال کریں کہ نواب قطب الدین شاہ صاحب کے مخالف تھے۔ تنویر الحق میں کہیں بھی شاہ صاحب کا رد موجود نہیں بلکہ شاہ صاحب کا ذکر بڑے ادب و احترام سے کیا ہے اور اپنی تائید میں ان کی کتابوں کے اقتباسات نقل کیے ہیں۔ نواب صاحب تنویر الحق کے صفحہ ۱۱۱ پر لکھتے ہیں: چنانچہ مولوی محمد اسماعیل صاحب۔

دوسری بات یہ کہی جاتی ہے کہ یہ کتاب اصل میں مولوی محمد شاہ چغتائی کی ہے اور نواب قطب الدین کے نام سے شائع کر دی ہے۔

جواب:

خود نواب قطب الدین صاحب منصف تنویر الحق کے حوالہ سے ہم پہلے نقل کر چکے ہیں کہ میں نے دوسرے لکھے۔ جب آدمی خود اقرار کرے کہ یہ تحریر میں نے لکھی ہے۔ پھر بھی یہ کہنا کہ ان کے نہیں خالص جھوٹ نہیں تو اور کیا ہے۔

معیار الحق:

تنویر الحق کی اشاعت کے تقریباً کچھ عرصہ بعد مولانا مولوی نذیر حسین صاحب نے معیار الحق تصنیف کی۔ معیار الحق کیا ہے اس کا اندازہ تو انتصار الحق کے مطالعہ سے ہی ہوگا مگر ہم یہاں پر معیار الحق کے بارے میں چند باتیں ذکر کرتے ہیں جن سے مولانا نذیر حسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے علم کی قلعہ کھلتی ہے۔

(۱)..... میان نذیر حسین رحمۃ اللہ علیہ نے تنویر الحق کا جواب لکھنا شروع کیا لیکن اپنے میں اتنی استعداد کہاں تھی۔ اس لیے محمد حسین نو مسلم کو ساتھ ملایا۔ دیکھیے مدار الحق ص ۵۸ اور محمد

حسین بٹالوی تو اس کو اپنی کتاب ہی کہتا تھا۔ دیکھیے اشاعت النض ۳۳۶، ۳۳۷ ج ۲۲)

(۲)..... میاں صاحب کی علمی استعداد کا یہ حال ہے کہ شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کی طرف القول البدیع کو منسوب کر دیا۔ ص ۵۳

(۳)..... ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت کو علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت قرار دے دیا۔

(۴)..... (۷۰، ۵، ۴)..... امام ابن خلیکان، ابن حجر عسقلانی، امام نووی، علامہ ابن طاہر رحمۃ اللہ علیہ کی عبارات میں ایسی قطع و برید کی کہ گویا یہ حضرات امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کو تابعی نہیں مانتے حالانکہ یہ سب امام صاحب کی تابعیت کے قائل ہیں۔

(۸)..... میاں صاحب لکھتے ہیں کہ قتادہ نے مسائل سے کہا کہ محمد بن اسماعیل (بخاری) کو امام احمد سمجھ لے۔ معیار الحق ص ۲۶ جب کہ امام بخاری حضرت قتادہ کی وفات کے ۷۶ سال بعد پیدا ہوئے اور امام احمد قتادہ کی وفات سے ۴۲ سال بعد پیدا ہوئے۔

(۹)..... (۱۱، ۱۰، ۹)..... اساء الرجال کے بارہ میں استعداد کا یہ حال تھا کہ ایک حدیث جس کا راوی سلیمان بن مہران الانعاش صحاح ستہ کا اجماعی شخص تھا اس کو ضعیف ثابت کرنے کے لیے اس راوی کو سلیمان بن ارقم قرار دے دیا۔ (ص ۲۲۵) اور خالد بن حارث کو خالد بن مخلد قرار دے دیا اور ایک حدیث کا انکار کرنے کے لیے اسامہ بن زید اللشبی کو اسامہ بن زید العدوی قرار دے دیا۔ (ص ۲۳۳) اور ص ۲۱۹ پر حدیث کے یہ الفاظ نقل کیے ہیں۔ سبار میلین او ثلاثہ اور ترجمہ کیا ہے دو تین کو سب مافطین۔ حالانکہ ایک کو تین میل کا ہوتا ہے۔ فسوس اس کم استعداد پر بھی ان کو شیخ الکل کہا جاتا ہے۔

معیار الحق شائع ہونے کے بعد اس کے تین جواب ساہمنہ آئے۔

(۱)..... انتصار الحق مصنف مولانا ارشاد حسین رامپوری

(۲)..... مدار الحق مصنف مولانا محمد شاہ چغتائی

یہ دونوں کتابیں لاہور سے شائع ہو چکی ہیں۔

(۳)..... تنقید السدید فی بیان التعلید مصنف مولانا سدید الدین دہلوی بن مولانا

رشید الدین دہلوی۔ یہ کتاب مدرسہ نفعۃ العلوم کے کتب خانہ میں موجود ہے۔ احقر نے

کمل پڑھی ہے۔

غیر مقلدین کی طرف سے ہماری معلومات کے مطابق تنقید السدید اور مدار الحق کا تو کوئی جواب منظر عام پر نہیں آیا۔ البتہ انتصار الحق کے چھوٹے چھوٹے تین جواب شائع ہوئے تھے، ہم ہر شخص کو دعوت دیتے ہیں کہ وہ انتصار الحق کا مطالعہ بھی کریں اور اس کے تینوں جواب بھی پڑھیں۔ ان شاء اللہ حقیقت واضح ہو جائے گی۔ مگر انصاف شرط ہے۔  
(از سید مشتاق علی)

# سیف محمدی پر ایک نظر

اس رسالہ میں مشہور غیر مقلد عالم دین حضرت مولانا محمد بن ابراہیم مہسن جو ناگزہی رحمۃ اللہ علیہ کے ان پچاس اعتراضات کے جوابات دیے گئے ہیں جو انہوں نے فقہ حنفی کی کتاب درمختار پر کیے تھے۔

جمع و ترتیب

پیر جی سید مشتاق علی شاہ

ناشر

پیر جی سید عبادتین محلہ گوہنڈہ، گلی نمبر ۸، کان نمبر ۶/۳، کالج روڈ

گوجرانوالہ، پنجاب، پاکستان

فون نمبر: 0333-8182910



## فہرست مضامین

صفحہ	عنوان
7	اعتراض نمبر ۱ جانور کے ساتھ بد فعلی کرنے سے غسل نہیں آتا
8	اعتراض نمبر ۲ مردہ عورت کے ساتھ بد فعلی کرنے سے وضو نہیں ٹوٹتا
8	اعتراض نمبر ۳ تا بالغ، غیر خواہش مند لڑکی کے ساتھ زنا کرنے سے وضو نہ جائے
10	اعتراض نمبر ۴ عورت کی شرمگاہ کی رطوبت پاک ہے
11	اعتراض نمبر ۵ باکرہ عورت کے پاس جائے اور اس کا بکر زائل نہ ہو تو غسل نہیں
11	اعتراض نمبر ۶ انسان کی کھال کو بھی اگر دباغت دی جائے تو پاک ہو جاتی ہے
12	اعتراض نمبر ۷ کتے کی کھال بھی دباغت کے بعد پاک ہے
14	اعتراض نمبر ۸ ہاتھی کا چمڑا بھی پاک ہے
15	اعتراض نمبر ۹ کتاب تہی وغیرہ کی کھال ذبح کرنے سے بھی پاک ہو جاتی ہے
15	اعتراض نمبر ۱۰ کتاب جس میں اہلین نہیں
16	اعتراض نمبر ۱۱ کتے کی کھال کی جانماز بنانی بھی جائز ہے
16	اعتراض نمبر ۱۲ کتے کی کھال کا ڈول بنانا بھی جائز ہے

## جملہ حقوق بحق مرتب و ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب	سیف محمدی پراپک نظر
جمع و ترتیب	پیر جی سید مشتاق علی شاہ
کمپوزنگ	ماہیر گرافکس
پائل	0333-8276791
صفحات	حافظ مجاہد
تاریخ طبع اول	48
	مئی 2018ء

ملنے کے پتے

- 1..... پیر جی عبدالستین محلہ گوبند گڑھی گلی نمبر ۸ مکان نمبر C/136 گوجرانوالہ
- 2..... مکتبہ الفرقان اردو بازار گوجرانوالہ
- 3..... مکتبہ امام اہل سنت مرکزی جامع مسجد گوجرانوالہ عقب شیر انوالہ باغ
- 4..... مکتبہ اہل سنت والجماعت مرکز اہل سنت چک 87 جنوبی سرگودھا

صفحہ	عنوان
17	اعتراض نمبر ۱۳ اگر کوئی مہی کتا گر پڑا اور زندہ نکال لیا گیا اور اس کا منہ پانی کو نہیں لگا تو کنویں کا پانی نہیں بگڑتا
19	اعتراض نمبر ۱۴ بھیکے ہوئے کتے نے اگر پھر بری لی اور اس کی چھینٹیں پکڑوں پر آئیں تو کیزا ناپاک نہیں ہوتا
19	اعتراض نمبر ۱۵ کتے نے اگر کپڑے پر کا کا جب تک اس کا تھوک نہ دیکھا جائے وہ بھی پاک ہے
20	اعتراض نمبر ۱۶ بڑے کتے کو کھا کر نماز پڑھنے سے نماز فاسد نہیں ہوتی
21	اعتراض نمبر ۱۷ کتے کے بال جنہی مذہب میں بالاتفاق پاک ہیں
22	اعتراض نمبر ۱۸ پیا سے آدمی کو رخصت ہے کشراب پی لے
22	اعتراض نمبر ۱۹ اسے امام بنایا جائے جس کی جو ر د بہت زیادہ خوبصورت ہو
23	اعتراض نمبر ۲۰ امام اسے بنایا جائے جس کا سر بڑا ہوا اور عضو یعنی ذکر چھوٹا ہو
24	اعتراض نمبر ۲۱ اگر روزہ دار روزے کی حالت میں شرمگاہ کے ہوا اور کہیں جامعہ کرے اور انزال نہ ہو تو روزہ نہیں ٹوٹتا
25	اعتراض نمبر ۲۲ زنا کا خوف ہو اور مشت زنی کر کے اپنے ہاتھ سے مٹی نکال ڈالے تو امید ہے کہ اسے کچھ وبال نہ ہوگا
26	اعتراض نمبر ۲۳ مشت زنی کرنے سے بھی ایسی حالت میں روزہ فاسد نہیں ہوتا
27	اعتراض نمبر ۲۴ اگر کوئی شخص چوپائے جانور (گائے بھینس بکری وغیرہ) کے ساتھ براکام کرے تو بھی ایسی حالت میں روزہ نہیں جاتا
28	اعتراض نمبر ۲۵ اگر میت کے ساتھ بدفعلی کرے تو بھی روزہ نہیں بگڑتا

صفحہ	عنوان
29	اعتراض نمبر ۲۶ نشدی حالت میں اپنی بیٹی کا بوسہ لے لیا تو اس کی بیوی اس پر حرام ہوگئی
29	اعتراض نمبر ۲۷ اگر کسی نے (بہسی مذاق میں جھوٹ) کہہ دیا کہ میں نے اپنی ساس سے جماعت کی تو اس کی بیوی اس پر حرام ہوگئی
30	اعتراض نمبر ۲۸ عورت نے نکاح کا چھوٹا دعویٰ کیا تو اس شخص کو اس عورت سے ملنا چاہنا ہلکا کرنا وغیرہ مبطلال ہے
31	اعتراض نمبر ۲۹ ای طرح ایک عورت نے ایک عورت پر چھوٹا دعویٰ کیا تو اس مرد کا اس عورت سے محبت کرنا حلال ہے
31	اعتراض نمبر ۳۰ اگر کسی عورت نے چھوٹا دعویٰ کیا کہ اس کے خاندان نے طلاق دے دی اور چھوٹے گواہ پیش کر دیئے تو اس پر طلاق نہیں پڑی
31	اعتراض نمبر ۳۱ یعنی اس چھوٹی طلاق کی جس چھوٹے گواہ نے گواہی دی، اسے بھی اس عورت سے نکاح کرنا حلال ہے
32	اعتراض نمبر ۳۲ یعنی چار مہینے سے پہلے حل کو گرا دینا مباح ہے
34	اعتراض نمبر ۳۳ میں صورتوں میں مرد کو بھی (عورت کی طرح) عدت گزارانی پڑے گی
35	اعتراض نمبر ۳۴ اگر حرمات ابدیہ سے نکاح کر لیا تو حد نہیں
35	اعتراض نمبر ۳۵ دوسرے کی نکاحا بیوی سے نکاح کیا اور جامعہ کی تو بھی اس پر حد نہیں
36	اعتراض نمبر ۳۶ دوسرے کی عدت میں بیٹھی ہوئی عورت سے نکاح کر کے دہلی کی تو بھی حد نہیں
38	اعتراض نمبر ۳۷ یعنی چوپائے کے ساتھ بدفعلی کرنے سے بھی حد نہیں ماری جائے گی

اعتراض نمبر ۳۸

یعنی اٹلام (لوٹے بازی) کرنے سے بھی حد نہیں

اعتراض نمبر ۳۹

یعنی حرابی کافروں یا یاغیوں کی سلطنت میں زنا کرنے سے بھی حد نہیں

اعتراض نمبر ۴۰

ناپاک غیر مکلف مرد اگر بالغ مکلف عورت سے زنا کرے تو دونوں پر حد نہیں

اعتراض نمبر ۴۱

جس عورت کو زنا کاری کے لیے اجرت دی ہو اور اس سے زنا کرے تو اس پر حد نہیں

اعتراض نمبر ۴۲

آزاد عورت سے زنا کیا پھر کہہ دیا کہ میں نے تو اسے خریدا ہے تو اس پر بھی حد نہیں

اعتراض نمبر ۴۳

اگر کسی لوٹری کو غصب کر لیا پھر اس سے زنا کاری کی پھر قیمت کا ضامن ہو گیا تو

اس پر بھی زنا کی حد نہیں

اعتراض نمبر ۴۴

خلیفہ مسلمان آزاد بادشاہ پر بھی زنا کاری وغیرہ کی حد نہیں لگائی جائے گی

اعتراض نمبر ۴۵

غلام اور آقا کے درمیان سودی لین دین میں کوئی حرج نہیں ہے

اعتراض نمبر ۴۶

۳۶: یعنی حرابی کافر سے مسلمان سود لے سکتا ہے کوئی حرج نہیں

اعتراض نمبر ۴۷

حرابی کافروں کے مال دار الحرب میں مباح ہیں

اعتراض نمبر ۴۸

گناہ کے کاموں پر بغیر شرط کے اجرت اور بدلہ لینا مباح ہے

اعتراض نمبر ۴۹

رہنہ اگر جسم سے لگتا ہو تو پہننا حرام ہے اور اگر کسی کپڑے کے اوپر کپڑا مرد پہنے تو حرام نہیں

اعتراض نمبر ۵۰

سورہ امام ابو حنیفہ کے نزدیک نجس العین نہیں یعنی سورتا پاک نہیں

اعتراض نمبر ۵۱

سورہ امام ابو حنیفہ کے نزدیک نجس العین نہیں یعنی سورتا پاک نہیں

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اعتراض نمبر ۱:

ولا عند وطی بھیمة ”یعنی جانور کے ساتھ بد فعلی کرنے سے نہ تو غسل آتا ہے،

نہ وضو ملتا ہے جب تک انزال نہ ہو۔“ (در مختار مطبوعہ دارالکتب مصر جلد اول ص ۱۲۲)

(سیف محمدی ص ۷ مطبوعہ مکتبہ محمدیہ اردو بازار لاہور)

جواب:

میں کہتا ہوں کہ معترض نے اس مسئلہ کو اگر کسی آیت یا حدیث کے خلاف سمجھا ہے تو وہ

آیت یا حدیث لکھے۔ جب حضور ﷺ نے چوپایہ کے ساتھ شہوت رانی کرنے والے بلا

انزال غسل کا حکم نہیں دیا تو فقہاء پر طغی کرنے سے شرم کرنا چاہیے۔ فقہاء نے کیا برا کیا کہ بوجہ

فقدان دلیل وجہ غسل کا حکم نہیں دیا۔

امام بخاری رحمہ اللہ کے نزدیک تو عورت کے ساتھ جماع کرنے والے پر بھی بلا انزال

غسل لازم نہیں۔ چنانچہ انہوں نے اپنی صحیح میں اندریں صورت غسل کو ”أحوط“ فرمایا ہے تو

دلی بیہودہ بلا انزال کس دلیل سے غسل لازم سمجھا جاتا ہے؟

مسلم شریف میں حدیث ہے رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ پانی، پانی سے ہے۔ یعنی

غسل مٹی کے نعلے سے لازم ہوتا ہے۔ اس حدیث کو نسخ نہ کہا جائے کیوں کہ اس کے نسخ پر

اجماع نہیں۔ امام بخاری اس کو نسخ نہیں مانتے۔ اس حدیث کے ہوتے ہوئے غیر مقلدین

کس منہ سے اس مسئلہ پر اعتراض کرتے ہیں۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ انزال مٹی موجب غسل ہے۔ جیسا کہ حدیث مسلم سے ظاہر

ہے لیکن خروج مٹی بھی تو حقیقتاً ہوتا ہے اور کبھی حکماً۔ حقیقتاً تو ظاہر ہے حکماً اس وقت پایا جاتا

ہے جب کہ سبب کامل ہو اور سبب کامل فیہوت خشہ ہے ایسے محل میں جو عادتاً شہتی موجب

کہ خروج بہائم ایسا نہیں۔ اس صورت میں سمیت ناقص ہوئی۔ خروج مٹی نہ حقیقتاً پایا گیا اور

نہ حکماً۔ تو غسل لازم ہونے کی کوئی وجہ نہ ہوئی۔ کیوں کہ مرغوب باطلع کے جماع سے یا

انزال سے لذت کاملہ ہوتی ہے۔ جب کل ہی مرغوب طبع نہ ہو تو بدون انزال کمال لذت



نہیں۔ اس لیے غسل بھی لازم نہیں۔

ناظرین انصاف کریں کہ جب ہم یہ دیکھتے ہیں کہ دنیا میں ایسے واقعات پیش آتے رہتے ہیں حضرات فقہاء نے ان مسائل کو واضح کر دیا اگر کسی سے ایسا فعل صادر ہو تو غسل کا مسئلہ کیا ہوگا؟ چاہیے تو یہ تھا کہ ہم فقہاء کے شکر گزار ہوتے کہ انہوں نے متوقع حالات کو سمجھ کر مسائل واضح کر دیے۔ ہم ان پر الناطعین کریں تو کیا یہ ناشکری نہیں؟

ایک شبہ:

کوئی یہ نہ سمجھ بیٹھے کہ فقہاء کے نزدیک چوپایہ سے بدفعی کرنا جائز ہے اور اس کی سزا کوئی نہیں۔ معاذ اللہ، فقہاء رحمہم اللہ نے اس کی سزا کتاب الحدود میں بیان فرمائی ہے۔ من شاء فلینظر

اعتراض نمبر ۲:

درمختار مطبوعہ دارالکتب مصر جلد اول میں ہے اومیتہ یعنی اسی طرح مردہ عورت کے ساتھ بدفعی کرنے سے بھی نہ وضو ٹوٹتا ہے نہ غسل لازم ہوتا ہے، جب تک انزال نہ ہو۔ (سیف محمدی ص ۲۱)

جواب:

میں کہتا ہوں کہ اس مسئلہ کے برخلاف اگر کسی کے پاس کوئی آیت یا حدیث ہو تو پیش کرے۔ یہاں بھی خروج منی نہ حقیقتاً پایا گیا نہ حکماً نہ مکمل مشتمی نہیں۔ اس لیے بدون انزال غسل واجب نہیں۔

اعتراض نمبر ۳:

درمختار مصری جلد اول ص ۱۲۲ میں ہے او صغیرۃ غیر مشتبہۃ ”یعنی اسی طرح نابالغ غیر خواہش مند لڑکی کے ساتھ زنا کرنے سے وضو جائے نہ غسل آئے جب تک انزال نہ ہو۔ (سیف محمدی ص ۲۲)

جواب:

میں کہتا ہوں کہ ایڈیٹر محمدی کا یہ بہتان ہے جو اس نے یہاں لفظ زنا زیادہ کر دیا۔

درمختار کے الفاظ یہ ہیں: او صغیرۃ غیر مشتبہۃ کیا صغیرۃ غیر مشتبہات انہی عورت ہی ہو سکتی ہے؟ اپنی بیوی نہیں ہو سکتی؟ کس قدر بے باکی ہے کہ عوام کو مغالطہ میں ڈالنے کے لیے اپنی طرف سے لفظ زنا داخل کر دیا۔

اس مسئلہ میں حضرات فقہاء رحمہم اللہ نے تصریح فرمائی ہے کہ صحیح یہ ہے کہ اگر ایلاج ممکن ہو تو غسل واجب ہے۔

چنانچہ شامی جلد اول ص ۱۲۲ میں علامہ شامی فرماتے ہیں:

والصحيح انه اذا امكن الايلاج في محل الجماع من الصغيرة ولم يفضها فهي ممن تجماع فيجب الغسل.

بجرا لائق جلد اس ۶۰ میں ہے:

وقد حكى عن السراج الوهاج خلافا لو وطى الصغيرة التي لا تستهي فممنهم من قال يجب مطلقاً ومن عم من قال لا يجب مطلقاً والصحيح انه اذا امكن الايلاج في محل الجماع من الصغيرة ولم يفضها فهي ممن تجماع فيجب الغسل.

مراتی الفلاح شرح نور الایضاح میں ہے:

ويلزم بوطى صغيرة لا تستهي ولم يفضها لانها صارت ممن تجماع في الصحيح.

علامہ طحاوی حاشیہ مراتی الفلاح ص ۷۵ میں لکھتے ہیں:

هذا هو الصحيح

یعنی صغیرۃ غیر مشتبہۃ کے ساتھ وطی کرنے سے جب کہ درمیان کا پردہ چھٹ کر دونوں راہیں ایک نہ ہوں اور مکمل جماع میں ایلاج ممکن ہو تو غسل واجب ہو جاتا ہے اور یہی صحیح ہے۔ پس معترض کی آنکھوں پر اگر تعصب کی عینک نہ ہوتی تو اسے فقہاء کی یہ تصریحات نظر آ جاتیں۔ پھر ایسا نہ لکھتا۔

اعتراض نمبر ۴:

درمختار مصری جلد اول ص ۱۲۳ میں ہے رطوبتہ المفرج طاهرة عندہ یعنی امام صاحب کے نزدیک عورت کی شرمگاہ کی رطوبت پاک ہے۔ (سیف محمدی ص ۲۵)  
جواب:

میں کہتا ہوں کاش آپ نے اس کے شخص ہونے پر کوئی آیت یا حدیث لکھی ہوتی۔ اگر کوئی نہیں تو شوکانی کا یہ قول آپ کو یاد ہونا چاہیے۔ والاصل الطہارۃ کہ اصل طہارت ہے یعنی جب تک کسی چیز کی نجاست پر کوئی دلیل نہ ہو وہ چیز پاک ہوتی ہے۔ اس پر نجاست کا حکم لگانا درست نہیں۔

مولوی وحید الزمان نے نزل الابراہمن فقہ النبی المختار لکھ کر وہابیوں پر احسان کیا ہے وہ اس کتاب کی پہلی جلد ص ۴۹ میں رطوبت فرج کو پاک لکھتے ہیں۔ اگر وحید الزمان پر کچھ اعتراض ہو تو سنیے!

علامہ نووی شرح صحیح مسلم ج ۱ ص ۱۴۰ میں لکھتے ہیں:

قد استدلل جماعة من العلماء بهذا الحديث على طهارة رطوبة فرج المرأة وفيها خلاف مشهور عندنا و عند غيرنا و الاظهر طهارتها.  
فرمایے! اب تو آپ کے گھر کا مسئلہ نکل آیا۔ علامہ نووی رطوبت فرج کی طہارت کو اظہر فرماتے ہیں۔

اسی شرح مسلم ص ۱۵۵ میں نووی لکھتے ہیں:

هذا هو الاصح عند اكثر اصحابنا  
ہمارے اکثر اصحاب کے نزدیک یہی صحیح ہے۔

مولوی ثناء اللہ امرتسری اخبار اہل حدیث ۱/۶ جولائی ۱۹۰۹ء میں لکھتے ہیں:

رطوبت منسل مذی ہے اور مذی سے بموجب حدیث شریف وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ البتہ اس کی ناپاکی کا ثبوت نہیں۔ دھو ڈالے تو افضل ہے۔

فرمایے! یہ گواہی تو آپ کے اپنے گھر سے ہے۔ تو کیا اب بھی آپ اس مسئلہ کو حیا

سوز اور شرمناک لکھیں گے؟ فقہاء پر اعتراض کرنے سے پہلے اپنے گھر کی خبر لیجیے!  
اعتراض نمبر ۵:

درمختار مصری جلد اول ص ۱۲۳ میں ہے لو اتی عذراء ولم یزل عذرتھا یعنی اگر کسی باکرہ عورت کے پاس جائے اور اس کا کبرز اکل نہ ہو تو اس پر بھی غسل نہیں۔ (سیف محمدی ص ۲۷)  
جواب:

میں کہتا ہوں کہ درمختار میں اس کی وجہ بھی مذکور ہے۔

فانھا تمنع النقاء الختانین

کہ بکارت مرد اور عورت کے ختنہ گاہوں کے ملنے سے مانع ہے۔ فرج میں دخول خشع ممکن نہیں۔ تو بکارت کا باقی رہنا عدم ایلاج کی دلیل ہے۔ ایسی حالت میں جب کہ انزال نہ ہو۔ غسل واجب ہونے کی کوئی وجہ نہیں۔

من ادعی خلافہ فعليه البيان.

اعتراض نمبر ۶:

درمختار مصری جلد اول ص ۱۵۰ میں ہے ولو دبغ طهر یعنی انسان کی کھال کو بھی اگر دباغت دی جائے تو پاک ہو جاتی ہے۔ (سیف محمدی ص ۲۸)  
جواب:

افسوس کہ مقترض کو اگلی عبارت نظر نہ آ سکی جو یہ ہے:

وان حرم استعماله

صاحب درمختار فرماتے ہیں کہ انسان کا چمڑہ رنگنے سے گو پاک ہو جاتا ہے لیکن اس کا استعمال حرام ہے۔

اس مسئلہ میں فقہاء کا اختلاف ہے۔ بعض تو انسان کے چمڑے کو قابل دباغت ہی نہیں سمجھتے اور بعض قابل دباغت تو سمجھتے ہیں لیکن دباغت دینا اس سے نفع اٹھانا بالاقفاق منع مانتے ہیں۔

شیخ عبدالحی عذرة الراعیہ میں فرماتے ہیں کہ اس بات پر سب کا اتفاق ہے کہ اگر دباغت دی جائے تو پاک ہو جاتا ہے لیکن انسان کا چہرہ اتارنا یا اس کو دباغت دینا حرام ہے۔ بخاری میں ابن حزم کے حوالے سے اس پر اجماع مسلمین لکھا ہے۔

رہی یہ بات کہ اگر دباغت دی جائے تو پاک ہو جاتا ہے یا نہیں؟ حضرات فقہاء فرماتے ہیں کہ پاک ہو جاتا ہے۔ بخاری شریف میں تو مسلمان زندہ اور مردہ کو پاک لکھا ہے۔ رہا کافر۔ حافظ ابن حجر نے فتح الباری میں کافروں کی نجاست کو نجاست اعتقادی لکھا ہے۔ نواب صدیق حسن بھی الروضة الندیہ میں اسی طرح لکھتا ہے۔

وہابیوں کا سرغنہ وحید الزمان نزل الابرار میں لکھتا ہے:

واستثنی بعض اصحابنا جلد الخنزیر والادمی والصحيح عدم الاستثناء

ہمارے بعض اصحاب (غیر مقلدوں) نے خنزیر اور آدمی کا چمڑا (حدیث ایما اہاب دبیغ فقد طهر) سے مستثنیٰ کیا ہے لیکن عدم الاستثناء صحیح ہے۔ پھر آگے لکھتا ہے:

وجلد الادمی طاهر الا انه لا يجوز استعماله لكونه محترما

آدمی کی جلد پاک ہے لیکن اس کے محترم ہونے کے باعث اس کا استعمال جائز نہیں۔

اب ہم معترض سے پوچھتے ہیں کہ مسئلہ بھی آپ کے گھر سے ہی نکل آیا۔ اب وحید الزمان کے بارے میں کیا خیال شریف ہے؟ ممکن ہے آپ یہ کہہ دیں کہ ہم وحید الزمان کے مقلد نہیں۔ آپ لوگوں کی یہ عادت بھی کیا خوب ہے۔ چلے! آپ اس مسئلہ کے خلاف قرآن کی کوئی آیت یا حدیث پیش کر دیں جس میں انسان کی کھال کو دباغت کے باوجود نجس لکھا ہو۔

اعتراض نمبر ۱:

وافاد لامه طهارة جلد کلب

یعنی کتے کی کھال بھی دباغت کے بعد پاک ہے۔ (در مختار مصری جلد اول ص ۱۵۰)

(سیف محمدی ص ۴۰)

جواب:

میں کہتا ہوں کہ حضور ﷺ نے فرمایا ہے:

ایما اہاب دبیغ فقد طهر (رواہ الترمذی)

جس چمڑے کو دباغت دی جائے وہ پاک ہو جاتا ہے۔

صحیح مسلم میں ہے:

اذا دبیغ الہاب فقد طهر

جب چمڑے کو دباغت دی جائے تو وہ پاک ہو جاتا ہے۔

مردار کے چمڑے کے بارے میں بھی حضور ﷺ نے فرمایا ہے:

هلا اخذتم اہابها قد فتموه

تو حدیث ایما اہاب ..... اپنے عوم میں کتے کی کھال کو بھی شامل ہے۔ وہابیوں کا بڑا

عالم شمس الحق عظیم آبادی، عون المعبود شرح سنن ابی داؤد کی جلد چہارم ص ۱۱۳ میں لکھتا ہے:

والحدیث دلیل لمن قال ان الدباغ مطهر جلد ميتة كل حيوان کما

لیفیده لفظ عموم کلمة ایما وکذا لفظ الہاب لیشتمل بعمومہ جلد

الماکول اللحم وغیرہ

یہ حدیث اس شخص کے لیے دلیل ہے جو یہ کہتا ہے کہ دباغت ہر حیوان مردہ کے

چمڑے کو پاک کرنے والی ہے جیسے ایما کا عموم اس کا فائدہ دیتا ہے اور اسی طرح لفظ اہاب

اپنے عموم کے لحاظ سے حلال اور حرام کے چمڑے کو شامل ہے۔

پس معترض کا یہ اعتراض فقہاء پر نہیں بلکہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر آتا ہے کیوں کہ

آپ ﷺ نے اس حدیث میں کسی چمڑے کو مستثنیٰ نہیں فرمایا۔ ہاں اگر کسی روایت صحیحہ میں

کتے کی کھال کا استثناء آیا ہو تو اسے بیان کیا جائے۔

حدیث نہی عن جلود مسباع میں احتمال ہے کہ نبی قبل از دباغت پر محمول ہو

چنانچہ وہابیوں کا بزرگ عون المعبود جلد ۱ ص ۱۱ میں بخاری شوالی لکھتا ہے:

شوالی صاحب وہی ہیں جن سے نواب صدیق حسن مدد مانگتے ہوئے کہتا ہے:



زمرہ رائے در افتاد بارباب سنن شیخ سنت مدوے قاضی شوکان مدوے

قال الشوکانی ما حصلہ ان الاستدلال بحديث النهی عن جلود السباع وما فی معنا علی ان الدبائح لا يطهر جلود السباع بناء علی انه مخصص للاحادیث القاضیه بان الدبائح مطهر علی العموم غیر ظاهر لان غایتہ ما فیہ مجرد النهی من الانتفاع ولا مازمتہ بین ذالک و بین النجاسة کما لا ملازمتہ بین النهی عن الذہب والحریر و نجاستہما.

شوکانی نے کہا حدیث نہی عن جلود السباع سے یہ استدلال کی دباغت جلود سباع کو پاک نہیں کرتی اور یہ حدیث ان احادیث کی تخصص ہے جس میں دباغت کو کلی العموم مطہر فرمایا ہے۔ ٹھیک نہیں کیوں کہ حدیث نہی عن جلود السباع میں زیادہ سے زیادہ نہی عن الانتفاع ہے جب کہ نہی عن الانتفاع اور نجاست میں کوئی لزوم نہیں (یعنی جس چیز سے انتفاع کی نہی ہو لازماً نہیں کہ وہ نجس ہو) جس طرح (مرد کے لیے) سونے اور چاندی کے استعمال کی نہی ہے۔ لیکن نجاست نہیں۔

پس اس حدیث سے جلود سباع کا دباغت کے بعد بھی نجس ہونا ثابت نہیں ہوتا۔  
اعتراض نمبر ۸:

در مختار میں ہے وفیل یعنی اسی طرح ہاتھی کا چڑا بھی پاک ہے۔

(در مختار مصری جلد اول ص ۱۵۰) (سیف محمدی ص ۳۵)

جواب:

میں کہتا ہوں کہ حدیث ایما اھاب دیع فقد طھر کا عموم اس کو بھی شامل ہے۔ اگر کسی دہائی کے پاس کوئی ایسی حدیث ہو جو ہاتھی کے چڑے کا دباغت کے باوجود نجس ہونا ثابت کرے تو وہ حدیث پیش کی جائے۔

بیہقی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہاتھی کے دانت کی کنگھی استعمال فرمایا کرتے تھے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ہاتھی نجس العین نہیں ورنہ حضور اس کے دانت کی کنگھی کبھی استعمال میں نہ لاتے۔ جب ثابت ہوا کہ ہاتھی نجس

العین نہیں تو اس کا چڑہ دباغت کے بعد کیوں ناپاک ہوگا۔ من ادعی خلاف ذالک  
لعلیہ البیان  
اعتراض نمبر ۹:

در مختار مصری میں ہے طھر بذکوة یعنی (کتابا بھی وغیرہ درندے اور اڑام جانور)  
کی کھال ذبح کرنے سے بھی پاک ہو جاتی ہے۔ (در مختار مصری جلد اول ص ۱۵۰)  
(سیف محمدی ص ۳۸)

جواب:

میں کہتا ہوں کہ کیا آپ کے پاس کوئی دلیل ہے کہ ذبح سے چڑہ پاک نہیں ہوتا ورنہ اصل طہارت ہے۔ ذبح، ازالہ رطوبت، جسد میں دباغت کا کام دیتا ہے۔ (اس مسئلہ کی تفصیل ہدایہ پر اعتراضات کے جوابات میں ملاحظہ فرمائیے)  
اعتراض نمبر ۱۰:

لیس الکلب بنحس العین عند الامام یعنی الامام ابوحنیفہ کے نزدیک کتاب نجس  
العین نہیں یعنی وہ خود سارا سا کانا پاک نہیں۔ (در مختار جلد اول ص ۱۵۲)  
(سیف محمدی ص ۵۱)

جواب:

اس اعتراض کا مفصل جواب ہدایہ پر اعتراضات کے جوابات میں گزر چکا ہے۔ کتے کا گوشت اور خون بالاتفاق پلید ہے۔ فقہ کی کتاب میں اس کے گوشت یا خون کو کسی نے پاک نہیں لکھا۔ البتہ آپ غیر مقلدین کے دحیہ الثرمان صاحب کتے کو پاک لکھتے ہیں۔ اسی طرح آپ کے نواب صدیق حسن بدور الابلہ میں کتے کے گوشت، ہڈی، خون، بال اور پسینے کو پلید نہیں سمجھتے۔ عرف الجادی میں بھی کتے اور خنزیر کو نجس العین نہیں سمجھا گیا۔ امام بخاری اور امام مالک کتے کو پاک سمجھتے ہیں۔ کیا یہ دونوں اہل حدیث نہیں؟

فتح الباری جلد اول ص ۱۳۸ میں مالکیہ کا مذہب لکھا ہے:

لکون الکب طاهر عندهم کہ کتابا لکیہ کے نزدیک پاک ہے۔

امام شمعانی میزان میں فرماتے ہیں:

ومن ذلك قول الامام الشافعي واهدو ابى حنيفه بنجاسة الكلب مع  
قول الامام مالك بطهارته  
فتح الباری ص ۱۴۰ میں ہے:

وانما ساق المصنف هذا الحديث هنا ليستدل به مذهبه في طهارة  
سؤر الكلب.

یعنی بخاری اس حدیث کو اس لیے لائے ہیں تاکہ کہتے کے جوٹھے کے پاک ہونے پر  
اپنے مذہب کے لیے استدلال کریں۔

کہیے جناب! امام مالک اور امام بخاری کے بارے میں کیا خیال ہے؟

اپنے وحید الزمان اور نواب صدیق حسن خان کے بارے میں کیا رائے ہے؟ لیکن  
افسوس کہ آپ کو تو صرف اور صرف امام اعظم سے ہی بغض اور عناد ہے۔

اعتراض نمبر ۱۱:

در مختار مصری میں ہے يتخذہ جلدہ مصلی یعنی کتے کی کھال کی جانماز بنانی بھی  
جائز ہے۔ (در مختار مصری جلد اول ص ۱۵۳) (سیف محمدی ص ۵۴)

جواب:

میں کہتا ہوں کہ دباغت کے بعد جب کھال پاک ہو جاتی ہے تو اس سے جانماز یا ڈول  
بنانے میں کیا مضائقہ ہے؟

دیکھئے آپ کا بڑا فاضل وحید الزمان مترجم صحاح نزول الابرار ص ۳۰ میں لکھتا ہے:

ويتخذ جلدہ مصلی ودلوا

(کتے کی کھال سے) جانماز اور ڈول بنایا جاسکتا ہے۔

اعتراض نمبر ۱۲:

در مختار مصری میں ہے:

ودلوا یعنی کتے کی کھال کا ڈول بنانا بھی جائز ہے۔ (در مختار مصری جلد اول ص ۱۵۳)

(سیف محمدی ص ۵۴)

جواب:

میں کہتا ہوں کہ دباغت کے بعد جب کھال پاک ہو جاتی ہے تو اس سے جانماز یا ڈول  
بنانے میں کیا مضائقہ ہے؟

دیکھئے آپ کا بڑا فاضل وحید الزمان مترجم صحاح نزول الابرار ص ۳۰ میں لکھتا ہے:

ويتخذ جلدہ مصلی ودلوا

(کتے کی کھال سے) جانماز اور ڈول بنایا جاسکتا ہے۔

اعتراض نمبر ۱۳:

در مختار مصری میں ہے

ولو اخرج حيا ولم يصب فمه الماء لا يفسد ماء البشر

یعنی اگر کنوئیں میں کتا گر پڑا اور زندہ نکال لیا گیا اور اس کا منہ پانی کو نہیں لگا تو کنوئیں کا  
پانی نہیں گھڑتا۔ (در مختار مصری جلد اول ص ۱۵۳) (سیف محمدی ص ۵۶)

جواب:

میں کہتا ہوں کہ یہ حکم مطلقاً نہیں، بشرط ہے کہ کتے کے بدن پر کوئی نجاست نہ ہو،  
چنانچہ فتاویٰ غیاثیہ ص ۷ میں لکھا ہے:

وعن ابی نصر الدلو سی رحمه الله اذا لم يصب فمه الماء ولم يكن

علی دبرہ نجاستہ لم يتنجس.

ابو نصر الدلو فرماتے ہیں کہ جب کتے کا منہ پانی تک نہ پہنچے اور اس کی دبر پر نجاست  
نہ ہو تو پانی ناپاک نہیں ہوتا۔

خود صاحب در مختار اس کی تصریح کرتے ہیں:

لو اخرج حيا وليس بنجس العين ولا به حدث ولا خبث لم ينزح

شيء الا ان يدخل فمه الماء.

جو حیوان کہ نجس عین نہیں (جیسے صحیح مذہب میں کتا) جب کہ اس کے بدن پر حدث ہو  
نہ نجت، اگر اسے کنوئیں سے زندہ نکالا جائے تو پانی نہیں نکالا جائے گا۔ بشرطیکہ پانی اس کے

منہ تک نہ پہنچا ہو۔

پانی بطور وجہ نہیں نکالا جائے گا البتہ تسکین قلوب کے لیے بیس ڈول کا نکالنا علامہ شامی نے لکھا ہے۔ ہاں اگر کتے کا منہ پانی تک چلا جائے تو پانی ضرور نکالا جائے گا۔ کسی آیت یا حدیث میں اگر آیا ہو کہ ایسی صورت میں کنوئیں کا پانی ناپاک ہو جاتا ہے تو بے شک معترض کو اعتراض کا حق ہے۔ اگر کوئی ایسی آیت یا حدیث نہیں اور یقیناً نہیں تو پھر معترض کو اس آگ سے ڈرنا چاہیے جس کا ایندھن آدی اور پتھر ہیں۔

کیا اندھیر اور کچھ کا پھیر ہے کہ غیر مقلدین خود پانی کو طہار اور مطہر مانتے ہیں اور فقہ حنفیہ پر اعتراض بھی کرتے ہیں خود ان کے ہاں بھی جب تک رنگ، بو یا ذائقہ نہ بدلے پانی پاک ہوتا ہے چنانچہ شوکانی نے درر بہیہ میں، صدیق حسن نے روضہ ندیہ میں اور حافظ محمد لکھوی نے انواع محمدی میں اس کی تصریح کی ہے۔

وحید الزمان جس نے وہابیہ پر احسان کیا اور ان کے لیے بھی فقہ کی ایک کتاب لکھ دی وہ تو کتے کے منہ تک پانی پہنچ جانے کی صورت میں بھی پانی کو پلید نہیں سمجھتا چنانچہ وہ نزل الابرار ص ۳۰ میں لکھتا ہے:

ولو سقط في الماء ولم يتغير لعم يفسد الماء وان اصاب فمہ الماء  
اگر کتہ پانی میں گرا اور پانی متغیر نہیں ہوا تو پانی ناپاک نہیں ہوگا اگرچہ پانی کتے کے منہ تک پہنچا ہو۔

ہم پہلے بھی بیان کر چکے ہیں کہ وہابیہ کے نزدیک کتہ ناپاک ہے۔ بلکہ امام بخاری اور امام مالک کے نزدیک بھی پاک ہے۔ پھر حنفیہ پر اعتراض کیوں؟ حالانکہ حنفیہ تصریح کرتے ہیں کہ کتے کا لعاب پلید ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حنفیہ نے اس مسئلہ میں بھی پانی کے منہ تک نہ پہنچنے کی قید لگائی۔ لیکن تمہارے ہاں تو اس کا لعاب بھی پلید نہیں اسی لیے تو وحید الزمان، وان اصاب فمہ الماء لکھتا ہے۔ حدیث دلوغ کلب میں تسبیح یا تیرب کا جو حکم ہے قاضی شوکانی اس کو مقید ہی لکھتا ہے دیکھو بل السلام و مسک الختم۔ صدیق حسن بھی سراج الوہاب شرح صحیح مسلم ص ۱۰۸ میں ایسا ہی لکھتا ہے صحیح بخاری میں تو یہاں تک لکھا ہے کہ اگر اور پانی

ندہ ہو تو کتے کے جوٹھے پانی کے ساتھ وضو کرنا ناجائز ہے۔

اب آپ ہی گریبان میں منہ ڈال کر جو سچیں کہ کس منہ سے فقہ حنفیہ پر اعتراض کر رہے ہیں۔ اعتراض نمبر ۱۳:

در مختار مصری جلد اول ص ۱۵۳ میں ہے ولا الثوب بانفاضہ یعنی بھیکے ہوئے کتے نے اگر پھر بری لی اور اس کی چھینٹیں کپڑوں پر آئیں تو کپڑا ناپاک نہیں ہوتا۔ (سیف محمدی ص ۵۸)

جواب:

میں کہتا ہوں کہ آپ کے وحید الزمان نے بھی یہی لکھا ہے دیکھو نزل الابرار ص ۱۳۰:

وكذا الثوب لا ينجس بالفاضه

اسی طرح کتے کی چھینٹوں سے کپڑا ناپاک نہیں ہوتا۔

وہابیہ سے میرا سوال ہے کہ اگر تمہارے کپڑوں پر بھیکے ہوئے کتے کے چھینٹے پڑیں گے تو کپڑے کو پاک سمجھو گے یا پلید؟ اگر پلید سمجھو گے تو دلیل پیش کرو، اور اگر پاک سمجھو گے تو پھر حنفیہ پر اعتراض کیوں کرتے ہو؟ جب تمہارے اکابر بھی وہی لکھ رہے ہیں جو فقہ حنفیہ میں ہے تو اعتراض کرنے سے پہلے اپنے گھر کی خبر لی ہوتی۔  
اعتراض نمبر ۱۵:

ولا بعضه مالم ير دقه

یعنی کتے نے اگر کپڑے پر کا کا جب تک اس کا تھوک نہ دیکھا جائے وہ بھی پاک ہے۔ (در مختار مصری جلد اول ص ۱۵۳) (سیف محمدی ص ۶۰)

جواب:

میں کہتا ہوں کہ یہ بھی آپ کے گھر کا مسئلہ ہے۔ آپ کا وحید الزمان تو کتے کے تھوک کے باوجود کپڑے کو پاک کہتا ہے۔ چنانچہ لکھتا ہے:

وكذا الثوب لا ينجس بانفاضه ولا بعضه ولا العفو ولو اصابه ريقه



ہم پیچھے بیان کر چکے ہیں کہ وہابیوں کے نزدیک کتا پاک ہے تو پاک حیوان کو اٹھا کر نماز پڑھنے سے نماز کیوں کفر فاسد ہو سکتی ہے۔  
ایک شبہ کا ازالہ:

جاننا چاہیے کہ جواز بمعنی صحت اور جواز بمعنی اباحت میں بڑا فرق ہے۔ فقہاء رحمہم اللہ نے ان مواقع پر جواز بمعنی صحت لکھا ہے یعنی نماز صحیح ہوگی اور فرض ادا ہو جائے گا۔ فقہاء کا یہ مقصد ہرگز نہیں کہ یہ فعل جائز یا مباح بلکہ اکراہت ہے۔ اسی طرح حمل کلب میں جواز بمعنی صحت ہے کہ فرض سرے اتر جائے گا نہ یہ کہ کتا گود میں اٹھا کر نماز پڑھنا جائز بلکہ اکراہت ہے۔ جن جانوروں کا لعاب پاک ہے۔ فقہاء تو ان کو بھی اٹھا کر نماز پڑھنا جائز بلکہ اکراہت ہیں۔ یعنی جو پڑھے گا غیر اکرے گا۔ جب پاک بدن پاک و بدن جانوروں کی نسبت یہ ارشاد ہے تو ناپاک و بدن جانوروں کو اٹھا کر نماز پڑھنا کس قدر ناپسند رکھیں گے تو ان کے بارے میں یہ گمان کہ وہ کتے کو اٹھا کر نماز پڑھنے کو پسند کرتے ہیں، کس قدر بدگمانی ہے۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو ان بدگمانیوں سے محفوظ فرمائے۔  
اعتراف نمبر ۱۸:

وطہارہ شعہ

یعنی کتے کے بال خفی مذہب میں بالاتفاق پاک ہیں۔

(در مختار مصری جلد اول ص ۱۵۳) (سیف محمدی ص ۶۵)

جواب:

میں کہتا ہوں تم ان کے پلید ہونے کی کوئی دلیل بیان کرو۔ حدیث کل اہاب دبیغ اور ہلا اخذتمہ اہابہا سے بالوں کا پاک ہونا معلوم ہوتا ہے کیوں کہ اہاب الجمعہ بالوں کے چمڑے کا نام ہے۔ جب وہ پاک ہو گیا تو بال بھی پاک ہو گئے۔ ورنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما بیتے کے بال کاٹ ڈال دیا اور کھال سے نفع اٹھاؤ۔ یا یہ فرماتے کہ چمڑا پاک ہو جاتا ہے لیکن بال پاک نہیں ہوتے۔

جو برائے جلد ص ۱۲ میں ہے:

یعنی کپڑا اور بدن کتے کی پھینٹیں پڑنے سے اور اس کے کانٹے سے ناپاک نہیں ہوتا اگرچہ اس کی تھوک (بھی کپڑے یا بدن کو) لگ جائے اب فرمائیے! یا تو وحید الزمان صاحب پر بھی اعتراض کیجیے یا حنفیہ پر بے جا اعتراضات سے باز رہیے۔  
اعتراف نمبر ۱۹:

ولا صلوة حاملہ ولو کبیرا

یعنی اگر بڑے کتے کو بھی اٹھا کر لیے ہوئے نماز پڑھے تو بھی نماز فاسد نہیں ہوگی۔

(در مختار مصری جلد اول ص ۱۵۳) (سیف محمدی ص ۶۲)

جواب:

میں کہتا ہوں کہ یہ مسئلہ بھی تمہارے ہی گھر کا ہے۔ چنانچہ وحید الزمان نزل الابرار میں لکھتے ہیں:

ولا تفسد صلوة حاملہ

یعنی کتے کو اٹھا کر نماز پڑھنے والے کی نماز فاسد نہیں ہوگی۔

فقہاء رحمہم اللہ نے جواز میں کتے کے منہ کو باندھنے کی قید لگائی ہے تاکہ اس کا لعاب نہ نکلے ورنہ نماز فاسد ہوگی۔

بخاری شریف میں ابوقادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

کان یصلی وهو حامل امامۃ بنت زینب بنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم

یعنی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی نواسی امامہ بنت زینب کو اٹھا کر نماز پڑھا کرتے تھے۔

اس حدیث کی شرح میں ابن حجر رحمہم اللہ البہاری میں لکھتے ہیں:

علی صحة صلوة من حمل آدمیا وكذا من حمل حیوانا طاهرا

نووی شرح مسلم میں اسی حدیث کے تحت لکھتے ہیں:

ففيه دليل لصحة صلوة من حمل آدمیا او حیوانا طاهرا من طیر و شاة وغیرہما

یعنی اس حدیث میں دلیل ہے کہ آدمی، پاک حیوان کو اور پرندہ یا بکری وغیرہ کو اٹھا

کر نماز پڑھنے والے کی نماز صحیح ہے۔

فہو اسم للجلد بشعرہ فدل علی طہارۃ شعرہ ایضاً لولا ذالک لقال  
احلقوا شعرہ ثم انتفخوا بہ

(اہاب) نام ہے کھال مع بال کاپس یہ بالوں کے پاک ہونے کی بھی دلیل ہے۔ اگر  
یہ بات نہ ہوتی تو حضور ﷺ فرما دیتے کہ بال اتار کر (کھال سے) نفع حاصل کرو۔  
اعتراض نمبر ۱۸:

در مختار مصری میں ہے

کما رخص الخمر للعطشان

یعنی پیاسے آدمی کو، رخصت ہے کہ شراب پی لے۔ (در مختار مصری جلد اول ص ۱۵۴)

(سیف محمدی ص ۶۶)

جواب:

میں کہتا ہوں در مختار میں مذکور بالحرم میں اختلاف بیان کیا اور لکھا ہے کہ حرام چیز کے  
ساتھ دوا کرنا ظاہر مذہب میں منع ہے پھر آگے لکھا ہے:

وقیل یو رخص اذا علم فیہ شفاء ولم یعلم دواء اخر کما رخص

الخمر للعطشان

یعنی بعض نے کہا ہے کہ حرام چیز سے دوائی کی رخصت ہے جب کہ یہ معلوم ہو جائے  
کہ اس میں شفاء ہے اور کوئی دوسری دوائی معلوم نہ ہو۔ جیسے نہایت پیاسے کو شراب پینے کی  
رخصت ہے۔

عطشان مبالغہ کا صیغہ ہے۔ اس کے معنی نہایت پیاسا یعنی مضطرب ہے معترض بنے

عطشان کا معنی صرف پیاسا کر کے عوام کو غلط طبعیں ڈالنا ہے۔

اضطرار کی حالت میں بالاتفاق اکل میتہ و شراب خمر کی رخصت ہے۔ معترض کی کم علمی  
کہا جائے یا دانستہ فریب کہ مضطر کی رخصت کو عام رخصت سمجھ کر اعتراض کر دیا۔  
اعتراض نمبر ۱۹:

در مختار مصری میں ہے

ثم الاحسن زوجہ

(یعنی امانت کی ابتدائی شرط میں اگر برابری ہو تو اسے امام بنایا جائے۔) جس کی  
جو رو بہت زیادہ خوبصورت ہو۔ (در مختار مصری جلد اول ص ۲۱۲) (سیف محمدی ص ۷۳)  
جواب:

میں کہتا ہوں کہ در مختار کی اس عبارت میں حسن سیرت مراد ہے یعنی جس کی عورت بُری  
نہ ہو نیک ہو اس کے اوصاف اچھے ہوں کیوں کہ بُری بیوی سے مرد کو نفرت ہوتی ہے اور  
نیک سے محبت۔ حضور ﷺ نے فرمایا ہے:

اجلوا ائمتکم خیار کم فانھم وفدکم فیما بینکم و بین ربکم۔

اپنے امام برگزیدہ بنایا کرو کیوں کہ وہ تمہارے اور تمہارے رب کے درمیان تمہارے  
اچھے ہیں۔

آپ ﷺ نے یہ بھی فرمایا:

خیار کم خیار کم لسانہم (مشکوٰۃ ص ۲۷۴)

تم میں سے برگزیدہ وہ ہیں جو اچھے خورقوں کے ساتھ اچھے ہیں اور ایک روایت میں ہے:

خیر کم خیر کم لاہلہ

تم میں سے اچھا وہ ہے جو اپنی بیوی سے اچھا ہو۔

ظاہر ہے کہ جس شخص کی بیوی نیک سیرت ہوگی اس کا مرد بھی اس کے ساتھ اچھا ہوگا  
الامشاء اللہ اور جو اپنی بیوی سے اچھا سلوک کرتا ہے حضور ﷺ نے اسے برگزیدہ فرمایا ہے۔  
برگزیدہ کو امام بنانے کا حکم فرمایا تو معلوم ہوا کہ نیک اور خوش خصال بیوی کا شوہر امانت میں  
اولیت کا حق رکھتا ہے دیکھئے مسئلہ تو بالکل صاف ہے یہی بات کہ کسی شخص کی عورت  
اوصاف حمیدہ رکھتی ہے اس میں یہ ضروری نہیں کہ دریافت کرتے پھریں۔ یہ امر تو ہمسایہ  
اہل محلہ اور عام لوگوں کو معلوم ہوتا ہے۔ کذا فی الشامی  
اعتراض نمبر ۲۰:

در مختار مصری میں ہے

ثم الاكبر راساً والا صغر عضواً  
یعنی امامت کی ان تمام شرائط میں بھی برابری ہو تو امام اسے بنایا جائے جس کا سر بڑا ہو  
اور عضو یعنی ذکر چھوٹا ہو۔ (درمختار مصری جلد اول ص ۴۱۲) (سیف محمدی ص ۷۷)

جواب:

میں کہتا ہوں افسوس کہ معترض نے دیانت اور تقویٰ کے کام نہیں لیا اور عضو کے جو  
معنی معترض نے کیے ہیں کسی مجہول الاسم سے پہلے بھی یہ معنی منقول ہیں۔ مگر علامہ شامی نے  
بحوالہ حاشیہ ابی مسعود ان معنوں کی تردید کر دی ہے۔ کیا دیانت اور تقویٰ اسی کا نام ہے کہ  
جن معنوں کو فقہاء نے غلط قرار دیا ہو اور تردید کر دی ہو، انہی کو کل اعتراض میں پیش کیا  
جائے؟ جس گروہ کے علماء کا یہ حال ہو تو ان کے جہلاء کا کیا کہنا؟

اس عبارت کے معنی علامہ شامی و خطاوی نے جو لکھے ہیں وہ یہ ہیں کہ جس کا سر بڑا ہو  
اور دوسرے عضو چھوٹے ہوں کیوں کہ سر کا بڑا ہونا اور دوسرے اعضاء کا مناسب ہونا دانائی  
اور زیادتی عقل کی دلیل ہے۔ مگر سر کی کٹائی بے موقع نہ ہو۔

كذا في الطحطاوى. (غاية الاوطار ص ۲۵۹)

یہ شبہ کہ لفظ عضو مفرد ہے اس لیے یہاں عضو مخصوص ہی مراد ہے صحیح نہیں کیوں کہ  
انسان کے بدن میں چند اور اعضاء بھی ہیں جو سب انسانوں میں ایک ایک ہیں مثلاً منہ،  
ناک اور ناف وغیرہ معلوم نہیں کہ معترض کو ترجمہ میں باقی ایسے اعضاء میں سے صرف یہی  
عضو کیوں پسند آیا؟

اس کے علاوہ اسی عبارت سے پہلے درمختار کی یہ عبارت ہے ثم الانظف ثوباً یہاں  
ثوب مفرد ہے تو کیا اس کا یہ معنی ہے کہ جس کا ایک کپڑا اتھرا ہو۔ جس طرح ثوب سے اس  
کے جسم کے تمام کپڑے مراد ہیں۔ ایک کپڑا مراد نہیں۔ اسی طرح عضو سے بھی اس کے سر  
کے سوا دیگر اعضاء مراد ہیں۔

اعتراض نمبر ۲۱:

درمختار مصری جلد دوم ص ۱۰۸ میں ہے

او جامع فی ما دون الفرج ولہ ينزل  
یعنی اگر روزے کے حالات میں شرمگاہ کے سوا اور کہیں مجامعت کرے اور  
انزال نہ ہو تو روزہ نہیں ٹوٹا۔ (سیف محمدی ص ۸۵)

جواب:

میں کہتا ہوں کہ قبل اور دُبر کے سوا کوئی شخص اگر ان یا ناف میں یا کسی اور جگہ شہوت  
رانی کرے تو صرف اس حرکت سے روزہ فاسد نہیں ہوتا جب تک انزال نہ ہو۔ انزال ہو  
جانے سے روزہ فاسد ہو جائے گا۔

ایک شبہ:

اس سے کوئی نا سمجھ یہ نہ سمجھ بیٹھے کہ روزہ کی حالت میں ایسا فعل کرنا فقہاء کے نزدیک  
جائز بلکہ اکراہت ہے۔ ہرگز نہیں یہ مسئلہ صرف اس لیے ہے کہ اگر کوئی شخص غلطی سے ایسا کر  
بیٹھے تو اس کا شرعی حکم کیا ہے۔ اور یہ مسئلہ بالکل صحیح ہے کسی حدیث کے خلاف نہیں اگر معترض  
کے پاس اس مسئلہ کے خلاف کوئی آیت یا حدیث ہو تو پیش کرے جس میں یہ ذکر ہو کہ اگر  
کوئی شخص روزہ کی حالت میں ایسا کرے تو بلا انزال روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔

آپ کا وحید الزمان نزل الابرار جلد ۱ ص ۲۲۹ میں لکھتا ہے:

ولو جامع امرأة فيما دون الفرج ولہ ينزل لہ فسد

کوئی شخص بیوی کے ساتھ فرج کے سوائے کہیں اور جماع کرے تو انزال کے بغیر روزہ  
نہیں ٹوٹے گا۔

لیجئے! یہ مسئلہ بھی آپ کے اپنے گھر کا ہی نکل آیا۔ بلکہ اس میں تو وحید الزمان صاحب  
نے نہ تو ابلاغ کی قید لگائی اور نہ ہی دبر کی۔ تو بتائیے آپ کی نظر میں درمختار زیادہ مکمل نظر ہوگی  
یا نزل الابرار؟

اعتراض نمبر ۲۲:

درمختار مصری جلد دوم ص ۱۰۹ میں ہے

ولو خاف الزنا ما جی ان لا وبال علیہ

اگر زنا کا خوف ہو اور شہت زنی کر کے اپنے ہاتھ سے منی نکال ڈالے تو امید ہے کہ



اسے کچھ دباں نہ ہوگا۔ (سیف مجدی ص ۸۷)

جواب:

میں کہتا ہوں کہ اس عبارت سے اوپر کی عبارت بھی درج کی ہوتی تو معترض کی دیانت داری ظاہر ہو جاتی۔ صاحب درمختار فرماتے ہیں:

وان كره تحريما لحديث ناكح البید ملعون.

اگرچہ یہ فعل مکروہ تحریمہ ہے کیوں کہ حدیث میں آیا ہے کہ ہاتھ سے پانی نکالنے والا ملعون ہے۔

فقہاء رحمہم اللہ نے استنابا لید کو مکروہ تحریمہ لکھا۔ مگر معترض کا ایمان اجازت نہیں دیتا کہ اس عبارت کو ظاہر کرے فقہاء نے جو یہ لکھا ہے کہ اگر وقوع زنا کا خوف ہو تو اللہ تعالیٰ کے غنودہ کرم پر امید ہے کہ اسے مواخذہ نہ ہو یہ بھی بے دلیل نہیں۔ معترض نے کسی عالم سے ضرور سنا ہوگا کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

من ابتلی ببليتين فليختار هونهما

جو شخص دو بلاؤں میں مبتلا ہو وہ دونوں میں سے آسان کو اختیار کرے۔

تو یہ امید اسی حدیث سے ماخوذ ہے کہ خدا ایسے شخص پر غنودہ کرم فرمائے ہاں! معترض کو شاید اپنے گھر کی خبر نہیں۔ نور الحسن کی عرف النجادی میں تو یہاں تک لکھا ہے کہ وقوع زنا کا خوف ہو تو مشیت زنی واجب ہے۔ بلکہ اس نے بعض صحابہ سے اس فعل کو لکھا ہے۔ (والعهدة علیہ) اعتراض نمبر ۲۳:

درمختار مصری جلد دوم ص ۱۰۹ میں ہے

وكذا الاستمنا بالكف

یعنی مشیت زنی کرنے سے بھی ایسی حالت میں روزہ فاسد نہیں ہوتا۔

(سیف مجدی ص ۸۹)

جواب:

میں کہتا ہوں کہ مشیت زنی سے اگر انزال ہو تو روزہ فاسد ہو جاتا ہے چنانچہ درمختار میں

تصریح موجود ہے:

اوستمنى بكفه او بمباشرة فاحشة ولو بين المرتين وانزل قيد للكل

حق لو لم ينزل لم يفطر كما مر

مشیت زنی یا مباشرت فاحشہ سے اگر انزال ہو تو روزہ فاسد ہو جاتا ہے اگر نہ ہو تو نہیں۔

لیکن معترض نے اعتراض میں انزال نہ ہونے کا ذکر نہیں کیا تا کہ ناظرین کو مغالطہ لگے کہ فقہ میں استنابا بکف سے انزال کے باوجود بھی فساد روزہ کا حکم نہیں حالانکہ یہ بالکل غلط ہے۔ علامہ شامی اس کی شرح میں لکھتے ہیں:

هذا اظهر ينزل اما اذا انزل فعليه القضاء كما سيصرح به وه والمختار كما يأتي.

استنابا بکف سے اگر انزال ہو جائے تو روزہ ٹوٹ جاتا ہے اور اس پر قضاء لازم ہے اور یہی مختار ہے۔

رہی یہ ہے بات کہ استنابا بکف سے بلا انزال روزہ فاسد نہیں ہوتا اس کی وجہ یہ ہے کہ مشیت زنی حرام نہیں۔ نہ صورتاً نہ معنایاً یہی صورت میں روزہ فاسد ہونے پر کوئی دلیل نہیں۔ اگر معترض کے پاس کوئی دلیل ہو تو بیان کرے۔ فقہاء نے فساد روزہ کی دلیل نہ ہونے کے سبب حکم فساد نہیں دیا تو کیا برا کیا؟ ایک شبہ:

یہاں کوئی یہ نہ سمجھ بیٹھے کہ فقہاء کے نزدیک حالت روزہ میں استنابا بکف بلا انزال کی اجازت ہے۔ معاذ اللہ! ہرگز نہیں فقہاء نے تو صرف اس لیے بیان فرمایا کہ اگر کوئی نادان یہ حرکت کر بیٹھے تو اس کے لیے مسئلہ کی نوعیت کیا ہوگی۔

ان مسائل کو بے ہودہ قرار دینے والے کے لیے مقام غور ہے۔ معترض کو تو فقہاء کا شکر گزار ہونا چاہیے کہ انہوں نے امت مسلمہ کو ایسے مسائل بھی سمجھا دیے جن کے پیش آنے کے امکانات ہیں۔

اعتراض نمبر ۲۴:

درمختار مصری جلد دوم ص ۱۰۹ میں ہے

او ادخل ذكره في بهيمة

یعنی اگر کوئی شخص چوپائے جانور (گائے بھینس بکری وغیرہ) کے ساتھ ہر اکام کرے تو بھی ایسی حالت میں روزہ نہیں جاتا۔ (سیف محمدی ص ۹۲)

اعتراض نمبر ۲۵:

در مختار مصری جلد دوم ص ۱۰۶ میں ہے

او ميتة

یعنی اگر میت (مرے ہوئے مردے) کے ساتھ بدلتی کرے تو بھی ایسی حالت میں روزہ نہیں بگڑتا۔ (سیف محمدی ص ۹۲)

جواب اعتراض نمبر ۲۴، ۲۵:

میں کہتا ہوں در مختار میں من غیر انزال کی تصریح موجود ہے۔ لیکن مختصر نے اس کا ترجمہ ہی نہیں کیا تاکہ ناظرین کو مغالطہ لگ جائے۔

دہائی دوستو! تمہارے اکابر کی دیانت اور تقویٰ کا یہ حال ہے تو تمہارے اصاغر کا حال کیا ہوگا؟

جاننا چاہیے کہ جماع بے شک مفد صوم ہے۔ جماع چاہے صورتاً ہو چاہے معناً صورتاً تو ظاہر ہے۔ البتہ معناً وہ انزال ہے جو شرمگاہ ہی میں نہ ہو یا شرمگاہ میں تو ہو لیکن وہ شرمگاہ عادتاً غیر مشتی ہو یا وہ انزال جو عادتاً محل مشتی کی مباشرت سے ہو لیکن وہ مباشرت شرمگاہ کے ساتھ نہ ہو۔

علامہ شامی فرماتے ہیں:

الاصل ان الجماع المفسد للصوم هو الجماع صوراً وهو ظاهر او معنی فقط وهو الانزال من مباشرة بضرح لا فی فرج غیر مشتهی عادة او عن مباشرة بغير فرجه فی محل مشتهی عادة.

تو ان صورتوں میں جماع اس وقت متحقق ہوگا جب کہ انزال ہو اگر انزال نہ ہو تو اجماع ہی متحقق نہ ہوا۔ نہ صورتاً نہ معناً۔ اس لیے روزہ بھی فاسد نہ ہوگا۔ معترض کے پاس،

اگر اس صورت میں کسی آیت یا حدیث میں روزے کے فساد کا حکم ہے تو بیان کرے۔ ایک شبہ:

یہاں تو صرف روزے کا حکم بیان کیا گیا ہے کوئی نہ کچھ بیٹھے کہ ان افعال کی اجازت ہے۔ معاذ اللہ! فقہاء کرام رحمہم اللہ نے ان امور کی سزا کتاب التہذیب میں لکھی ہے کسی امر کا مفد صوم نہ ہونا الگ بات ہے اور جائز و ناجائز ہونا الگ بات ہے۔ اعتراض نمبر ۲۶:

در مختار مصری ص ۳۰۷ میں ہے

قبل السكران بنته تحرم الام

یعنی نشہ کی حالت میں کسی نے اپنی بیٹی کا بوسہ لے لیا تو اس کی بیوی اس پر حرام ہوگئی۔ (سیف محمدی ص ۹۲)

جواب:

میں کہتا ہوں در مختار میں یہ مسئلہ بحوالہ قنیبہ لکھا ہے۔ علامہ شامی نے قنیبہ کی اصل عبارت لکھی ہے:

قبل المجنون ام امرأة بشهوة او السكران بنته تحرم

اس میں تصریح یہ ہے کہ بوسہ شہوت کے ساتھ لیا ہو۔ قارئین خود انصاف کریں کہ ایک شخص اگر شہوت کے ساتھ اپنی بیٹی کو چومے تو حرمت معاہرہ کے سبب اس کی بیوی اس پر حرام ہو جائے گی۔ معترض نے یہاں بھی بددیانتی سے کام لیتے ہوئے شہوت کے لفظ کو گول کر دیا ہے۔ تاکہ عام قاری کو مغالطہ میں ڈالا جائے۔ باپ اپنی بیٹی کو چومتا ہے اور انتہائے شفقت ہے۔ لیکن شہوت کے ساتھ چومنا دوسری صورت ہے اگر معترض اس مسئلہ کو کسی آیت یا حدیث کے خلاف سمجھتا ہے تو وہ بیان کرے فقہاء رحمہم اللہ تو ایسے دہیات آدمی کو یہی حکم دیں گے کہ اس کی بیوی حرام ہوگئی۔

اعتراض نمبر ۲۷:

در مختار مصری جلد دوم ص ۳۰۸ میں ہے

فقال جامعتهما ثبت الحرمة

یعنی اگر کسی نے (ہنسی مذاق میں جھوٹ) کہہ دیا کہ میں نے اپنی ساس سے جماعت کی تو اس کی بیوی اس پر حرام ہوگئی۔ (سیف محمدی ص ۹۶)  
جواب:

میں کہتا ہوں کہ معترض کو خدا کا کچھ خوف نہیں کہ ترجمہ میں اپنی طرف سے لفظ زیادہ کر کے اعتراض کر دیتا ہے درمختار میں یہ بالکل مذکور نہیں ہے کہ کسی نے جھوٹ کہہ دیا اصل عبارت یوں ہے:

وفي الخلاصة قيل له ما فعلت بام امرتك فقال جامعتهما ثبت الحرمة ولا يصدق انه كذب ولو هان لا.

یعنی کسی آدمی سے پوچھا گیا کہ تم نے اپنی ساس کے ساتھ کیا کیا؟ اس نے کہا کہ میں نے جماع کیا تو حرمت ثابت ہو جائے گی اور اس کے کاذب ہونے کی تصدیق نہ کی جائے گی اگرچہ ہنسی سے ہو۔

دیکھئے درمختار میں تو یہ تصریح ہے کہ اس کے اقرار کے بعد یہ نہ مانا جائے گا کہ اس نے جھوٹ کہا ہے کیوں کہ اس نے فعل کا اقرار کیا ہے اور اقرار میں اصرار شرط نہیں۔ اس لیے حرمت ثابت ہو جائے گی۔ لیکن معترض جرم کرتا ہے کہ اس نے جھوٹ کہہ دیا اور یہ بالکل غلط ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ اس نے جماع کا اقرار کیا لیکن جب معلوم ہوا کہ بیوی حرام ہوتی ہے۔ اب اس کا یہ کہنا کہ میں نے جھوٹ کہا ہے، نہیں مانا جائے گا۔ ہاں اگر معترض کے پاس کوئی ایسی حدیث صحیح مرفوعہ غیر معارض ہوتی کہ ساس کے ساتھ جماع کا اقرار کرنے سے بیوی حرام نہیں ہوتی تو اس کا اعتراض بجا ہوتا۔

اعتراض نمبر ۲۸:

درمختار جلد دوم ص ۳۱۹ میں ہے

ويحل له وطى امراء ادعت علمه

یعنی ایک عورت نے عدالت میں جھوٹا دعویٰ کیا کہ میرا نکاح فلاں شخص سے ہو گیا ہے، وہ شخص انکار کرتا ہے عورت نے دو جھوٹے گواہ گزار دیے، قاضی نے فیصلہ کر دیا کہ نکاح ہوا ہے، حالانکہ حقیقتاً نکاح نہیں ہوا تو اب اس شخص کو اس عورت سے ملنا جلنا وطی کرنا وغیرہ سب حلال ہے۔ (سیف محمدی ص ۹۹)  
اعتراض نمبر ۲۹:

درمختار جلد دوم ص ۳۱۹ میں ہے

وكذا تحل له لو ادعى هو نكاحها

یعنی اسی طرح ایک مرد نے ایک عورت پر جھوٹا دعویٰ کیا کہ یہ میری بیوی ہے اور دو جھوٹے گواہ پیش کر دیے اور قاضی نے فیصلہ کر دیا تو بھی یہ دونوں میاں بیوی بن کر رہیں کہیں اور اس شخص کو اس عورت سے صحبت کرنا حلال ہے۔ (سیف محمدی ص ۹۹)  
اعتراض نمبر ۳۰:

درمختار مصری جلد دوم ص ۳۱۹ میں ہے

ولو قضى بطلاقها الشهادة الزور

یعنی اسی طرح اگر کسی عورت نے جھوٹا دعویٰ کیا کہ اس کے خاوند نے طلاق دے دی ہے اور جھوٹے گواہ بھی گزار دیے اور قاضی نے فیصلہ کر دیا تو باوجودیکہ وہ عورت خوب جانتی ہے کہ اس پر طلاق نہیں پڑی لیکن تاہم اسے جائز ہے کہ دوسرے سے نکاح کر لے اور اس سے صحبت کرے کرائے سب حلال طیب ہے۔ (سیف محمدی ص ۱۰۰)  
اعتراض نمبر ۳۱:

درمختار مصری جلد دوم ص ۳۱۹ میں ہے

حل للشاهد زورا تزوجها

یعنی اس جھوٹی طلاق کی جس جھوٹے گواہ نے گواہی دی، اسے بھی اس عورت سے نکاح کرنا حلال ہے۔ (سیف محمدی ص ۱۰۰)



جواب اعتراض نمبر ۳۱۸:

میں کہتا ہوں کہ مذکورہ چاروں مسائل معترض کے نزدیک اگر کسی صحیح حدیث کے خلاف ہیں تو بیان کرے ورنہ اپنا اعتراض واپس لے۔

ان چاروں مسائل کا تعلق قاضی کی قضا کے ظاہر اور باطن نافذ ہونے کے ساتھ ہے امام اعظم کے نزدیک قاضی کی قضا ظاہر و باطن میں نافذ ہو جاتی ہے۔ عورت نے عدالت میں دعویٰ کیا کہ میرا فلان شخص کے ساتھ نکاح ہوا ہے۔ اس پر گواہ بھی پیش کر دیے اور شرط یہ ہے کہ عورت کسی کی منکوحہ یا معتدہ نہ ہو۔ اسی طرح کسی مرد نے دعویٰ کیا اور گواہ لزاوردیے۔ قاضی نے مطابق حکم شرع شہادت لے کر نکاح کا فیصلہ کر دیا تو یہ فیصلہ جس طرح ظاہر میں نافذ ہو جاتا ہے اسی طرح باطن میں بھی نافذ ہو جائے گا۔ یہی فیصلہ اس کا نکاح ہے قاضی جو کرولی ہے موجود ہے اور گواہی بھی موجود ہیں قاضی کا فیصلہ مرد و عورت دونوں نے منظور کیا۔ ان کا یہ منظور کرنا ایجاب و قبول ہے۔ اس لیے نکاح ہو جائے گا اگر یہ فیصلہ باطن میں نافذ نہ ہو تو بجائے اس کے کہ قضا قطع منازعت کے لیے ہوتی ہے منازعت کی تمہید کے لیے ہو جائے گی۔

اعتراض نمبر ۳۲:

در مختار مصری جلد دوم ص ۴۱۲ میں ہے

یباح اسقاط الولد قبل اربعة اشهر

یعنی چار مہینے سے پہلے حمل کو گرا دینا مباح ہے۔ (سیف محمدی ص ۱۰۶)

جواب:

میں کہتا ہوں کہ یہ اعتراض فقہاء کی اصطلاحات کے نواقض کی بنا پر ہے۔ فقہاء نے تصریح فرمائی ہے کہ جس مسئلہ کے بیان میں لفظ ”قالوا“ بولا جائے تو اس سے مراد یہ ہوتی ہے کہ وہ مسئلہ ضعیف اور مختلف فیہ ہے۔

علامہ عبدالحی کھنوی عمدة الراعیہ حاشیہ شرح وقایہ کے مقدمہ میں لکھتے ہیں:

لفظ قالوا يستعمل فيما فيه اختلاف المشايخ كذا في النهاية في كتاب الغصب وفي العناية والبنية في باب ما يفسد الصلوة وذكر ابن الهمام في

فتح القدیر فی باب ما یوجب القضاء والکفارة من کتاب الصوم ان عادتہ ای صاحب الہدایۃ فی مثل افادۃ الضعف مع الخلاف انتہی وکذا ذکر سعد الدین الفتازانی ان فی لفظ قالوا اشارۃ الی ضعف ما قالوا۔

لفظ قالوا وہاں بولتے ہیں جہاں مشائخ کا اختلاف ہو، نہایت کے کتاب الغصب اور العناية والبنية کے باب ما يفسد الصلوة میں ایسا ہی لکھا ہے۔ ابن الہمام فتح القدیر میں فرماتے ہیں کہ صاحب ہدایہ کی عادت اس لفظ کے مثل سے ضعف مع الخلاف کا افادہ ہے اسی طرح سعد الدین فتازانی نے کہا کہ ہے لفظ قالوا میں ضعف کی جانب اشارہ ہوتا ہے۔

مگر معترض کے ایمان اور دیانت نے لفظ قالوا سرے سے اڑا ہی دیا تاکہ عوام کو مغالط میں ڈالا جائے۔ فآلی اللہ المشتکی بحر الرائق میں ہے:

الظاهر ان هذه المسألة لم ينقل عن ابي حنيفة صريحا ولذا يعبرون عنها بصيغة قالوا

یہ مسئلہ صریحاً امام اعظم سے منقول نہیں ہے یہی وجہ ہے کہ اس مسئلہ کو فقہاء صیغہ قالوا سے بیان فرماتے ہیں۔

حافظ ابن حجر عسقلانی، فتح الباری ج ۲ ص ۲۱۳ میں عزل کی تحقیق کے بعد لکھتے ہیں:

وينتزع من حكم العزل حكم معالجة المرأة اسقاط النطفة قبل نفع الروح. فمن قال بالمنع هناك ففي هذه النطفة قبل نفع الروح فمن قال بالمنع هناك ففي هذه اولی ومن قال بالجواز يمكن ان يلتحق به هذا ويمكن ان يفرق بانه اشد.

نفخ روح سے پہلے حمل گرا دینے کا حکم عزل کے حکم سے نکلتا ہے جو وہاں (عزل کے) منع کا قال ہے وہ اس میں بطریق اولیٰ منع سمجھ کر اور جو عزل کو جائز سمجھتا ہے تو ممکن ہے اسقاط کو عزل کے ساتھ ملحق کیا جائے اور ممکن ہے کہ اس میں فرق کیا جائے کہ اسقاط

چند مثالیں:

مُجملہ ان کے اپنی منکوحہ کی بہن سے نکاح کرنا، تاؤ فیکہ عورت اس کے نکاح یا عدت میں ہے مرد اپنی عورت کی بہن سے نکاح نہیں کر سکتا۔ اس صورت میں مرد کے معینہ مدت تک نکاح سے رکے رہنے پر اگرچہ عدت کا اطلاق درست ہے لیکن فقہاء کی اصطلاح میں اسے عدت نہیں کہتے۔ ترہیں کہتے ہیں۔ اسی لیے درختار میں مواضع ترہہ لکھا ہے۔ کیا اپنی بیوی کی بہن سے نکاح کرنے کی صورت میں مرد عدت تک رکے کا پابند نہیں؟ اگر پابند ہے تو پھر اعتراض کیسا؟ مرد کے اس انتظار کو ترہیں کہتے ہیں۔

اسی طرح اپنی منکوحہ کی پھوپھی، خالہ یا بھتیجی سے نکاح کرنا، اس میں بھی مرد کو اجازت نہیں کہ وہ نکاح کرے جب تک اس کی بیوی نکاح یا عدت میں ہو کیا تم کہہ سکتے ہو کہ اس صورت میں مرد کو ترہیں لازم نہیں؟ اگر لازم ہے تو اعتراض کیسا؟ یہی ترہیں صاحب درختار نے لکھا ہے جس کے معنی مقرر نے عورت کی طرح عدت کیے ہیں۔ نعوذ باللہ من سوء القہم۔

اعتراض نمبر ۳۴:

درختار مصری مطبوعہ دارالکتب جلد ۳ ص ۱۲۵ میں ہے

تزوج بحرمہ

یعنی اگر کسی شخص نے اپنی (ماں، بہن، بیٹی وغیرہ) محرمات ابدیہ سے نکاح کر لیا اور پھر صحبت بھی کی تو حد نہیں ماری جائے گی اگر دونوں جانتے ہوں کہ یہ کام حرام ہے۔

(سیف محمدی ص ۱۱۲)

اعتراض نمبر ۳۵:

درختار مصری جلد سوم ص ۱۶۹ میں ہے

او منکوحۃ الغیر

یعنی اسی طرح دوسرے کی نکاح بیوی سے نکاح کیا اور جماعت کی تو بھی اس پر حد نہیں اگرچہ اس کی حرمت کا علم ہو۔ (سیف محمدی ص ۱۱۳)

عزل سے اشد ہے۔

اس عبارت سے معلوم ہوا کہ جس نے اسقاط کو مباح کہا ہے اس نے عزل کے جواز سے اس کا جواز سمجھا ہے۔ اس کے علاوہ علامہ شامی نے ابن وہبان سے نقل فرمایا ہے:

اباحۃ الاسقاط محمولة علی حالة العذر او انہالا تاثم اثم القتل۔

اسقاط کو مباح ہونا حالت عذر پر محمول ہے یا اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ عورت گنہگار تو ہے لیکن اس کو اتنا گناہ نہیں جتنا قتل کا گناہ ہوتا ہے۔ اب ہم مقرر سے پوچھتے ہیں کہ آپ کو یہ مسئلہ گھٹاؤنا معلوم ہوا ہے تو آپ فتح الباری کو کیا کہیں گے۔ اس میں بھی یہ مسئلہ موجود ہے یہ بھی بتائیے کہ اس مسئلہ کے خلاف آپ کے پاس ایسی بھی صحیح حدیث موجود ہے؟ لیکن یاد رہے کہ کسی فقیہ کی خوش چینی نہ ہوتا کہ نمک خوردن و نمک دان شکستن کے مصداق نہ ہو جائے۔ اور قیاس بھی نہ ہو کیوں کہ تو آپ قیاس کے قائل ہیں اور نہ ہی اہل۔

اعتراض نمبر ۳۳:

درختار مصری جلد دوم ص ۶۵۰ میں ہے

و مواضع ترہہ عشرین

یعنی بیس صورتوں میں مرد کو بھی (عورت کی طرح) عدت گزارنی پڑے گی۔

(سیف محمدی ص ۱۰۹)

جواب:

میں کہتا ہوں کہ حافظ شیرازی نے کیا خوب کہا ہے

چشم بد اندیش کہ برکنہ باد

عیب نماید بہر ش در نظر

ذرا یہ تو فرمایا ہوتا کہ جن صورتوں میں فقہاء نے مرد کو ایک خاص مدت تک تزوج سے منع کیا ہے۔ کیا وہ منع کرنا قرآن یا حدیث کے خلاف ہے؟ اگر آپ کو مرد کے اس توقف کا نام عدت رکھنا برا معلوم ہوا ہے تو اس کی بھی شرعاً ممانعت بیان فرمائیے۔ حالانکہ صاحب درختار نے ترہیں کہا ہے عدت نہیں کہا، فقہ ابو الیث نے خزائن اللقہ میں ان بیس مواضع کا ذکر کیا ہے جہاں مرد کو ایک معینہ مدت تک تزوج سے انتظار شرعاً واجب ہے۔

در مختار مصری جلد سوم ص ۱۶۹ میں ہے

او معتدہ

یعنی اسی طرح دوسرے کی عدت میں بیٹھی ہوئی عورت سے نکاح کر کے طہی کی تو بھی حد نہیں لگائی جائے گی اگرچہ عورت مرد دونوں جانتے ہوں کہ یہ نکاح اور طہی حرام ہے۔

(سیف محمدی ص ۱۱۳)

جواب اعتراض نمبر ۳۴-۳۶:

میں کہتا ہوں کہ معترض نے اس مسئلہ میں بھی کوئی آیت یا حدیث نہیں لکھی۔ جس میں ان امور کے ارتکاب پر وہ حد جو بس کی نفی فقہاء نے فرمائی ہے۔ معترض کی خیانت دیکھئے کہ در مختار میں اس عبارت کے بعد ویسعدی لکھا ہے یعنی اس شخص کو سزا دی جائے۔ معترض نے ویسعدی کی عبارت کو اڑا دیا تاکہ پڑھنے والے کو مغالطہ لگے کہ مندرجہ بالا امور میں فقہاء نے اس شخص کو کسی سزا کا حکم نہیں دیا۔ فقہاء نے تو فرمایا ہے کہ اس شخص کو سزا دی جائے۔ صاحب در مختار نے یہ بھی لکھا ہے کہ قتل سے بھی تحریر ہوئی ہے۔ فقہاء کے نزدیک ایسے شخص کا تحریر اقل بھی جائز ہے۔

کسی گناہ کے ارتکاب پر حد نہ ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ گناہ نہیں ہے کئی کبار ایسے ہیں جس میں حد نہیں مثلاً شراب پینے سے حد ہے لیکن بول پینے میں حد نہیں۔ سود لینا دینا کبیرہ گناہ ہے لیکن اس پر حد نہیں۔ زنا کی تہمت لگانے میں حد ہے۔ لیکن فکری تہمت میں حد نہیں۔ اسی طرح محرمات ابدیہ، منکوحہ غیر اور معتدہ سے نکاح کر کے طہی کرنا کبیرہ ہے مگر اس پر حد نہیں۔

جاننا چاہیے کہ زانی کی حد شریعت میں رجم یا جلد ہے۔ لیکن ایسے زانی کے لیے جو محرمات سے نکاح کر کے زنا کرتا ہے نہ رجم منقول ہے نہ جلد۔ کسی حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے شخص کے لیے رجم یا جلد کا حکم نہیں فرمایا۔ فقہاء پیغمبر کی لائیں سے یہی مراد ہے کہ اس پر نہ رجم نہ ہی جلد۔ البتہ اس کو سخت سے سخت تعزیری دی جائے جو

قتل سے بھی ہو سکتی ہے۔

سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ادرو الحدود بالشبهات ما استعظم

جہاں تک ہو سکے شہادت کے باعث حد کو ساقط کر دیا کرو۔

اس حدیث سے شہادت کے ساتھ حد کا ساقط کرنا تو ثابت ہوا لیکن شہادت کا تعین قرآن و حدیث میں صراحت موجود نہیں۔ ہر مجتہد نے اپنے اجتہاد سے استنباط کیا ہے امام اعظم رحمہ اللہ نے نفس عقد کو شبہ میں داخل سمجھا ہے گو اس عقد کی حرمت پر اتفاق اور وہ جانتا بھی ہو حدیث۔

ایما امرأة نکحت بغیر اذن ولتہا فنکاحہا باطل فان دخل بها فلہا المہر بما استحل من فرجہا۔

امام اعظم کے قول کی تائید کرتی ہے کیوں کہ اس حدیث میں حضور ﷺ نے اس عورت کا جس نے اپنے ولی کے اذن کے بغیر نکاح کر لیا ہو نکاح باطل فرمایا ہے مہر لازم۔ اس عورت کے ساتھ طہی کرنے میں حد لازم نہیں تو ظاہر ہے کہ نکاح کو ایسا داخل ہے جو حد ساقط کر دے۔ معلوم ہوا کہ نفس عقد شبہ ہے اور شہادت سے حد کا ساقط ہونا حدیث میں آیا ہے۔ اس لیے مذکورہ بالا صورتوں میں حد نہیں۔ جو ہر اثنی عشر ص ۷۷ میں لکھا ہے:

وقد اخرج الطحاوی بسند صحیح عن ابن المسیب ان رجلا تزوج امرأة فی عدتہا فرفع الی عمر فضر بها دون الحد وجعل لها الصدق۔ یعنی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں ایک شخص نے معتدہ کے ساتھ نکاح کیا تو یہ معاملہ

حضرت عمر رضی اللہ عنہ تک پہنچا۔ آپ نے دونوں کو حد زنا سے کم مارا اور عورت کو مہر دلوا دیا۔

معلوم ہوا کہ عقد نکاح حد کے سقوط کے لیے شہرہ ہو سکتا ہے اور یہی حضرت امام اعظم نے فرمایا تو معترض کا اعتراض نہ صرف حضرت امام اعظم پر ہے بلکہ صحابہ رسول پر ہے میں تو یہ بھی کہوں گا کہ اعتراض رسول کریم پر بھی ہے کیوں کہ قضایا میں حضرت عمر کا فیصلہ وہی تھا جو رسول کریم کی پیروی سے ماخوذ تھا۔



اعتراض نمبر ۳۷:

درمختار مصری جلد ۳ ص ۱۷۰ میں ہے

ولا یحد بوطی بھیمہ

یعنی چوپائے کے ساتھ بد فعلی کرنے سے بھی حد نہیں ماری جائے گی۔

(سیف محمدی ص ۱۱۹)

جواب:

انفس کو معترض نے اگلی عبارت بل یعذر بلکہ سزا دی جائے تو کیوں ہضم کیا؟ صاحب درمختار نے تو صاف لکھا ہے کہ اس کو سزا دی جائے فقہاء مجتہدین نے حد کی نفی اس لیے کی ہے کہ ایسے شخص کے لیے حدیث میں حد زنا (رجم یا جلد) نہیں ہے۔ بلکہ ترمذی نے ص ۱۷۶ میں ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول نقل کیا ہے:

من اتى بھیمہ فلا حد علیہ

جو شخص چوپائے سے بد فعلی کرے اس پر حد نہیں۔

ترمذی کہتا ہے کہ اہل علم کا اسی پر عمل ہے اور یہی قول احمد و اسحاق کا ہے۔

ترمذی کے حاشیہ میں ہے کہ ائمہ اربعہ اسی طرف گئے ہیں کہ اس پر حد نہیں تعزیر ہے۔

ابوداؤد نے بھی ابن عباس کے قول کو روایت کیا ہے۔

اب فرمائیے! ابن عباس کو کیا کہیں گے؟ امام احمد و اسحاق کو کیا کہیں گے؟ یہ بھی تو وہی

کہہ رہے ہیں جو امام اعظم نے فرمایا ہے۔ ہاں ترمذی اور ابوداؤد کے بارے میں کیا خیال

ہے جنہوں نے یہی مسئلہ اپنی کتابوں میں لکھا؟ اگر یہ لوگ آپ کے دل میں کسی احترام کے

مستحق ہیں تو خدا ارساوئے کہ امام اعظم نے کون سا جرم کیا ہے جو آپ ہاتھ دھو کر ان کے

پیچھے پڑے ہیں؟

اعتراض نمبر ۳۸:

درمختار مصری جلد سوم ص ۱۷۰ میں ہے

او بوطی دبہ

یعنی اغلام (لوٹے بازی) کرنے سے بھی حد نہیں۔ (سیف محمدی ص ۱۲۰)

جواب:

معترض نے یہاں بھی پوری عبارت نقل نہیں کی صاحب درمختار نے ایسے شخص کو آگ

میں جلانا یا اس پر دیوار گرانا یا بلند مکان سے پتروں کے ساتھ گرانا نقل کیا ہے اور بحوالہ فتح

القدیر لکھا ہے کہ اس کو سزا دی جائے، قید کیا جائے یہاں تک کہ مر جائے یا تو بہ کر لے اگر اس

کو لو طت کی عادت ہو تو امام اس کو سیارۃ قتل کرے اتنی عبارت کو معترض ہضم کر گیا۔

ہاں اگر معترض کے پاس کوئی دلیل قرآن و حدیث صحیح سے ہے جس میں بوطی فی الدبر

کے لیے حد ہو جس کی فقہاء نے نفی کی ہے تو پیش کرے۔

اعتراض نمبر ۳۹:

درمختار مصری جلد سوم ص ۱۷۲ میں ہے

او زنی فی دار الحرب او البغی

یعنی حربی کا فرد یا باغیوں کی سلطنت میں زنا کرنے سے بھی حد نہیں۔

(سیف محمدی ص ۱۲۳)

جواب:

معترض اگر فتح القدیر کا یہ مقام دیکھتا تو اسے یہ حدیث مل جاتی جس کو امام محمد نے سیر

کبیر میں روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا:

من زنی او سرق فی دار الحرب واصاب بها حدا فہ حرب فخرج الینا

فانہ لا یقام علیہ الحد۔

جو شخص دار الحرب میں زنا یا چوری کرے اور حد کو پہنچ جائے پھر وہاں سے بھاگ کر

اسلامی حکومت میں آجائے تو اس پر حد نہیں لگائی جائے گی چونکہ معترض اعتراض کر چکا ہے

اس لیے یہ امید نہیں کہ وہ اپنا اعتراض واپس لے بلکہ یقین ہے کہ اس حدیث پر کوئی نہ کوئی

اعتراض ہی کرے گا۔

اعتراض نمبر ۴۰:

درمختار مصری جلد ۳ ص ۱۷۲ میں ہے

ولا حد بزنا غیر مکلف بمکلفه مطلقا

یعنی نابالغ وغیرہ غیر مکلف مرد اگر بالغ مکلفہ عورت سے زنا کرے تو دونوں پر حد نہیں۔ (سیف محمدی ص ۱۲۷)  
جواب:

نابالغ غیر مکلف پر تو سقوط حد خفا ہر ہے کہ وہ غیر مکلف ہے۔ لیکن عورت پر اس لیے حد نہیں کہ اصل زنا مرد کا فعل ہے۔ عورت فعل کا مکمل ہے اسی لیے مرد کو واپسی زانی کہتے ہیں اور عورت کو موطوءہ منیہ۔ البتہ مجازاً عورت کو بھی زانیہ کہا جاتا ہے۔ زنا اس شخص کے فعل کو کہتے ہیں جو اس سے بچنے کا مخاطب ہو اور کرگزرنے سے عاصی اور وہ عاقل و بالغ مرد ہو گا نہ کہ بچہ یا دیوانہ کیوں کہ یہ دونوں احکام شرعیہ کے پابند نہیں۔ عورت اگرچہ فعل زنا کا مکمل ہے لیکن اس کو حد اسی صورت میں جب کہ وہ زنا کرنے پر ایسے مرد کو موقع دے جو زنا سے بچنے کا مخاطب ہو اور کرگزرنے سے گنہگار۔ چونکہ ضرورت مذکورہ میں عورت نے جس لڑکے کو زنا کا موقع دیا وہ نہ عاقل ہے نہ بالغ اس لیے عورت پر بھی حد نہیں۔

اعتراض نمبر ۳۱:

در مختار مصری جلد ۳ ص ۱۷۲ میں ہے

ولا حد بزنا بالمستاجر له

یعنی جس عورت کو زنا کاری کے لیے اجرت دی ہو اور اس سے زنا کرے تو اس پر حد نہیں۔ (سیف محمدی ص ۱۳۱)

جواب:

میں کہتا ہوں کہ تعصب ایسی بری بلا ہے جو اچھے خاصے آدمی کو اندھا کر دیتا ہے۔

در مختار میں اسی عبارت کے آگے لکھا ہے

والحق وجوب الحد

حق یہ ہے کہ حد واجب ہے۔

افسوس کہ معترض حق بات نظر نہ آئی۔

اعتراض نمبر ۳۲:

در مختار مصری جلد ۳ ص ۱۷۲ میں ہے

وكذا لو قال اشتريتها

یعنی ایک آزاد عورت سے زنا کیا پھر کہہ دیا کہ میں نے تو اسے خریدا ہے تو اس پر بھی حد نہیں۔ (سیف محمدی ص ۱۳۲)

جواب:

میں کہتا ہوں جب اس نے کہا کہ میں نے اسے خریدا ہے تو اس کے حلال ظن کرنے سے اشتباہ ہو گیا۔ کیوں کہ وہ ملک کا مدعی ہوا۔ اگر ملک ثابت ہو جاتی تو وہی حرام نہ ہوئی۔ چون کہ وہ عورت آزاد ہے اس لیے ملک ثابت نہ ہوئی اور وہی حرام ہوئی مگر اس پر یہ امر مشتبہ رہا۔ علامہ شامی فرماتے ہیں:

اشتبه عليه الامر بظنه الحل

اس کے حلال ظن کرنے سے اس پر یہ امر مشتبہ ہوا۔

یہ شبہ فعل ہے اور شبہات کے وقت حد و ساقط ہو جاتی ہے۔

اعتراض نمبر ۳۳:

در مختار مصری جلد سوم ص ۱۷۳ میں ہے:

ولو غصبها ثد زنا بها

یعنی اگر کسی لونڈی کو غصب کر لیا پھر اس سے زنا کاری کی پھر قیمت کا ضامن ہو گیا تو اس پر بھی زنا کی حد نہیں۔ (سیف محمدی ص ۱۳۴)

جواب:

میں کہتا ہوں قیمت کا ضامن ہونا اس لونڈی کی ملک کا سبب ہے جب وہ قیمت کا ضامن ہو گیا تو لونڈی اس کی ملک ہو گئی۔ اقامت حد سے پہلے لونڈی کا مالک ہو جانا ملک منافع میں شبہ پیدا کرتا ہے شبہ سے چونکہ حد و ساقط ہو جاتی ہے اس لیے اس پر حد ساقط ہو گئی۔

من ادعی خلاف ذالک فعلیہ البیان.  
اعتراض نمبر ۳۲:

در مختار مصری جلد سوم ص ۷۳ میں ہے

ولا یحد

یعنی خلیفہ مسلمان آزاد بادشاہ پر بھی زنا کاری وغیرہ کی حد نہیں لگائی جائے گی۔ مثلاً شراب پیے، تہمت لگائے، چوری کرے، زنا کاری کرے کسی چیز پر حد نہ لگے گی۔

(سیف محمدی ص ۱۳۵)

جواب:

میں کہتا ہوں کہ حدود حقوق اللہ سے ہیں ان کا اجرا و اقامت بادشاہ سے متعلق ہے۔

جب بادشاہ ایسا ہو کہ اس کے اوپر کوئی بادشاہ نہ ہو تو وہ اپنی ذات پر اقامت حدود نہیں کر سکتا۔ اس پر حد نہیں۔

اعتراض نمبر ۳۵:

در مختار مطبوعہ دار الکتب مصر جلد چہارم میں ہے

لا ربو بین سید و عبیدہ

یعنی غلام اور آقا کے درمیان سودی لین دین میں کوئی حرج نہیں ہے۔

(سیف محمدی ص ۱۳۶)

جواب:

میں کہتا ہوں مطلقاً نہیں بلکہ در مختار میں تصریح ہے کہ غلام مدیون مستغرق نہ ہو معترض نے اس قید کو اڑا دیا۔ غلام جب مدیون نہ ہو تو خود غلام اور جو کچھ غلام کی ملک میں ہے وہ آقا کی ملک ہے اس لیے یہاں سود تحقق ہی نہیں ہوتا جہاں بیع تحقق نہیں وہاں ربا کہاں اگر معترض کے پاس اس کے برخلاف کوئی دلیل ہے تو پیش کرے۔

اعتراض نمبر ۳۶:

در مختار مصری جلد چہارم ص ۲۰۹ میں ہے

لا بین حربی و مسلمہ

یعنی حربی کا کافر سے مسلمان سود لے سکتا ہے کوئی حرج نہیں۔ (سیف محمدی ص ۱۳۷)

جواب:

میں کہتا ہوں حضرت عباس رضی اللہ عنہ مکہ معظمہ میں فتح مکہ سے پہلے مسلمان ہو کر کافروں سے سود کا معاملہ کرتے رہے۔ حضور ﷺ نے عرفہ کے دن حجۃ الوداع میں فرمایا:

”پہلا سود جو کہ میں موقوف کر رہا ہوں، عباس کا سود ہے۔ (اخراج المسلم)

علامہ ترکمانی جو ہر لسانی جلد ۲ ص ۲۰۲ میں فرماتے ہیں کہ ربا حرام ہو چکا تھا اور عباس مکہ میں فتح مکہ تک ربا کا معاملہ کیا کرتے تھے۔

امام طحاوی فرماتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ کا عباس کے ربا کو موقوف کرنا اس امر پر دلالت کرتا ہے کہ مسلمان اور مشرک میں دار الحرب میں ربا جائز ہے۔ ابو حنیفہ، سفیان ثوری اور ابراہیم نخعی رحمہم اللہ بھی جائز کہتے ہیں۔ رسول کریم ﷺ کا یہ فرمانا کہ جاہلیت کا ربا موقوف ہے اس امر پر دلیل ہے کہ اس وقت تک ربا قائم تھا۔ یہاں تک کہ فتح ہو کر جاہلیت جاتی رہی، عباس کا ربا موقوف کرنا اس بات پر دلیل ہے کہ اس وقت بھی وہ جائز تھا کیوں کہ موقوف وہی ہوتا ہے جو قائم ہو فقید ابو الولید فرماتے ہیں کہ یہ استدلال صحیح ہے کیوں کہ مشرکین و مسلمین میں دار الحرب میں ربا حلال نہ ہوتا تو عباس کا ربا اسی وقت سے موقوف ہو جاتا۔ جس وقت وہ مسلمان ہوئے تھے اور اسلام کے بعد جو کچھ لیا ہوتا، واپس کیا جاتا کیوں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وان تبشروا فلکم رؤس اموالکم

”اگر تم کو توبہ کر دو تو اصل مال تمہارا لیے لے حلال ہے۔“

حجۃ الوداع میں حضور ﷺ نے عباس رضی اللہ عنہ کا ربا موقوف کیا تو اسلام لانے کے بعد جو کچھ وہ لے چکے تھے۔ اگر ناجائز ہوتا تو واپس کر لیا جاتا۔ چون کہ ایسا نہیں ہوا اس لیے معلوم ہوا کہ دار الحرب میں ربا مسلمان اور حربیوں میں تحقق نہیں ہوتا۔ اس کے علاوہ ایک ضعیف حدیث میں آیا ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا:



لا ربابین اهل الحرب واخله قال اهل الاسلام.

(نقلۃ الزیلعی عن البیہقی)

مسلمان اور حربی کے درمیان سود نہیں ہے۔

یہ حدیث گویا غریب ہے لیکن عباس رضی اللہ عنہ کی حدیث کی موید ہو سکتی ہے۔

اعتراض نمبر ۳۷:

در مختار مصری مطبوعہ دارالکتب جلد چہارم ص ۲۰۹ میں ہے

لان مالہ ثمنہ مباح

یعنی حربی کا فروں کے مال دار الحرب میں مباح ہیں۔ (خواہ شراب بیچ کر لے، خواہ

جوئے بازی یا چوری سے لے ہر طرح جائز ہے) یہاں تک کہ دار الحرب میں جو مسلمان ہو

اس سے بھی سود لے سکتا ہے۔ (سیف محمدی ص ۱۴۰)

جواب:

میں کہتا ہوں چوری کی اجازت در مختار میں نہیں۔ در مختار میں تصریح ہے:

یحمل برضاه مطلقا بلا عذر

حربی کی رضامندی سے جو مال لے حلال ہے۔ مگر عذر نہ ہو۔ اب سنئے! صدیق حسن

بہو پالوی روضہ الندیہ ص ۱۴۰ میں لکھتا ہے:

ثم نقول اموال اهل الحرب على اصل الاباحة يجوز لكل احد اخذ ما

شاء منها كيف شاء قبل التامین بهم

اہل حرب کے اموال مباح ہیں ان کو امان دینے سے پہلے ہر شخص کو جائز ہے کہ ان

اموال سے جو چاہے جس طرح چاہے لے لے۔

اسی طرح عرف الجادی میں ہے یہ مسئلہ تو معترض کے گھر کا ہی نکل آیا۔ ہاں اگر

معترض کے نزدیک اہل حرب کا مال اباحہ اصولی میں نہیں تو اس کی دلیل بیان کرے۔

اور جو شخص دار الحرب میں مسلمان ہو اور ہجرت کر کے دارالاسلام میں نہ آئے اس کا

مال بھی معصوم نہیں۔ من ادعی خلاف ذالک فعبیہ البیان

اعتراض نمبر ۳۸:

در مختار مطبوعہ دارالکتب مصر جلد پنجم ص ۳۸ میں ہے

ولو اخذ بلا شرط مباح

یعنی گناہ کے کاموں پر (مثلاً گانے بجانے نوہ کرنے اور کھیل تماشوں وغیرہ پر) بغیر

شرط کے اجرت اور بدلہ لینا مباح ہے۔ (سیف محمدی ص ۱۳۳)

جواب:

میں کہتا ہوں اس لیے مباح ہے کہ بلا شرط لینے سے اجارہ متحقق نہیں ہوتا تو وہ اجرت نہ

ہوئی جو شخص مطلقاً منع کرتا ہے شرط سے ہو یا بلا شرط وہ دلیل بیان کرے۔

اعتراض نمبر ۳۹:

در مختار مصری جلد پنجم ص ۲۴۷ میں ہے

وعن الامام الما یحرم اذا مس الجلد

یعنی ریشم اگر جسم سے لگتا ہو تو پہننا حرام ہے اور اگر کسی کپڑے کے اوپر کپڑا مرد پہنے تو

حرام نہیں۔ (سیف محمدی ص ۱۳۵)

جواب:

میں کہتا ہوں معترض کو یہ عبارت کیوں نظر نہ آئی جو در مختار میں ہے:

یحرم لبس الحریر ولو بحائل بینہ و بین بدنہ علی المذہب الصحیح

صحیح مذہب میں ریشم کا (مرد کے لیے) پہننا حرام ہے خواہ کپڑے پر ہی کیوں نہ ہو۔

دیکھئے صاحب در مختار میں تو کپڑے کے اوپر بھی ریشم پہننا حرام لکھا ہے پھر ایک غیر

صحیح روایت لکھ کر اعتراض کرنا متعصب معترض کے سوا کسی کا کام نہیں ہو سکتا۔

علامہ شامی رحمہ اللہ اس عبارت کے متعلق فرماتے ہیں:

انه مخالف لما فی المتون الموضوعه لنقل المذہب فلا يجوز العمل

والفتویٰ بہ.

یہ روایت متون معتبرہ کے خلاف ہے جو کہ (امام اعظم کے) مذہب کی نقل کے لیے

دفع کیے گئے ہیں تو اس پر عمل اور فتویٰ جائز نہیں۔

معتز جانتا ہوگا کہ محدثین جو احادیث نقل کرتے ہیں ان میں ضعیف بھی ہوتی ہیں، ایک محدث حدیث نقل کرتا ہے دوسرا ضعیف قرار دیتا ہے جس طرح ہاں احادیث ضعیف محدثین کے نزدیک قابل حجت نہیں ہوتیں اسی طرح فقہ کی وہ روایت جس کو فقہاء نے ضعیف یا مترک العمل قرار دیا ہو۔ حضرات فقہاء کے ہاں قابل حجت نہیں ہوتی۔  
اعتراف نمبر ۵۰:

در مختار مصری مطبوع دار الکتب جلد پنجم ص ۳۳۰ میں ہے

والخنزیر لیس بنجس العین عند ابی حنیفہ  
یعنی سورامام ابوحنیفہ کے نزدیک نجس العین نہیں یعنی سورنا پاک نہیں۔

(سیف محمدی ص ۱۳۶)

جواب:

میں کہتا ہوں بنسما یا مکرہ بہ ایمانکم ان کنتھ مومنین  
در مختار میں تو صاف تصریح ہے۔

لا بنخنزیر لنجاسة عینہ

خنزیر کے ساتھ شکار جائز نہیں اس لیے کہ وہ نجس عین ہے۔ آگے فرماتے ہیں:

وعليه ولا يجوز بالكلب علی القول بنجاسة عینہ الا ان يقال ان النص

رد فيه وبه يندفع قول القهستانی ان الكلب نجس العین عند بعضهم

والخنزیر لیس بنجس العین عند ابی حنیفہ علی ما فی التجدید وغیرہ انتھنی

اس بنا پر کہ نجس العین کے ساتھ شکار جائز نہیں تو کتے کے ساتھ بھی شکار جائز نہیں ہونا

چاہیے کہ اس کو بعض نجس عین کہتے ہیں ہاں یہ کہا جائے گا کہ کتے کے بارے میں نص وارد ہو

چکی ہے اس لیے اس کے ساتھ شکار جائز ہوگا گو نجس عین ہو۔ لیکن خنزیر کے ساتھ نص وارد

نہیں اس لیے اس کے نجس عین ہونے کے سبب اس کے ساتھ شکار جائز نہیں۔ اس سے

قتبستانی کی بات رد ہوگئی کہ کتا بعض کے نزدیک نجس عین ہے اور امام صاحب کے نزدیک

خنزیر نجس عین نہیں۔

دیکھئے صاحب! در مختار تو قہستانی کے قول کو رد کر کے سور کو نجس عین قرار دیتا ہے۔ بحر الرائق، عالمگیری، طحاوی اور دیگر کتب فقہ حنفیہ میں بھی سور کو نجس عین لکھا ہے علامہ شامی بھی یہی لکھتے ہیں لیکن معتز ان سب سے آنکھیں بند کر کے در مختار کی طرف اس مسئلہ کی نسبت کر کے اعتراض کر رہا ہے۔ جب کہ ہم یہ ثابت کر چکے ہیں کہ در مختار نے بھی سور کو نجس عین ہی لکھا ہے۔

معتز اس بات پر کمر بستہ ہے کہ احناف کو بدنام کیا جائے خواہ جھوٹ بول کر اور خواہ عبارات میں قطع و برید کر کے جب ان کے علماء کا یہ حال ہے تو جہلاء کا عالم کیا ہوگا؟

مولانا محمد اشرف سلیم غیر مقلد کی کتاب

# احادیث نبویہ ﷺ اور فقہ حنفیہ پر ایک نظر

مرتب

پیر جی سید مشتاق علی شاہ

ناشر

پیر سید عبدالمتین محلہ گوہند گڑھ، گلی نمبر ۸ مکان نمبر ۳۶/سی کالج روڈ

گوجرانوالہ، پنجاب، پاکستان

فون نمبر: 0333-8182910



بسم اللہ الرحمن الرحیم

## ابتدائیہ

ہمارے ایک دوست نے مولانا محمد اشرف صاحب غیر مقلد کی کتاب احادیث نبویہ اور فقہ حنفیہ لا کردی اور اس کا جواب لکھنے کا حکم کیا، احقر نے جب کتاب کو پڑھا تو بہت حیرانگی ہوئی کہ ایک مسئلہ بھی مصنف نے اپنی تحقیق سے نہیں لکھا صاحب کچھ سرقہ کیا ہوا ہے اور تمام مسائل جن پر اعتراضات کیے گئے ہیں وہ سو سال پرانے ہیں جن کے جوابات علماء اہل سنت بار بار دے چکے ہیں۔

مصنف نے اکثر مواد ظفر البین اور حقیقت الفقہ سے لیا ہے۔ ان دونوں کتابوں کے جوابات اسی دور میں لکھے جا چکے تھے۔ ظفر البین کے جواب میں کئی کتابیں لکھی گئی تھیں جن میں سے چند کے نام یہ ہیں:

۱..... فتح البین فی کشف مکائد غیر المقلدین، تالیف مولانا منصور علی خان بریلوی مراد آبادی شاگرد مولانا محمد قاسم نانوتوی بریلوی۔

یہ کتاب میر محمد کتب خانہ کراچی سے شائع ہو چکی ہے اور عام مل جاتی ہے۔

۲..... نصر المقلدین، حافظ احمد علی بیالوی بریلوی

۳..... نصرة المجتہدین، مولانا وکیل احمد سکندر پوری بریلوی

یہ کتاب میراجی کتب خانہ ۸ گوبند گڑھ گوجرانوالہ پاکستان سے ۱۱۸ سال بعد طبع ہوئی ہے۔

اسی طرح حقیقت الفقہ کے جواب میں بھی کئی کتابیں لکھی گئی ہیں۔ مثلاً

۱..... نصیحة الشیخ فی جواب حقیقت الفقہ تالیف مولانا محمد عالم آسی

امرتری۔ یہ کتاب ابھی تک ہمیں نہیں ملی۔

۲..... رد حقیقت الفقہ، تالیف مفتی مہدی حسن بریلوی، یہ حقیقت الفقہ کا مکمل

جواب ہے۔ یہ کتاب بھی ابھی تک نہیں ملی۔

۳..... اقامة البرہان، تالیف مفتی مہدی حسن بریلوی

۴..... تحقیق المتین، تالیف مفتی مہدی حسن بریلوی

ان دونوں رسالوں میں حقیقت الفقہ کے بعض مسائل کا جواب ہے اور مطبوعہ ہیں۔

۵..... حقائق الفقہ بجواب حقیقت الفقہ مرتب سید مشتاق علی

۶..... حقیقت الفقہ کا ایک مکمل و مدلل جواب تین جلدوں میں نصرۃ الفقہ بجواب حقیقت الفقہ کے نام سے حضرت مولانا عبدالرشید نعمانی بریلوی نے بھی اپنے شاگردوں سے لکھوایا ہے مگر حال شائع نہیں ہوا۔ دعارفا مائیں اور احقر کے ساتھ تعاون بھی فرمائیں تاکہ یہ عظیم اور عظیم کتاب بھی شائع ہو جائے۔

قارئین کرام تفصیل کے لیے تو اصل کتابوں کی طرف رجوع فرمائیں۔ ہم تو یہاں پر صرف یہ بتانا چاہتے ہیں کہ یہ ساری کتاب چوری کر کے بنائی گئی ہے۔

یہ کتاب ۳۰x۱۶/۲۰ سائز کے ۹۶ صفحات پر مشتمل ہے ۹ سے ۶۳ تک ۸۲ مسائل وہ نقل کیے ہیں جو مصنف کے نزدیک حدیث کے خلاف ہیں پھر ص ۶۵ سے ۸۹ تک وہ مسائل ذکر کیے ہیں جو مصنف کے نزدیک شرمناک اور مردود ہیں۔ ہم ترتیب وار ان کا تجزیہ پیش کرتے ہیں۔

پہلے فقہ اور حدیث کے تضاد والے مسائل ایک نظر میں ملاحظہ فرمائیں۔ مسئلہ نمبر ۱:

حنفی مذہب میں بلی کا جوٹھا مکروہ ہے۔ (احادیث نبویہ اور فقہ حنفی ص ۹) یہ مسئلہ ظفر البین ج ۲ ص ۳۶ سے لیا ہے۔

مسئلہ نمبر ۲:

حنفی مذہب اور چوپایوں کا جوٹھا۔ (احادیث نبویہ اور فقہ حنفی ص ۱۰) یہ مسئلہ ظفر البین ج ۲ ص ۳۹ سے لیا ہے۔

مسئلہ نمبر ۳:

حنفی مذہب اور ماکول اللحم جانوروں کا پیشاب۔ (احادیث نبویہ اور فقہ حنفی ص ۱۰) یہ مسئلہ ظفر البین ج ۲ ص ۴۰ سے لیا ہے۔

مسئلہ نمبر ۴:

حنفی مذہب میں دوہری اذان بھی ناجائز ہے۔ (احادیث نبویہ اور فقہ حنفی ص ۱۱)

یہ مسئلہ ظفر السبین ج ۲ ص ۴۱ سے لیا ہے۔

مسئلہ نمبر ۵:

حنفی مذہب میں اکبری اقامت ناجائز ہے۔ (احادیث نبویہ اور فقہ حنفی ص ۱۲)

یہ مسئلہ ظفر السبین ج ۲ ص ۴۳ سے لیا ہے۔

مسئلہ نمبر ۶:

حنفی مذہب اور احادیث اربعہ کی مخالفت۔ (احادیث نبویہ اور فقہ حنفی ص ۱۲)

یہ مسئلہ ظفر السبین ج ۲ ص ۴۵ سے لیا ہے۔

مسئلہ نمبر ۷:

حنفی مذہب اور تکبیر تحریر میں تبدیلی (احادیث نبویہ اور فقہ حنفی ص ۱۳)

یہ مسئلہ ظفر السبین ج ۲ ص ۴۸ سے لیا ہے۔

مسئلہ نمبر ۸:

حنفی مذہب میں دونوں ہاتھوں کی جگہ (احادیث نبویہ اور فقہ حنفی ص ۱۴)

یہ مسئلہ ظفر السبین ج ۲ ص ۴۹ سے لیا ہے۔

مسئلہ نمبر ۹:

حنفی مذہب اور نابالغ لڑکے کی امامت۔ (احادیث نبویہ اور فقہ حنفی ص ۱۴)

یہ مسئلہ ظفر السبین ج ۲ ص ۵۰ سے لیا ہے۔

مسئلہ نمبر ۱۰:

فرض پڑھنے والا متقل کے پیچھے نماز نہ پڑھے۔ (احادیث نبویہ اور فقہ حنفی ص ۱۵)

یہ مسئلہ ظفر السبین ج ۲ ص ۵۲ سے لیا ہے۔

مسئلہ نمبر ۱۱:

حنفی مذہب اور نماز میں تین قدم (احادیث نبویہ اور فقہ حنفی ص ۱۶)

یہ مسئلہ ظفر السبین ج ۲ ص ۵۷ سے لیا ہے۔

مسئلہ نمبر ۱۲:

حنفی مذہب اور خلاف حدیث (احادیث نبویہ اور فقہ حنفی ص ۱۶)

یہ مسئلہ ظفر السبین ج ۲ ص ۵۹ سے لیا ہے۔

مسئلہ نمبر ۱۳:

حنفی مذہب اور غلام کی امامت۔ (احادیث نبویہ اور فقہ حنفی ص ۱۷)

یہ مسئلہ ظفر السبین ج ۲ ص ۶۰ سے لیا ہے۔

مسئلہ نمبر ۱۴:

حنفی مذہب اور نماز وتر (احادیث نبویہ اور فقہ حنفی ص ۱۷)

یہ مسئلہ ظفر السبین ج ۲ ص ۶۲ سے لیا ہے۔

مسئلہ نمبر ۱۵:

حنفی مذہب اور بلا وضو خطبہ جمعہ (احادیث نبویہ اور فقہ حنفی ص ۱۸)

یہ مسئلہ ظفر السبین ج ۲ ص ۶۳ سے لیا ہے۔

مسئلہ نمبر ۱۶:

حنفی مذہب سبحان اللہ یا اللہ اکبر کی جگہ کافی ہے۔ (احادیث نبویہ اور فقہ حنفی ص ۱۹)

یہ مسئلہ ظفر السبین ج ۲ ص ۶۴ سے لیا ہے۔

مسئلہ نمبر ۱۷:

جمعہ کے دن توحید مسجد پڑھنا جائز نہیں۔ (احادیث نبویہ اور فقہ حنفی ص ۲۰)

یہ مسئلہ ظفر السبین ج ۲ ص ۶۵ سے لیا ہے۔

مسئلہ نمبر ۱۸:

حنفی مذہب اور نماز عیدین میں چھ تکبیریں (احادیث نبویہ اور فقہ حنفی ص ۲۰)

یہ مسئلہ ظفر السبین ج ۲ ص ۶۷ سے لیا ہے۔

مسئلہ نمبر ۱۹:

حنفی مذہب اور کنن میں کریمہ (احادیث نبویہ اور فقہ حنفی ص ۲۱)

یہ مسئلہ ظفر اکسین ج ۲ ص ۶۸ سے لیا ہے۔  
مسئلہ نمبر ۲۰:

حنفی مذہب اور نماز فجر روشن کر کے پڑھنا (احادیث نبویہ اور فقہ حنفیہ ص ۲۱)  
یہ مسئلہ ظفر اکسین ج ۲ ص ۶۹ سے لیا ہے۔  
مسئلہ نمبر ۲۱:

امام میت کے سینہ کے برابر کھڑا ہو۔ (احادیث نبویہ اور فقہ حنفیہ ص ۲۲)  
یہ مسئلہ ظفر اکسین ج ۲ ص ۷۸ سے لیا ہے۔  
مسئلہ نمبر ۲۲:

حنفی زکوٰۃ کا گورکھ دھندا (احادیث نبویہ اور فقہ حنفیہ ص ۲۳)  
یہ مسئلہ ظفر اکسین ج ۲ ص ۸۲ سے لیا ہے۔  
مسئلہ نمبر ۲۳:

غلاموں کا صدقہ فطر ان ضروری نہیں۔ (احادیث نبویہ اور فقہ حنفیہ ص ۲۳)  
یہ مسئلہ ظفر اکسین ج ۲ ص ۸۲ سے لیا ہے۔  
مسئلہ نمبر ۲۴:

حنفی مذہب میں صدقہ فطر ان (احادیث نبویہ اور فقہ حنفیہ ص ۲۳)  
یہ مسئلہ ظفر اکسین ج ۲ ص ۸۲ سے لیا ہے۔  
مسئلہ نمبر ۲۵:

عورت اپنے خاوند کو زکوٰۃ نہیں دے سکتی۔ (احادیث نبویہ اور فقہ حنفیہ ص ۲۴)  
یہ مسئلہ ظفر اکسین ج ۲ ص ۸۲ سے لیا ہے۔  
مسئلہ نمبر ۲۶:

حنفی مذہب میں نقلی روزہ کی قضاء واجب ہے۔ (احادیث نبویہ اور فقہ حنفیہ ص ۲۵)  
یہ مسئلہ ظفر اکسین ج ۲ ص ۹۱ سے لیا ہے۔  
مسئلہ نمبر ۲۷:

عورت کا محرم کے بغیر سفر کرنا جائز ہے۔ (احادیث نبویہ اور فقہ حنفیہ ص ۲۵)

یہ مسئلہ ظفر اکسین ج ۲ ص ۹۷ سے لیا ہے۔  
مسئلہ نمبر ۲۸:

کافر ذمی کا مسجد حرام میں داخلہ (احادیث نبویہ اور فقہ حنفیہ ص ۲۶)  
یہ مسئلہ ظفر اکسین ج ۲ ص ۱۰۲ سے لیا ہے۔  
مسئلہ نمبر ۲۹:

تیرہویں تاریخ زوال سے پہلے نکاح یاں مارنا (احادیث نبویہ اور فقہ حنفیہ ص ۲۷)  
یہ مسئلہ ظفر اکسین ج ۲ ص ۱۰۳ سے لیا ہے۔  
مسئلہ نمبر ۳۰:

حنفی مسلمان کا کافر ذمیہ کے ساتھ حنفی نکاح۔ (احادیث نبویہ اور فقہ حنفیہ ص ۲۷)  
یہ مسئلہ ظفر اکسین ج ۲ ص ۱۳۴ سے لیا ہے۔  
مسئلہ نمبر ۳۱:

حنفی مذہب میں عمرہ کی ادائیگی۔ (احادیث نبویہ اور فقہ حنفیہ ص ۲۸)  
یہ مسئلہ ظفر اکسین ج ۲ ص ۱۳۰ سے لیا ہے۔  
مسئلہ نمبر ۳۲:

حج کے روزوں میں قرآن کی مخالفت۔ (احادیث نبویہ اور فقہ حنفیہ ص ۲۹)  
یہ مسئلہ ظفر اکسین ج ۲ ص ۱۲۹ سے لیا ہے۔  
مسئلہ نمبر ۳۳:

صاحب استطاعت نابینے پر بھی حج فرض نہیں۔ (احادیث نبویہ اور فقہ حنفیہ ص ۲۹)  
یہ مسئلہ ظفر اکسین ج ۲ ص ۱۲۹ سے لیا ہے۔  
مسئلہ نمبر ۳۴:

حنفی مذہب میں حنفی نکاح (احادیث نبویہ اور فقہ حنفیہ ص ۳۰)  
یہ مسئلہ ظفر اکسین ج ۲ ص ۱۲۳ سے لیا ہے۔  
مسئلہ نمبر ۳۵:

حدود حرم کے اندر اجرائے حد کی معافی (احادیث نبویہ اور فقہ حنفیہ ص ۳۰)



یہ مسئلہ ظفر البین ج ۲ ص ۱۱۸ سے لیا ہے۔  
مسئلہ نمبر ۳۶:

حنفی مذہب اور طلاق مکروہ کا جواز۔ (احادیث نبویہ اور فقہ حنفیہ ص ۳۱)  
یہ مسئلہ ظفر البین ج ۲ ص ۱۳۶ سے لیا ہے۔  
مسئلہ نمبر ۳۷:

مطلقہ عورت کو گھر سے نکلنا جائز نہیں۔ (احادیث نبویہ اور فقہ حنفیہ ص ۳۱)  
یہ مسئلہ ظفر البین ج ۲ ص ۱۴۱ سے لیا ہے۔  
مسئلہ نمبر ۳۸:

حنفی مذہب اور زندہ جانور کے بدلے گوشت بیچنا۔ (احادیث نبویہ اور فقہ حنفیہ ص ۳۲)  
یہ مسئلہ ظفر البین ج ۲ ص ۱۴۵ سے لیا ہے۔  
مسئلہ نمبر ۳۹:

مسلمان کا فرضی کے بدلے میں قتل ہوگا۔ (احادیث نبویہ اور فقہ حنفیہ ص ۳۳)  
یہ مسئلہ ظفر البین ج ۲ ص ۱۴۸ سے لیا ہے۔  
مسئلہ نمبر ۴۰:

گوہ کا کھانا مکروہ اور حرام ہے۔ (احادیث نبویہ اور فقہ حنفیہ ص ۳۳)  
یہ مسئلہ ظفر البین ج ۲ ص ۱۵۰ سے لیا ہے۔  
مسئلہ نمبر ۴۱:

حنفی مذہب اور قتل میں قصاص کی معافی (احادیث نبویہ اور فقہ حنفیہ ص ۳۴)  
یہ مسئلہ ظفر البین ج ۲ ص ۱۵۸ سے لیا ہے۔  
مسئلہ نمبر ۴۲:

حنفی مذہب اور ریشم کا استعمال (احادیث نبویہ اور فقہ حنفیہ ص ۳۴)  
یہ مسئلہ ظفر البین ج ۲ ص ۱۶۰ سے لیا ہے۔  
مسئلہ نمبر ۴۳:

گدھے کو گھوڑی پر چڑھانا جائز ہے۔ (احادیث نبویہ اور فقہ حنفیہ ص ۳۵)

یہ مسئلہ ظفر البین ج ۲ ص ۱۶۱ سے لیا ہے۔  
مسئلہ نمبر ۴۴:

مسلمان اور کافر کی دیت برابر ہے۔ (احادیث نبویہ اور فقہ حنفیہ ص ۳۶)  
یہ مسئلہ ظفر البین ج ۲ ص ۱۶۴ سے لیا ہے۔  
مسئلہ نمبر ۴۵:

مقتول کے کوئی کو دیت کا اختیار نہیں۔ (احادیث نبویہ اور فقہ حنفیہ ص ۳۶)  
یہ مسئلہ ظفر البین ج ۲ ص ۱۶۵ سے لیا ہے۔  
مسئلہ نمبر ۴۶:

استیجاب کے لیے کوئی عدد مسنون نہیں۔ (احادیث نبویہ اور فقہ حنفیہ ص ۳۷)  
یہ مسئلہ ظفر البین ج ۲ ص ۱۶۹ سے لیا ہے۔  
مسئلہ نمبر ۴۷:

ہڈی کو بر کے ساتھ استیجاب جائز ہے۔ (احادیث نبویہ اور فقہ حنفیہ ص ۳۸)  
یہ مسئلہ ظفر البین ج ۲ ص ۱۷۱ سے لیا ہے۔  
مسئلہ نمبر ۴۸:

حنفی مذہب میں کوئی خاص سورت مقرر کرنا مکروہ ہے۔ (احادیث نبویہ اور فقہ حنفیہ ص ۳۸)  
یہ مسئلہ ظفر البین ج ۲ ص ۱۷۲ سے لیا ہے۔  
مسئلہ نمبر ۴۹:

حنفی مذہب میں سجدہ شکر مکروہ ہے۔ (احادیث نبویہ اور فقہ حنفیہ ص ۳۹)  
یہ مسئلہ ظفر البین ج ۲ ص ۱۷۴ سے لیا ہے۔  
مسئلہ نمبر ۵۰:

فقتہ حنفیہ اور تلہر کا آخری وقت۔ (احادیث نبویہ اور فقہ حنفیہ ص ۳۹)  
یہ مسئلہ ظفر البین ج ۲ ص ۱۷۶ سے لیا ہے۔

نوٹ: یہ پچاس مسئلے اشرف سلیم صاحب نے صرف ایک کتاب ہی سے لیے ہیں  
آگے ۳۳ مسئلوں میں سے ۲۳ مسئلے مقلدین ائمہ کی عدالت میں سے لیے ہیں باقی ۱۱ دیگر

کتب سے لیے ہیں۔ ایک بھی مسئلہ ایسا نہیں جو انہوں نے خود تحقیق کر کے لکھا ہو صرف اپنے اکابر کی تقلید کی ہے۔

مسئلہ نمبر ۵۱:

فقہ حنفی اور آٹھ قرآنی آیات کی مخالفت۔ (احادیث نبویہ اور فقہ حنفیہ ص ۴۰)

یہ مسئلہ مقلدین ائمہ کی عدالت میں ص ۱۲۰ اور ظفر امین ج ۲ ص ۵۶ سے لیا ہے۔

مسئلہ نمبر ۵۲:

فقہ مذہب میں چوری کی حد معاف ہے۔ (احادیث نبویہ اور فقہ حنفیہ ص ۴۱)

یہ مسئلہ مقلدین ائمہ کی عدالت میں ص ۱۲۹ اور شیخ محمدی ص ۱۳۳ سے لیا ہے۔

مسئلہ نمبر ۵۳:

حنفی مذہب اور عمرات ابدیہ سے نکاح۔ (احادیث نبویہ اور فقہ حنفیہ ص ۴۱)

یہ مسئلہ مقلدین ائمہ کی عدالت میں ص ۲۲۰ اور ظفر امین حصہ اول ص ۱۹۹ سے لیا ہے۔

مسئلہ نمبر ۵۴:

فقہ حنفیہ اور قرآن کی بغاوت۔ (احادیث نبویہ اور فقہ حنفیہ ص ۴۲)

یہ مسئلہ مقلدین ائمہ کی عدالت میں ص ۲۱۷ اور ظفر امین حصہ اول ص ۱۸۶ سے لیا ہے۔

مسئلہ نمبر ۵۵:

حنفی مذہب اور پیشاب سے فاتحہ۔ (احادیث نبویہ اور فقہ حنفیہ ص ۴۲)

یہ مسئلہ مقلدین ائمہ کی عدالت میں ص ۲۲۱ اور ظفر امین حصہ اول ص ۲۳۶ سے لیا ہے۔

مسئلہ نمبر ۵۶:

حنفی مذہب میں حد زنا معاف ہے۔ (احادیث نبویہ اور فقہ حنفیہ ص ۴۳)

یہ مسئلہ مقلدین ائمہ کی عدالت میں ص ۲۱۹ سے لیا ہے۔

مسئلہ نمبر ۵۷:

حنفی مذہب جھوٹ اور فراڈ کا پابند ہے۔ (احادیث نبویہ اور فقہ حنفیہ ص ۴۳)

یہ مسئلہ ظفر امین حصہ اول ص ۲۰۸ سے لیا ہے۔

مسئلہ نمبر ۵۸:

حنفی مذہب اور شراب کا سرکہ (احادیث نبویہ اور فقہ حنفیہ ص ۴۴)

یہ مسئلہ ظفر امین حصہ اول ص ۶۶ اور شیخ محمدی ص ۶۵ سے لیا ہے۔

مسئلہ نمبر ۵۹:

حنفی مذہب میں شرابیوں پر کوئی حد نہیں۔ (احادیث نبویہ اور فقہ حنفیہ ص ۴۵)

یہ مسئلہ اختلاف امت کا المیہ حصہ اول ص ۶۶، سیف محمدی ص ۶۹، حقیقت الفقہ ص ۲۲۹، ۲۰۲، مقلدین ائمہ کی عدالت میں ص ۲۱۸، ۲۱۹ سے لیا ہے۔

مسئلہ نمبر ۶۰:

حنفی مذہب کا حنفی روزہ۔ (احادیث نبویہ اور فقہ حنفیہ ص ۴۶)

یہ مسئلہ مقلدین ائمہ کی عدالت میں ص ۲۱۶ اور سیف محمدی ص ۹۱ سے لیا ہے۔

مسئلہ نمبر ۶۱:

حنفی مذہب کا حنفی حج (احادیث نبویہ اور فقہ حنفیہ ص ۴۶)

یہ مسئلہ جو تاجرہ سی سے لیا ہے۔

مسئلہ نمبر ۶۲:

حنفی مذہب میں مشت زنی کرنا واجب ہے۔ (احادیث نبویہ اور فقہ حنفیہ ص ۴۷)

یہ مسئلہ حقیقت الفقہ ص ۲۱۶، ۲۱۷ اور سیف محمدی ص ۸۷ سے لیا ہے۔

مسئلہ نمبر ۶۳:

حنفی مذہب اور کتوں کی خرید و فروخت۔ (احادیث نبویہ اور فقہ حنفیہ ص ۴۸)

یہ مسئلہ مقلدین ائمہ کی عدالت میں ص ۲۱۸ سے لیا ہے۔ اور ظفر امین حصہ اول ص ۲۴۳، ۱۶۵، حقیقت الفقہ ص ۲۴۳، ۲۴۵، شیخ محمدی ص ۶۹، اختلاف امت کا المیہ حصہ اول ص ۶۵ میں بھی بیان کیا گیا ہے۔

مسئلہ نمبر ۶۴:

حنفی مذہب میں حلالہ اور بے غیرتی کی انتہا۔ (احادیث نبویہ اور فقہ حنفیہ ص ۴۸)

یہ مسئلہ مقلدین ائمہ کی عدالت میں ص ۲۱۷ اور شیخ محمدی ص ۹۷ سے لیا ہے۔

مسئلہ نمبر ۶۵:

حنفی مذہب میں گوز سلام کے برابر ہے۔ (احادیث نبویہ اور فقہ حنفیہ ص ۴۹)

یہ مسئلہ مقلدین ائمہ کی عدالت میں ص ۱۲۱۳ اور شیخ محمدی ص ۱۳۶ سے لیا ہے۔

مسئلہ نمبر ۶۶:

حنفی مذہب میں تے کر کے چائنا جائز ہے۔ (احادیث نبویہ اور فقہ حنفیہ ص ۵۰)

یہ مسئلہ ظفر البین ج ۱ ص ۲۰۷، سبیل الرسل ص ۲۷۸، شیخ محمدی مسئلہ نمبر ۱۸، اختلاف

امت کا البیہ ج ۱ ص ۵۸ سے لیا ہے۔

مسئلہ نمبر ۶۷:

حنفی مذہب اور امامت کی شرائط عجیبہ (احادیث نبویہ اور فقہ حنفیہ ص ۵۱)

یہ مسئلہ مقلدین ائمہ کی عدالت میں ص ۲۱۳، اختلاف امت کا البیہ ج ۱ ص ۶۰، شیخ

محمدی ص ۱۱۰، سبیل الرسل ص ۲۸۳ سے لیا ہے۔

مسئلہ نمبر ۶۸:

حنفی مذہب کا بے مثال پکا وضو۔ (احادیث نبویہ اور فقہ حنفیہ ص ۵۱)

یہ مسئلہ مقلدین ائمہ کی عدالت میں ص ۲۱۱ سے لیا ہے۔

مسئلہ نمبر ۶۹:

حنفی مذہب اور قصاص میں تبدیلی (احادیث نبویہ اور فقہ حنفیہ ص ۵۲)

یہ مسئلہ ظفر البین ج ۱ ص ۲۰۵ سے لیا ہے۔

مسئلہ نمبر ۷۰:

حنفی مذہب اور بدعا شوں کو چکھ چلانے کی چھٹی۔ (احادیث نبویہ اور فقہ حنفیہ ص ۵۳)

یہ مسئلہ ظفر البین حصہ اول ص ۲۵۰، ۲۱۳، ۲۳۳، اختلاف امت کا البیہ ص ۶۵، حقیقت

الفقہ حصہ اول ص ۲۲۲ سے لیا ہے۔

مسئلہ نمبر ۷۱:

حنفی مذہب میں خرید و فروخت کا چکر۔ (احادیث نبویہ اور فقہ حنفیہ ص ۵۴)

یہ مسئلہ ظفر البین حصہ اول ص ۱۷۴ سے لیا ہے۔

مسئلہ نمبر ۷۲:

حنفی مذہب اور مسجد میں نماز جنازہ کا انکار۔ (احادیث نبویہ اور فقہ حنفیہ ص ۵۵)

یہ مسئلہ ظفر البین حصہ اول ص ۲۸، مقلدین ائمہ کی عدالت میں ص ۲۱۴، شیخ محمدی

مسئلہ نمبر ۳۶ سے لیا ہے۔

مسئلہ نمبر ۷۳:

حنفی مذہب اور دیہاتوں میں جمعہ کا انکار۔ (احادیث نبویہ اور فقہ حنفیہ ص ۵۶)

یہ مسئلہ مقلدین ائمہ کی عدالت میں ص ۲۱۵ سے لیا ہے۔

مسئلہ نمبر ۷۴:

حنفی مذہب حنفی نکاح اور حنفی حق مہر۔ (احادیث نبویہ اور فقہ حنفیہ ص ۵۷)

یہ مسئلہ مقلدین ائمہ کی عدالت میں ص ۲۱۷ سے لیا ہے۔

مسئلہ نمبر ۷۵:

حنفی مذہب میں نکاح بے حلال ہے۔ (احادیث نبویہ اور فقہ حنفیہ ص ۵۷)

یہ مسئلہ مقلدین ائمہ کی عدالت میں ص ۲۱۷ سے لیا ہے۔

مسئلہ نمبر ۷۶:

حنفی مذہب میں اغلام بازی اور بیہ بازی جائز ہے۔ (احادیث نبویہ اور فقہ حنفیہ ص ۵۸)

یہ مسئلہ مقلدین ائمہ کی عدالت میں ص ۱۲۰ اور سیف محمدی ص ۱۲۰ سے لیا ہے۔

مسئلہ نمبر ۷۷:

جتنے جانور حرام ہیں وہ ذبح کرنے سے حلال ہو جاتے ہیں۔

(احادیث نبویہ اور فقہ حنفیہ ص ۵۹)

یہ مسئلہ سیف محمدی ص ..... اور حقیقت الفقہ حصہ اول ص ..... سے لیا ہے۔

مسئلہ نمبر ۷۸:

حنفی مذہب میں مدیہ شریف حرم نہیں۔ (احادیث نبویہ اور فقہ حنفیہ ص ۶۰)

یہ مسئلہ ظفر البین حصہ اول ص ۱۶۰، مقلدین ائمہ کی عدالت میں ص ۲۱۶ سے لیا ہے۔



مسئلہ نمبر ۹۷:

فقہ حنفیہ اور صدقہ فطرانہ میں تقب زنی (احادیث نبویہ اور فقہ حنفیہ ص ۶۰)

یہ مسئلہ مقلدین ائمہ کی عدالت میں ص ۲۱۶ سے لیا ہے۔

مسئلہ نمبر ۸۰:

حنفیہ اور صلوة استقاء کا صریحاً انکار۔ (احادیث نبویہ اور فقہ حنفیہ ص ۶۱)

یہ مسئلہ مقلدین ائمہ کی عدالت میں ص ۲۱۵، شیخ محمدی مسئلہ نمبر ۱۶ سے لیا ہے۔

مسئلہ نمبر ۸۱:

حنفی مذہب اور فارسی انگریزی میں نماز پڑھنا۔ (احادیث نبویہ اور فقہ حنفیہ ص ۶۱)

یہ مسئلہ مقلدین ائمہ کی عدالت میں ص ۱۲۲ اور شیخ محمدی ص ..... مسئلہ نمبر ۱۲۶ سے لیا ہے۔

مسئلہ نمبر ۸۲:

فقہ حنفیہ اور لونڈے بازی کا جواز۔ (احادیث نبویہ اور فقہ حنفیہ ص ۶۲)

یہ مسئلہ مقلدین ائمہ کی عدالت میں ص ۲۲۰، سیف محمدی ص ۱۲۰، حقیقت الفقہ ص ۲۲۲

سے لیا ہے۔

مسئلہ نمبر ۸۳:

فقہ حنفیہ اور متعہ حلال (احادیث نبویہ اور فقہ حنفیہ ص ۶۳)

یہ مسئلہ حقیقت الفقہ ص ۲۱۹ سے لیا ہے۔

مسئلہ نمبر ۸۴:

فقہ حنفیہ اور مسنون عقیقہ کا انکار۔ (احادیث نبویہ اور فقہ حنفیہ ص ۶۳)

یہ مسئلہ ظفر البین حصہ اول ص ..... سے لیا ہے۔

نوٹ: ص ۲ تا ص ۶۳ تک ۸۴ مسئلے وہ بیان کیے ہیں جو بقول ان کے حدیث کے

خلاف (یعنی جن میں فقہ کا اور حدیث کا تضاد ہے) ہیں۔ آگے ص ۶۵ سے ص ۸۹ تک سو

مسئلے بغیر تضاد کے بیان کیے ہیں۔ اس میں سے اکثر حقیقت الفقہ حصہ اول سے اور کچھ

دوسری کتب سے لیے ہیں۔ ان سب میں سے ایک بھی ایسا نہیں جو خود تحقیق کر کے لکھا ہو اور وہ

اعتراض پہلے کی غیر مقلد نے نہ کیا ہو۔ (حنفی کی طرف سے ان مسائل کے دلائل کے لیے دیکھئے احادیث مصطفیٰ علیہ السلام اور مسلک احناف)

صفحہ ۶۵ پر ایک سرفنی قائم ہے فقہ حنفی کے ایک صد (۱۰۰) شرمناک اور مردود مسائل

اس سرفنی کے تحت ایک صد مسائل ذکر کیے ہیں، ہم یہاں پر ترتیب سے ان مسائل کو

ذکر کر کے ثابت کریں گے کہ یہ تمام مسائل کسی سے لے کر جمع کیے ہیں۔

مسئلہ نمبر ۸۵:

فقہ حنفی اور سوری کھال

یہ مسئلہ حقیقت الفقہ ص ۲۰۳ سے لیا ہے۔

مسئلہ نمبر ۸۶:

فقہ حنفی اور کتے کی کھال۔

یہ مسئلہ حقیقت الفقہ ص ۲۰۴ سے لیا ہے۔

مسئلہ نمبر ۸۷:

فقہ حنفی اور کتے کے چمڑے کا ڈول

یہ مسئلہ حقیقت الفقہ ص ۲۰۳ سے لیا ہے۔

مسئلہ نمبر ۸۸:

فقہ حنفی اور کتے کے بالوں کا زار بند۔

یہ مسئلہ حقیقت الفقہ ص ۲۰۳ سے لیا ہے۔

مسئلہ نمبر ۸۹:

فقہ حنفی اور کتے کی ہڈیاں اور بال پٹھے پاک

یہ مسئلہ حقیقت الفقہ ص ۲۰۳ سے لیا ہے۔

مسئلہ نمبر ۹۰:

فقہ حنفی اور سورخس نہیں

یہ مسئلہ حقیقت الفقہ ص ۲۰۲ سے لیا ہے۔

مسئلہ نمبر ۷:

فحشی اور سورتک ساز میں

یہ مسئلہ حقیقۃ الفقہ ص ۲۰۲ سے لیا ہے۔

مسئلہ نمبر ۸:

حنفی مذہب اور سور کا کاروبار

یہ مسئلہ حقیقۃ الفقہ ص ۲۰۲ سے لیا ہے۔

مسئلہ نمبر ۹:

حنفی مذہب اور کتے کا حکم

یہ مسئلہ حقیقۃ الفقہ ص ۲۰۳ سے لیا ہے۔

مسئلہ نمبر ۱۰:

حنفی مذہب میں بھیکے کتے اور کائے کا حکم

یہ مسئلہ حقیقۃ الفقہ ص ۲۰۳ سے لیا ہے۔

مسئلہ نمبر ۱۱:

حنفی مذہب اور کتے کا کاروبار

یہ مسئلہ حقیقۃ الفقہ ص ۲۰۳ سے لیا ہے۔

مسئلہ نمبر ۱۲:

فحشی اور بے مثال حنفی تیمم

یہ مسئلہ حقیقۃ الفقہ ص ۲۰۵ سے لیا ہے۔

مسئلہ نمبر ۱۳:

کتے کا منہ باہر اور جسم پانی میں (۶۹)

یہ مسئلہ حقیقۃ الفقہ ص ۱۹۵ سے لیا ہے۔

مسئلہ نمبر ۱۴:

فحشی اور سور کے تھوڑے بال (۷۰)

یہ مسئلہ حقیقۃ الفقہ ص ۱۹۵ سے لیا ہے۔

مسئلہ نمبر ۱۵:

کتابانی میں اور وضو جائز (۷۰)

یہ مسئلہ حقیقۃ الفقہ ص ۱۹۴ سے لیا ہے۔

مسئلہ نمبر ۱۶:

حوض میں کتا اور حنفی وضو کا جواز (۷۰)

یہ مسئلہ حقیقۃ الفقہ ص ۱۹۴ سے لیا ہے۔

مسئلہ نمبر ۱۷:

حنفی مذہب بغل میں کتا اور نماز جائز (۷۰)

یہ مسئلہ سیف محمدی ص ..... سے لیا ہے۔

مسئلہ نمبر ۱۸:

فحشی اور سور کے موزے (۷۰)

یہ مسئلہ حقیقۃ الفقہ ص ۲۲۸ سے لیا ہے۔

مسئلہ نمبر ۱۹:

ساڑے تین ماشے منی اور حنفی فقاہت (۷۱)

یہ مسئلہ حقیقۃ الفقہ ص ۱۹۷ سے لیا ہے۔

مسئلہ نمبر ۲۰:

حنفی مذہب اور بچھونے پر خشک منی (۷۱)

یہ مسئلہ حقیقۃ الفقہ ص ۱۹۹ سے لیا ہے۔

مسئلہ نمبر ۲۱:

حنفی روزہ حنفی جلق اور فتی ثواب (۲۱۷)

یہ مسئلہ حقیقۃ الفقہ ص ۲۱۷ سے لیا ہے۔

مسئلہ نمبر ۲۲:

مشت زنی کرنے پر وبال ختم (ص ۷۱)

یہ مسئلہ حقیقۃ الفقہ ص ۲۱۶ سے لیا ہے۔

مسئلہ نمبر ۲۳:

فقه حنفی اور اپنے ہاتھ سے منی خارج کرنا۔ (ص ۷۲)

یہ مسئلہ حقیقۃ الفقہ ص ۲۱۶ سے لیا ہے۔

مسئلہ نمبر ۲۴:

حنفی مذہب میں بیوی کی پر ڈیوٹی (ص ۷۲)

یہ مسئلہ حقیقۃ الفقہ ص ۲۲۳ سے لیا ہے۔

مسئلہ نمبر ۲۵:

حنفی مذہب اور مجرب نسخہ (ص ۷۲)

یہ مسئلہ سیف محمدی ص ..... سے لیا ہے۔

مسئلہ نمبر ۲۶:

حنفی متد اور اس کے جواز کا فقہی طریقہ (ص ۷۲)

یہ مسئلہ حقیقۃ الفقہ ص ۲۱۹ سے لیا ہے۔

مسئلہ نمبر ۲۷:

جھوٹے گواہ، جھوٹا مقدمہ، جھوٹا نکاح اور حرام صحبت (ص ۷۳)

یہ مسئلہ حقیقۃ الفقہ ص ۲۱۹ سے لیا ہے۔

مسئلہ نمبر ۲۸:

جھوٹا دعویٰ، جھوٹی ڈگری اور حرام دہی (ص ۷۳)

یہ مسئلہ حقیقۃ الفقہ ص ۲۱۹ سے لیا ہے۔

مسئلہ نمبر ۲۹:

حنفی مذہب میں فقہ حنفی کی عجیب کرامت (ص ۷۳)

یہ مسئلہ حقیقۃ الفقہ ص ۲۲۰ سے لیا ہے۔

مسئلہ نمبر ۳۰:

فقه حنفی کا اشرار اور مدینہ کی حرمت کا انکار (ص ۷۴)

یہ مسئلہ حقیقۃ الفقہ ص ۲۱۸ سے لیا ہے۔

مسئلہ نمبر ۳۱:

شراب کو حلال بنانے کا حنفی فارمولا (ص ۷۴)

یہ مسئلہ حقیقۃ الفقہ ص ۲۰۱ سے لیا ہے۔

مسئلہ نمبر ۳۲:

فقه حنفی میں حنفی آدمی کے لیے پیاس کا علاج (ص ۷۴)

یہ مسئلہ حقیقۃ الفقہ ص ۲۰۱ سے لیا ہے۔

مسئلہ نمبر ۳۳:

فقه حنفی اور شراب میں گوشت (ص ۷۴)

یہ مسئلہ حقیقۃ الفقہ ص ۲۰۱ سے لیا ہے۔

نمبر ۳۴:

فقه حنفی اور شراب کا پیالہ ہانڈی میں (ص ۷۴)

یہ مسئلہ حقیقۃ الفقہ ص ۲۰۲ سے لیا ہے۔

مسئلہ نمبر ۳۵:

حنفی مذہب میں جو اور بیب کی شراب (ص ۷۵)

یہ مسئلہ حقیقۃ الفقہ ص ۲۲۹ سے لیا ہے۔

مسئلہ نمبر ۳۶:

فقه حنفی اور مسک کی شراب (ص ۷۵)

یہ مسئلہ حقیقۃ الفقہ ص ۲۲۹ سے لیا ہے۔



مسئلہ نمبر ۳۷:

لبو و لعب کے بغیر شراب حلال (ص ۷۵)

یہ مسئلہ حقیقۃ الفقہ ص ۲۲۹ سے لیا ہے۔

مسئلہ نمبر ۳۸:

شراب کے نو (۹) پیالے حلال اور دسواں حرام (ص ۷۵)

یہ مسئلہ حقیقۃ الفقہ ص ۲۲۹ سے لیا ہے۔

مسئلہ نمبر ۳۹:

حنفی مذہب اور مردار کا چہرہ (ص ۷۶)

یہ مسئلہ حقیقۃ الفقہ ص ۲۰۲ سے لیا ہے۔

مسئلہ نمبر ۴۰:

فقد حنفی اور مردار کے پٹھے (ص ۷۶)

یہ مسئلہ حقیقۃ الفقہ ص ۲۰۴ سے لیا ہے۔

مسئلہ نمبر ۴۱:

فقد حنفی اور مردہ جانور کا دودھ (ص ۷۶)

یہ مسئلہ حقیقۃ الفقہ ص ۲۰۲ سے لیا ہے۔

مسئلہ نمبر ۴۲:

فقد حنفی کا کمال حرام جانور صرف ذبح کرنے سے حلال (ص ۷۶)

یہ مسئلہ حقیقۃ الفقہ ص ۲۰۲ سے لیا ہے۔

مسئلہ نمبر ۴۳:

حرام جانوروں کے کل اجزاء پاک ہیں۔ (ص ۷۶)

یہ مسئلہ حقیقۃ الفقہ ص ۲۰۲ سے لیا ہے۔

مسئلہ نمبر ۴۴:

فقد حنفی میں کتے اور باقی کی کھال (ص ۷۷)

یہ مسئلہ حقیقۃ الفقہ ص ۲۰۳ سے لیا ہے۔

مسئلہ نمبر ۴۵:

آدمی کی کھال بھی پاک (ص ۷۷)

یہ مسئلہ حقیقۃ الفقہ ص ۲۰۳ سے لیا ہے۔

مسئلہ نمبر ۴۶:

فقد حنفی اور بھڑے کی کھال (ص ۷۷)

یہ مسئلہ حقیقۃ الفقہ ص ۲۰۳ سے لیا ہے۔

مسئلہ نمبر ۴۷:

حنفی مذہب میں سور کا چہرہ بھی پاک (ص ۷۷)

یہ مسئلہ حقیقۃ الفقہ ص ۲۰۳ سے لیا ہے۔

مسئلہ نمبر ۴۸:

فقد حنفیہ اور ساڑھے تین ماشہ پیشاب اور پاخانہ (ص ۷۸)

یہ مسئلہ حقیقۃ الفقہ ص ۱۹۶ سے لیا ہے۔

مسئلہ نمبر ۴۹:

فقد حنفی میں پیشاب اور خون پلانا جائز (ص ۷۸)

یہ مسئلہ حقیقۃ الفقہ ص ۱۹۶ سے لیا ہے۔

مسئلہ نمبر ۵۰:

جانوروں کے پیشاب میں چوتھائی کپڑا (ص ۷۸)

یہ مسئلہ حقیقۃ الفقہ ص ۱۹۶ سے لیا ہے۔

مسئلہ نمبر ۵۱:

فقد حنفی اور چمکا ڈرکا پیشاب (ص ۷۸)

یہ مسئلہ حقیقۃ الفقہ ص ۱۹۷ سے لیا ہے۔

مسئلہ نمبر ۵۲:

فقہ حنفی اور چوہے کا پیشاب (ص ۷۸)

یہ مسئلہ حقیقۃ الفقہ ص ۱۹۷ سے لیا ہے۔

مسئلہ نمبر ۵۳:

فقہ حنفی اور جلا ہوا پاخانہ (ص ۷۹)

یہ مسئلہ حقیقۃ الفقہ ص ۷۹ سے لیا ہے۔

مسئلہ نمبر ۵۴:

حنفی مذہب اور خشک پاخانہ (ص ۷۹)

یہ مسئلہ حقیقۃ الفقہ ص ۱۹۸ سے لیا ہے۔

مسئلہ نمبر ۵۵:

فقہ حنفی اور پاخانہ سے بھرا ہوا موزہ (ص ۷۹)

یہ مسئلہ حقیقۃ الفقہ ص ۱۹۸ سے لیا ہے۔

مسئلہ نمبر ۵۶:

حرام جانوروں کی بیٹ پاک (ص ۷۹)

یہ مسئلہ حقیقۃ الفقہ ص ۱۹۸ سے لیا ہے۔

مسئلہ نمبر ۵۷:

حنفی مذہب اور چوتھائی حصہ پاک (ص ۷۹)

یہ مسئلہ حقیقۃ الفقہ ص ۱۹۸ سے لیا ہے۔

مسئلہ نمبر ۵۸:

فقہ حنفی اور چمکاؤ کا پاخانہ (ص ۸۰)

یہ مسئلہ حقیقۃ الفقہ ص ۱۹۸ سے لیا ہے۔

مسئلہ نمبر ۵۹:

فقہ حنفی اور چوہے کی مٹنی پاک (ص ۸۰)

یہ مسئلہ حقیقۃ الفقہ ص ۱۹۸ سے لیا ہے۔

مسئلہ نمبر ۶۰:

فقہ حنفی اور نجاست کی صفائی (ص ۸۰)

یہ مسئلہ حقیقۃ الفقہ ص ۱۹۹ سے لیا ہے۔

مسئلہ نمبر ۶۱:

فقہ حنفی اور رضی کا قرآن لکھنا (ص ۸۰)

یہ مسئلہ حقیقۃ الفقہ ص ۲۰۱ سے لیا ہے۔

مسئلہ نمبر ۶۲:

حنفی مذہب اور سورہ فاتحہ خون سے لکھنا (ص ۸۰)

یہ مسئلہ حقیقۃ الفقہ ص ۱۹۹ سے لیا ہے۔

مسئلہ نمبر ۶۳:

حنفی مذہب میں نکیہ کا علاج (ص ۸۱)

یہ مسئلہ حقیقۃ الفقہ ص ۱۹۹ سے لیا ہے۔

مسئلہ نمبر ۶۴:

فقہ حنفی اور بیت الخلاء میں قرآن پڑھنا (ص ۸۱)

یہ مسئلہ حقیقۃ الفقہ ص ۱۹۸ سے لیا ہے۔

مسئلہ نمبر ۶۵:

فقہ حنفی قرآن پاک سے افضل (ص ۸۱)

یہ مسئلہ حقیقۃ الفقہ ص ۲۰۷ سے لیا ہے۔

مسئلہ نمبر ۶۶:

حنفی مذہب اور قرآنی آیت بسم اللہ کا انکار (ص ۸۱)

یہ مسئلہ حقیقۃ الفقہ ص ۲۰۷ سے لیا ہے۔

مسئلہ نمبر ۶۷:

فقہ حنفی اور مرداری کھال پر قرآن لکھنا (ص ۸۱)

یہ مسئلہ حقیقۃ الفقہ ص ۲۲۸ سے لیا ہے۔

مسئلہ نمبر ۶۸:

حنفی مذہب اور خنزیر کا جوٹھا (ص ۸۲)

یہ مسئلہ ..... سے لیا ہے۔

مسئلہ نمبر ۶۹:

فقہ حنفی اور اولاد انڑنا کی امامت (ص ۸۲)

یہ مسئلہ ظفر المبین ص ..... سے لیا ہے۔

مسئلہ نمبر ۷۰:

فقہ حنفیہ اور شرمگاہ کی رطوبت (ص ۸۲)

یہ مسئلہ سیف محمدی ص ..... سے لیا ہے۔

مسئلہ نمبر ۷۱:

منی کا خروج بھی اور غسل کا سقوط بھی (ص ۸۲)

یہ مسئلہ حقیقت الفقہ ص ..... سے لیا ہے۔

مسئلہ نمبر ۷۲:

فقہ حنفی اور صحبت کا طریقہ (ص ۸۲)

یہ مسئلہ حقیقۃ الفقہ ص ..... سے لیا ہے۔

مسئلہ نمبر ۷۳:

فقہ حنفی اور دربر نجاست (ص ۸۳)

یہ مسئلہ حقیقۃ الفقہ ص ۲۱۰ سے لیا ہے۔

مسئلہ نمبر ۷۴:

فقہ حنفی اور نماز میں آلت ناسل کو چکڑنا (ص ۸۳)

یہ مسئلہ ظفر المبین حصہ اول ص ۲۳۸ سے لیا ہے۔

مسئلہ نمبر ۷۵:

حنفی نماز بغل میں کتا اور نماز پھر مکمل (ص ۸۳)

یہ مسئلہ سیف محمدی ص ..... سے لیا ہے اور پہلے اسی کتاب کے ص ۷۰ پر بھی گزر چکا ہے۔

مسئلہ نمبر ۷۶:

گربان کے اندر سے شرمگاہ کو دیکھنا (ص ۸۳)

یہ مسئلہ حقیقۃ الفقہ ص ۲۱۰ سے لیا ہے۔

مسئلہ نمبر ۷۷:

نماز کی حالت میں دوصف تجاوز کرنا (ص ۸۳)

یہ مسئلہ حقیقۃ الفقہ ص ۲۱۱ سے لیا ہے۔

مسئلہ نمبر ۷۸:

نماز میں کتے اور گدھے کو بلانا (ص ۸۳)

یہ مسئلہ حقیقۃ الفقہ ص ۲۱۱ سے لیا ہے۔

مسئلہ نمبر ۷۹:

نماز میں قبلہ سے انکار (ص ۸۳)

یہ مسئلہ حقیقۃ الفقہ ص ۲۱۱ سے لیا ہے۔

مسئلہ نمبر ۸۰:

نماز میں عورت کا بوسہ (ص ۸۳)

یہ مسئلہ حقیقۃ الفقہ ص ۲۱۱ سے لیا ہے۔

مسئلہ نمبر ۸۱:

نماز میں اپنی عورت کی شرمگاہ دیکھنا (ص ۸۳)

یہ مسئلہ حقیقۃ الفقہ ص ۲۱۱ سے لیا ہے۔

مسئلہ نمبر ۸۲:

فقہ حنفی اور نماز میں ستر عورت دیکھنا (ص ۸۵)



یہ مسئلہ درایت محمدی ص..... سے لیا ہے۔

مسئلہ نمبر ۸۳:

حنفی مذہب اور نماز میں جو کیں مارنا (ص ۸۵)

یہ مسئلہ حقیقۃ الفقہ ص ۲۱۲ سے لیا ہے۔

مسئلہ نمبر ۸۴:

حنفی مذہب اور احتلام (ص ۸۵)

یہ مسئلہ حقیقۃ الفقہ ص ۱۹۱ سے لیا ہے۔

مسئلہ نمبر ۸۵:

فقہ حنفی اور لونڈے بازی کا جواز (ص ۸۵)

یہ مسئلہ حقیقۃ الفقہ ص ۲۲۲ سے لیا ہے۔

مسئلہ نمبر ۸۶:

فقہ حنفی اور صدائق و فاروق چھتر کو گالیاں دینا کفر نہیں

یہ مسئلہ حقیقۃ الفقہ ص ۱۸۹ سے لیا ہے۔

مسئلہ نمبر ۸۷:

حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کی خلافت کا منکر کا فرمیں (ص ۸۶)

یہ مسئلہ حقیقۃ الفقہ ص ۳۶ سے لیا ہے۔

مسئلہ نمبر ۸۸:

فقہ حنفی میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ باغی تھے۔ (ص ۸۶)

یہ مسئلہ حقیقۃ الفقہ ص ۳۶ سے لیا ہے۔

مسئلہ نمبر ۸۹:

فقہ حنفی میں حضرت انس رضی اللہ عنہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما بے سمجھ ہیں۔ (ص ۸۶)

یہ مسئلہ سیف محمدی ص ۲۹ سے لیا ہے۔

مسئلہ نمبر ۹۰:

فقہ حنفی میں ناسق و فاجر اور پیغمبروں کا ایمان برابر ہے۔ (ص ۸۷)

یہ مسئلہ ظفر المبین ص ۵۶، ص ۳۰، مقلدین ائمہ کی عدالت میں ص ۲۱۰ سے لیا ہے۔  
مسئلہ نمبر ۹۱:

حنفی فقہ میں شرط ہے کہ حنفی دہریش لکڑی کا ایک سرا با ہر ضرور رہے (ص ۸۷)

یہ مسئلہ حقیقۃ الفقہ ص ۲۱۶، ۲۱۷ سے لیا ہے۔

مسئلہ نمبر ۹۲:

حنفی دہر، حنفی انگلی اور پھر روزہ فاسد نہیں (ص ۸۷)

یہ مسئلہ حقیقۃ الفقہ ص ۲۱۶ سے لیا ہے۔

مسئلہ نمبر ۹۳:

شوہر کا انزال اور حنفی روزہ کا کمال (ص ۸۸)

یہ مسئلہ حقیقۃ الفقہ ص ۲۱۷ سے لیا ہے۔

مسئلہ نمبر ۹۴:

فقہ حنفی میں کھجری بازی پر کوئی حد نہیں۔ (ص ۸۸)

یہ مسئلہ حقیقۃ الفقہ ص ۲۲۲ سے لیا ہے۔

مسئلہ نمبر ۹۵:

حنفی مذہب میں حرام عورتوں سے نکاح اور اولاد (ص ۸۸)

یہ مسئلہ ظفر المبین حصہ اول ص ۱۹۹، مقلدین ائمہ کی عدالت میں ص ۲۲۰، حقیقت الفقہ

ص..... سے لیا ہے۔

مسئلہ نمبر ۹۶:

حنفی مذہب میں حنفی تقویٰ کی آخری چھلانگ (ص ۸۸)

یہ مسئلہ حقیقۃ الفقہ ص ۲۱۸ سے چوری کیا ہے۔

مسئلہ نمبر ۹۷:

فقہ حنفی اور عورت کی شرمگاہ کو چومنا

یہ مسئلہ سیف محمدی ص ۹۲ سے لیا ہے۔

اپنی ہی درمیں اپنا ہی آلتاس اور فقہ کا تماشا (ص ۸۹)

یہ مسئلہ حقیقۃ الفقہ ص ۱۹۱ سے لیا ہے۔

حنفی مذہب، حنفی فقہ، حنفی روزہ اور حنفی حج (ص ۸۹)

یہ مسئلہ درایت محمدی ص..... سے لیا ہے۔

چوپائے کے ساتھ بد فعلی، نہ وضو نہ غسل ہر طرف اللہ بلی (ص ۸۹)

یہ مسئلہ حقیقۃ الفقہ ص ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲ سے لیا ہے۔

ناظرین آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ جو بات ہم نے شروع میں ذکر کی تھی وہ ہم نے الحمد للہ ثابت بھی کر دی ہے۔ ہم غیر مقلدین سے گزارش کرتے ہیں کہ وہ اس روش کو چھوڑ دیں اور تعصب کو ختم کریں۔ ہم اہل سنت و جماعت تو قرآن اور سنت کے خلاف کسی کی بات بھی نہیں مانتے، ویسے ہم پر کوئی اتہامات لگائے تو اس کا ہمارے پاس کوئی علاج نہیں ان شاء اللہ قیامت کے دن فیصلہ ہو جائے گا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو قرآن و سنت پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہم سب کا خاتمہ ایمان پر فرمائے۔ آمین۔ تمت بالجیر

## درایت محمدی پر ایک نظر

یہ رسالہ ۳۶/۲۳×۱۲/۱۶ سائز کے ۸۰ صفحات پر مشتمل ہے جو نسخہ ہمارے پیش نظر ہے وہ شہان اہل حدیث گھر جا کھروڈ گوبرا نوالہ کا مطبوعہ ہے۔ اس کے مصنف محمد بن ابراہیم مہمن جو ناگزہی غیر مقلد ہیں یہ رسالہ فقہ حنفی کی مشہور کتاب ہدایہ کے خلاف لکھا گیا ہے جیسا کہ رسالے کے صفحہ اول پر یہ عبارت درج ہے۔ ہدایہ جو فقہ حنفی کی سب سے پرانی کتاب ہے پر ایک نظر (احقر نے ہدایہ کے دفاع میں اس سے پہلے دو کتابیں شائع کی ہیں ”آفتاب محمدی بجواب شیخ محمدی“ ۲ جلد اور ”ہدایہ پر اعتراضات کا علمی جائزہ“ تفصیل وہاں پر دیکھیں) یہ رسالہ اصل میں بنیادی طور پر مشہور غیر مقلد عالم علامہ وحید الزماں کی کتابوں سے تیار کیا گیا ہے۔ مثلاً

(۱) تنقید الہدایہ (۲) اصلاح الہدایہ وغیرہ یہ کتابیں عربی میں تھیں۔ جو ناگزہی نے ان میں سے انتخاب کر کے وہ باتیں اردو میں شائع کر دیں پھر بعد میں غیر مقلدین نے جو ناگزہی کی تقلید شروع کر دی۔ مثلاً

(۱) حکیم محمد اشرف سندھو نے نتائج التعلیل ص ۳۷ پر کتاب کا باب اول قائم کیا ہے جو کہ درایت محمدی سے لیا ہے۔ باب اول میں پانچ فصلیں قائم کی ہیں۔ پہلی فصل موضوع اور جھوٹی حدیثوں کا نمونہ ص ۳۷ پر پھر اسی فصل میں ص ۵۷ پر افتراء و بہتان نمبر کے تحت جو سوالہ نقل کیا ہے وہ بھی درایت محمدی ص ۳۰ سے لیا۔

ہم نے یہاں صرف ایک مثال پیش کی ہے ویسے یہ سارا باب ہی درایت محمدی سے لیا گیا ہے۔

(۲) خواجہ محمد قاسم نے بھی درایت محمدی سے ایک رسالہ تیار کیا ہے۔ جس کا نام ہے ہدایہ عوام کی عدالت میں اس کا جواب مولانا حافظ محمد حبیب اللہ ڈیروی بیہیضہ نے ہدایہ علماء کی عدالت میں کے نام سے دیا تھا۔ جس کا جواب خواجہ صاحب آج تک نہ دے سکے۔ درایت محمدی کا ایک جواب ہدایہ پر اعتراضات کے جوابات کے نام سے بھی شائع ہوا ہے۔

درايت محمدی میں جو مسائل ذکر کیے ہیں جو تا گھڑی نے وہ ہی مسائل اپنی دیگر کتابوں میں بھی ذکر کیے ہیں۔ مثلاً شیعہ محمدی، سیف محمدی، طریق محمدی وغیرہ۔ ص ۹ پر ایک عنوان قائم کیا ہے۔ ہدایہ کا مرتبہ خفیوں کے نزدیک ان الہدایۃ کا القرآن قد نسخت ما صنفوا قبلہا فی الشرع من کتب کا ذکر کیا ہے۔

اس کا مفصل جواب ہدایہ علماء کی عدالت میں آچکا ہے۔

(۱)..... ص ۱۰ پر ایک عنوان قائم کیا ہے: ”مصنف ہدایہ کی حدیثوں میں زیادتی“

(۲)..... پھر ص ۱۹ پر ایک عنوان قائم کیا ہے:

”مصنف ہدایہ کی احادیث میں کی بلکہ بے خبری اور انکار“

(۳)..... پھر ص ۲۲ پر ایک عنوان قائم کیا ہے۔

”مصنف ہدایہ کی حدیث کی کتابوں سے بے خبری“

(۴)..... پھر ص ۲۵ پر عنوان قائم کیا ہے

”مصنف ہدایہ کا مقتدر علماء اور معزز صحابہ پر شرمناک بہتان“

(۵)..... پھر ص ۳۰ پر عنوان قائم کیا ہے

”مصنف ہدایہ کا موقوف روایتوں کو مرفوع حدیثیں کہنا“

(۶)..... پھر ص ۳۵ پر لکھتا ہے

”مصنف ہدایہ کی حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کی شان میں گستاخی“

(۷)..... پھر ص ۳۵ پر عنوان قائم کیا ہے: ”مصنف ہدایہ کا لاپتہ حدیثوں کا وارڈ کرنا“

جواب:

ان ساتوں عنوانوں میں ایک ہی بات ہے ہمارے قول دیا گیا ہے۔ اس قسم کے اعتراض منکرین حدیث، چکڑالوی، پرویزی کتب احادیث پر بھی کرتے ہیں۔

خلفاء ان سب کا یہ ہے کہ ہدایہ میں موضوع احادیث ہیں اس لیے ہدایہ نا قابل اعتبار ہے اگر بالفرض اس میں بعض احادیث ایسی بھی ہیں تو اس سے اس کے فقہی مسائل کا غلط ہونا کیسے لازم آیا۔ کیونکہ صاحب ہدایہ نے ان خود مسائل کا استنباط نہیں فرمایا بلکہ مسائل مستنبط

کے دلائل ذکر کیے ہیں۔ وہ مسائل صاحب ہدایہ سے پہلے بھی امت میں معمول بہا تھے۔

(۳) جو تا گھڑی نے ص ۲۷ پر ایک عنوان قائم کیا ہے۔ ”ہدایہ کے ایک سوساں“

پھر ص ۵۲ سے لے کر ص ۶۲ تک سوسکے بیان کیے ہیں۔ اسی زمانہ میں اہل سنت کی طرف سے ان کے جوابات اخبار العدل اور الفقیہ میں شائع ہوئے تھے۔ پھر الفقیہ کے مختلف شماروں سے جمع کر کے ایک کتابی شکل میں بھی شائع کیے گئے تھے۔ مگر اس مجموعہ میں صرف پہلے ۳۶ چھپائیں اعتراضوں کا ترتیب وار جواب ہے۔ بقایا ۵۴ اعتراضوں کا جواب اس میں نہیں آ سکا مگر ماننے والے کے لیے ایک بات بھی کافی ہوتی ہے۔ جب فحشی علماء ان چھپائیں کا جواب دے سکتے ہیں تو بقایا کا بھی دے سکتے ہیں۔

(۴) پھر ص ۶۶ پر ایک عنوان قائم کیا ہے۔ ”مذہبی دنگل“

ہدایہ میں امام صاحب اور ان کے شاگردوں کا جو اختلاف ہے وہ نقل کیا ہے اور پورے ایک سواختائی مسائل ذکر کیے ہیں پھر ص ۶۷ پر ایک نقش اس طرح بنایا ہے۔

امام صاحب	امام محمد	امام ابو یوسف	امام زفر
(۱) فضولی کہنوں کا دھونا فرض ہے			فرض نہیں ہے

اس طرح ص ۵۷ تک پورے سوساں ذکر کیے ہیں۔ اس اعتراض کے کئی جواب ہیں۔ جواب نمبر ۱:

یہ اعتراض بھی سابقہ اعتراضوں کی طرح ہے۔ اور منکرین حدیث اسی طرح کے اعتراض حدیث کی کتابوں پر کرتے ہیں۔

منکرین حدیث کی صرف ایک کتاب ہی دیکھئے۔ دو اسلام اس میں یہ تمام باتیں موجود ہیں جو تا گھڑی نے ہدایہ کے بارے میں نقل کی ہیں۔ احادیث کی کتب میں بہت ساری احادیث ایسی ہیں اگر جمع کریں تو ایک ضخیم کتاب تیار ہو جائے جن میں ایک صحابی بخاری دوسرے صحابی ترمذی کے خلاف روایت بیان کر رہے ہیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے خلاف ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے خلاف عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث۔ ملے گی۔ احادیث سے شغف رکھنے والے جانتے ہیں۔

جواب نمبر ۲:

غیر مقلدین پہلے اپنے گھر کی خبر لیں اور اپنے علماء کی آپس کی لڑائی ختم کریں وہاں بھی مسئلہ ایک ہی ہے مگر غیر مقلدین علماء مختلف ہیں ثبوت کے لیے دیکھئے

(۱) خیر البراہین تالیف مولانا خیر محمد جالندھری رحمۃ اللہ علیہ (یہ رسالہ اب آثار خیر میں موجود ہے)

(۲) غیر مقلدین کی خانہ جنگی، مولانا محمد امین اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ مجموعہ رسائل

مرتب: پیر جی سید مشتاق علی، جلد سوم

(۳) غیر مقلدین کے متضاد فتوے، مولانا عبدالقدوس خان قارن

جواب نمبر ۳:

امام ابو یوسف، امام محمد، امام زفریہ سب حضرات خود مجتہد فی المذہب ہیں اور مجتہد کو دوسرے مجتہد کی تقلید واجب نہیں ہوتی۔ ہاں اگر اپنے سے بڑے مجتہد کی تقلید کرے تو جائز ہے۔ (مجموعہ رسائل مولانا امین اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ مرتب: پیر جی سید مشتاق علی، جلد اول ص ۱۳، ۱۴)

ص ۷۶ پر عنوان قائم کیا ہے۔ ہدایہ میں امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے اقوال میں اختلاف ہے۔ پھر ص ۷۹ تک چند مسائل ذکر کیے ہیں۔

جواب:

(۱)..... جس طرح احادیث ناخ منسوخ ہوتی ہیں اس طرح فقہ کے مسائل میں بھی ہوتا ہے۔ بعض مسائل سے مجتہد رجوع کر لیتا ہے مگر ذکر دونوں قول کیے جاتے ہیں۔ احادیث کی کتب میں بہت سی احادیث مل جائیں گی کہ کسی حدیث میں ایک کام کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کرنے کو کہا ہوگا اور کسی میں منع کیا ہوگا۔ ایسی احادیث کے مستقل مجموعے علماء نے لکھے ہیں۔ مثلاً امام طحاوی کی کتاب مشکل الآثار دیکھیں۔

(۲)..... اور بہت سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی روایات بھی ایسی ہیں کہ ان سے ایک ہی مسئلے میں مختلف روایات آتی ہیں۔ کیا پھر احادیث بھی کثم ہو جائیں گی۔

اس لیے ہم غیر مقلد بھائیوں سے کہتے ہیں کہ آپ کی ایسی ہی باتوں سے منکرین حدیث پیدا ہوتے ہیں۔ فن حدیث سے تعلق رکھنے والے حضرات اس بات کو بخوبی جانتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو قرآن و سنت کی صحیح طریقہ سے پیروی کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!!



پیر جی سید عبد المتین محلہ گو بند گڑھ گلی نمبر ۸  
مکان نمبر ۳۶/سی، کالج روڈ  
گوجرانوالہ، پنجاب، پاکستان،  
فون نمبر: 0333-8182910